اسلامی قانون کے ماہرین، اساتذہ

اور طلبہ کے لئے مفید کتاب

فقہ اسلامی

تصنیف

مولانا عبد الاول جونپوری

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ (الآیۃ)

کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں

فِقہ اِسلامی

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے لیکر تیرہویں صدی کے فقہاء احناف کا تذکرہ، نیز علماء احناف کی فقہی اور تفسیری تصانیف کا تعارف، ضمیمہ میں چودہویں صدی کے فقہاء کا تذکرہ، آخر میں پندرہویں صدی کے علماء کی فہرست اور ان کا ایک سطری تعارف، مفید المفتی مع اضافات جدیدہ

اِسلامی قانون کے ماہرین، اساتذہ اور طلبہ کے لئے مفید کتاب

— تصنیف —

مولانا عبدالاوّل جونپوری

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	فقہ اسلامی
تصنیف	:	مولانا عبد الاول جونپوری
تحریک	:	علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
مطبع	:	رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
تعداد	:	گیارہ سو
الطبع الاول	:	شعبان ۱۴۲۱ھ / نومبر ۲۰۰۰ء
قیمت	:	-/81 روپے

ناشر

فرید بک سٹال، 38- اُردو بازار، لاہور، پاکستان

فون نمبر 042-7312173 ، فیکس نمبر 092-042-7224899

ای۔میل نمبر faridbooks@hotmail.com

marfat.com

فہرست

فقہ اسلامی

دیباچہ — 11
مقدمہ — 14
فصل اول : فقہ کی تعریف میں — 15
فصل دوم : فقہ کی فضیلت میں — 20
فصل سوم :اکابر فقہا کی کیفیت میں — 23
ولادت امام اعظم — 24
ذکر حماد بن امام اعظم — 27
ذکر عبداللہ بن مبارک — 27
ذکر ابو یوسف محدث — 28
ذکر امام محمد بن حسن فقیہ — 29
ذکر تصانیف امام محمد — 30
ذکر امام زفر — 31
ذکر ابو سلیمان جوزجانی — 32
ذکر حسن بن زیاد — 32
ذکر اسمٰعیل بن حماد — 32
ذکر خلف بن ایوب — 33
ذکر ابو حفص کبیر — 33
ذکر خصاف — 33
ذکر ابو حفص صغیر — 34
ذکر ابن ثلجی — 34
ذکر ابو جعفر بغدادی — 35
ذکر ابو خازم — 35
ذکر ہشام راضی — 35
ذکر ابو بکر جوزجانی — 36
ذکر ابو علی دقاق — 36
ذکر ابو سعید بردعی — 36
ذکر طحاوی — 37
ذکر ماتریدی — 38
ذکر اسکاف — 38
ذکر رستغفنی — 39
ذکر کرخی — 39
ذکر طبری — 39

marfat.com

تذکرہ : اکابر علمائے اسلام کے تراجم میں ____ 97
دوسری صدی کے علما ____ 97
تیسری صدی کے علما ____ 102
چوتھی صدی کے علما ____ 107
پانچویں صدی کے علما ____ 110
چھٹی صدی کے علما ____ 112
ساتویں صدی کے علما ____ 115
آٹھویں صدی کے علما ____ 117
نویں صدی کے علما ____ 119
دسویں صدی کے علما ____ 121
گیارہویں صدی کے علما ____ 123
بارہویں صدی کے علما ____ 126
تیرہویں صدی کے علما ____ 129
ذکر مولانا کرامت علی جونپوری ____ 133
ذکر مولانا حافظ محمود جونپوری ____ 134
ذکر مولانا رجب علی جونپوری ____ 135
ذکر مولانا مصلح الدین جونپوری ____ 135
ضمیمہ تذکرہ ____ 136
تتمہ مفیدہ جس میں موجودہ علما کا ذکر ہے ____ 137

فہرست اصل کتاب فقہ اسلامی

حرف الالف : اس میں چودہ کتابوں کا ذکر ہے ____ 142
امام محمد کی تصانیف کا ذکر ____ 144
حرف الباء : اس میں آٹھ کتابوں کا ذکر ہے ____ 151
حرف التاء : اس میں چھبیس کتابوں کا ذکر ہے ____ 154
حرف الجیم : اس میں پندرہ کتابوں کا ذکر ہے ____ 162
حرف الحا : اس میں پانچ کتابوں کا ذکر ہے ____ 170
حرف الخا : اس میں گیارہ کتابوں کا ذکر ہے ____ 172
حرف الدال : اس میں چھ کتابوں کا ذکر ہے ____ 174
حرف الذال : اس میں پانچ کتابوں کا ذکر ہے ____ 177
حرف الرا : اس میں چار کتابوں کا ذکر ہے ____ 178

marfat.com

حرف الزا: اس میں چھ کتابوں کا ذکر ہے ____ 170

حرف السین: اس میں چار کتابوں کا ذکر ہے ____ 181

حرف الشین: اس میں چار کتابوں کا ذکر ہے ____ 183

حرف الضاد: اس میں دو کتابوں کا ذکر ہے ____ 184

حرف الطا: اس میں ایک کتاب کا ذکر ہے ____ 184

حرف العین: اس میں چار کتابوں کا ذکر ہے ____ 184

حرف الغین: اس میں پانچ کتابوں کا ذکر ہے ____ 185

حرف الفا: اس میں چودہ کتابوں کا ذکر ہے ____ 187

حرف القاف: اس میں دو کتابوں کا ذکر ہے ____ 190

حرف الکاف: اس میں تیرہ کتابوں کا ذکر ہے ____ 194

حرف اللام: اس میں چار کتابوں کا ذکر ہے ____ 199

حرف المیم: اس میں پینتالیس کتابوں کا ذکر ہے ____ 199

کتب مناسک: اس میں تیرہ کتابوں کا ذکر ہے ____ 217

حرف النون: اس میں بارہ کتابوں کا ذکر ہے ____ 219

حرف الواو: اس میں چار کتابوں کا ذکر ہے ____ 224

حرف الہاء: اس میں چھبیس کتابوں کا ذکر ہے ____ 226

حرف الیاء: اس میں پانچ کتابوں کا ذکر ہے ____ 235

ذکر کتب فتاوے: اس میں تریسٹھ فتاویٰ کا ذکر ہے ____ 235

خاتمۃ الکتاب: اس میں حنفیوں کی پینتالیس تفسیروں کا ذکر ہے ____ 253

ضمیمہ: تذکرہ چودھویں صدی کے علما کا ____ 257

marfat.com

پیش گفتار

مہذب معاشرے کی تشکیل میں قوانین اور ضابطے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جس معاشرے سے قوانین کا احترام اٹھ جائے اسے مہذب معاشرہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

قوانین کے احترام کا جذبہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب قوانین سے مکمل واقفیت اور ان پر عمل کے خوشگوار نتائج اور ان سے اغماض کے نقصانات کا احساس ہو۔ مسلمان بجا طور پر یہ دعویٰ کرنے کی پوزیشن میں ہیں کہ وہ ایک مہذب اور متمدن معاشرے کی شرائط پوری کرتے رہے ہیں۔

قانون کے شعبے میں جس قدر کام مسلمان علماء نے کیا ہے اس کا اعتراف سب کو ہے۔ سب سے بڑا کام جو مسلم علماء نے کیا وہ اصول فقہ (Jurisprudence) کی ترتیب و تہذیب ہے جس کے ذریعے قانون ایک کھلونا بننے اور ہر آدمی کے لیے اپنی افتاد طبع کے مطابق ردوبدل کرنے کے مذاق سے محفوظ ہوگیا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے شعبے ایسے ہیں جن میں مسلمانوں نے اپنی کارکردگی کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ مسلمان ماہرین قانون نے اپنی جودت طبع اور محققانہ مزاج کی بناء پر قوانین اور ضابطوں میں جو وسعت پیدا کی ہے اس نے اسلامی فقہ کو جمود سے محفوظ رکھا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسائل میں بھی جس ژرف نگاہی کا ثبوت دیا گیا ہے اس سے اس کام کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلمان حکومتوں کے خاتمے اور ایک غیر ملکی سامراج کے تسلط کے بعد گو یہ کام اس شان سے جاری نہ رہ سکا، جو مسلمان حکومتوں کے دور کا خاصہ تھا لیکن یہ رکا نہیں۔ اس کے علاوہ اس دوران میں علماء نے ایک اور محاذ سنبھالا اور وہ قابل فخر مسلم ماہرین قانون علماء و فقہاء اور ان کی علمی تحقیقات سے تاریخ کے صفحات کو روشناس کراتا تھا۔ چنانچہ اس عہد میں کتب فقہ اور فقہاء کرام کے تعارف و تذکار پر مبنی تالیفات وجود میں آئیں جس سے مسلم معاشرہ میں اپنی عظمت رفتہ کا احساس باقی رہا اور غیر ملکی سامراج اپنی تمام تر کوشش کے باوجود مسلمان ذہنوں پر تسلط جمانے میں خاص کامیابی حاصل نہ کرسکا۔ بیسویں صدی میں بھی اسلامی شریعت کے نفاذ کی تڑپ اسی احساس اور شعور کا واضح اظہار ہے جو اسلاف کے کام کی اہمیت سے آگاہ ہونے کی بنا پر مسلمان ذہنوں میں جاگزیں رہا ہے۔

marfat.com

مفید المفتی

پہلی صدی ہجری سے اب تک فقہ و قانون کے میدان میں جو کام ہوا ہے اور جن اعاظم رجال نے اس سلسلے میں جگر کاوی کی ہے اس کا اجمالی تذکرہ ہمیں مولانا عبد الاول جونپوری کی تصنیف "مفید المفتی" میں ملتا ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے انفرادیت کی حامل ہے کہ اس میں بیک وقت کتب فقہ اور فقہاء و علماء کا تعارف، فقہی اصطلاحات، فقہی اصول اور عدل و انصاف کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لیے مفید معلومات اور ضوابط ملتے ہیں۔ ایک طرح سے یہ فقہ، اصول فقہ اور تاریخ فقہ کا ایک مفید مجموعہ ہے جس میں چودہ صدیوں کا کام اور تاریخ اور اب اس میدان میں کام کرنے والوں کے لیے رہنمائی سب کچھ موجود ہے۔

مولانا عبد الاول جونپوری

"مفید المفتی" کے فاضل مصنف مولانا عبد الاول جونپوری ۱۲۸۴ھ میں مولانا کرامت علی کے ہاں جزیرہ سندیپ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور پھر مولانا محمد نعیم لکھنوی، شیر علی بلند شہری سے اکتساب علم کیا۔ زیادہ سے زیادہ علمی استفادے کی غرض سے حجاز مقدس روانہ ہوئے اور وہاں زیارت حرمین کے علاوہ شیخ رحمتہ اللہ بن خلیل الرحمٰن کیرانوی، شیخ عبد اللہ، شیخ عبد الحق الہٰ آبادی (رحمہم اللہ اجمعین) سے حدیث اور تفسیر کا درس لیا۔ موخر الذکر سے روحانی تعلق بھی جوڑا اور اوراد کی اجازت پائی۔ اس اثناء میں دو دفعہ حج کی سعادت بھی حاصل کی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت کے علاوہ فصاحت کی خوبی سے بھی نوازا، چنانچہ مولانا عبد الحیٔ حسنی لکھتے ہیں:

وھو واعظ فصیح اللسان، ظاھر البیان، حسن العبارہ حلو الاشارہ، حسن الخطیں، سریع البراغ، ولہ اشعار رائقہ بالعربیہ، الخ (عبد الحیٔ حسنی: نزہتہ الخواطر، ۸-۲۱۲)

آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے جس میں کتب و رسائل شامل ہیں۔ فقہ کے علاوہ عربی ادب آپ کا خاص موضوع ہے۔

"مفید المفتی" کے مطالعے سے آپ کے علمی مقام و مرتبہ کا اظہار ہوتا ہے، کتاب کے آخر میں آپ نے اپنے دور کے علماء کی جو فہرست دی ہے اس سے آپ کی وسیع المشربی، تعلقات اور افراد شناسی کا پتا چلتا ہے۔

۱۳۲۳ھ میں کتاب "مفید المفتی" مکمل ہوئی اور ۱۳۴۹ھ میں آپ کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ وفات کے وقت کلکتہ میں تھے اس لیے وہاں دفن ہوئے۔ ولہ اجر عظیم مادۂ تاریخ وفات ہے۔

الطریف للادیب الظریف، المنفوق فی معرفہ الفروق، التلید للشاعر المجید، جوامع الکلم، انجاح السول بذکر شیب الرسول آپ کی مشہور تالیفات ہیں جن سے آپ کی وسعت مطالعہ، علمی قابلیت اور فصاحت و

marfat.com

بلاغت کا اظہار ہوتا ہے۔

"مفید المفتی" ۱۳۲۶ھ میں آسی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی اور ایک عرصے سے نایاب تھی۔ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری کی مساعی سے کتاب کا ایک نسخہ دستیاب ہوا تو جامعہ نظامیہ رضویہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے اس مفید عام کتاب کی دوبارہ اور فوری اشاعت ضروری سمجھتے ہوئے مولانا ہدایت اللہ پسروری کی زیر سرپرستی مکتبہ غوثیہ ملتان کے قیام اور مکتبے کی طرف سے پہلی پیش کش کے طور پر "مفید المفتی" کی اشاعت کا پروگرام ترتیب دیا۔

ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں جو کوششیں ہو رہی ہیں اور ہمارے قانون دان طبقے میں اسلامی قانون کے ماخذ و مراجع اور فقہ اسلامی کی تاریخ اور شخصیات سے واقفیت کا جو ذوق پایا جاتا ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے مفتی صاحب کے انتخاب کی داد دینا پڑتی ہے۔

کتاب کی اشاعت نو کے سلسلے میں یہ اہتمام کیا گیا ہے۔

(۱) چودھویں صدی کے معروف علماء کے حالات ضمیمہ کے طور پر شامل کر دیئے گئے ہیں جبکہ "مفید المفتی" میں ان کا ذکر اختصار کے ساتھ نام کی حد تک شامل تھا۔

(۲) پندرہویں صدی ہجری میں اسلام کی خدمت میں مصروف علماء کرام کی ایک فہرست شامل کتاب کر دی گئی ہے۔

(۳) کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اسے صرف مفتیان کرام تک محدود نہیں رہنا چاہیے اس لیے جدید تقاضوں کے مطابق اسے "فقہ اسلامی (کتابیات و شخصیات)" کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ کتاب ماہرین قانون' علماء' اساتذہ اور طلبہ کے لیے یکساں مفید ہے اور حقیقتاً کئی کتابوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

کتاب کی جامعیت اور ضمیمہ شامل ہو جانے کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ قانون کے میدان میں علماء و فقہاء کا کام اس سے کہیں زیادہ ہے جس کا احاطہ "فقہ اسلامی" میں کیا گیا ہے۔ البتہ یہ ایک خوبصورت جھلک ہے جو اس کام کو آگے بڑھانے کی کھلی دعوت دے رہی ہے' قومیں زندہ کاموں ہی سے کارگہ حیات میں سرخرو ہوتی ہیں۔

۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ
۳۰ اپریل ۱۹۸۱ء

سید ارشاد احمد عارف
جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامد اللہ العظیم الکریم

اللھم بک استعین- ولک استکین- من کلامک استھدی وبکمال رسولک اقتدی- فصل وسلم علی خیر البریہ- واحسن سجیہ والہ خیرال- ماطلع ھلال- ولمع ال بالغدو والاصال-

دیباچہ

آج کل عجب دور ہے- طرفہ طور ہے- نہ قرآن و حدیث سے خبر' نہ اجماع و قیاس پر نظر- نہ اصول و فروع کا سودا' نہ استنباط مسائل کی استعداد کہ اکثر نیم ملاؤں نے اس زمانے میں فتویٰ لکھنے کو آسان کام خیال کر لیا اور جس کتاب سے جی چاہا' رطب و یابس نقل کر دیا- نہ رسم مفتی نہ آداب افتا کا شعور اور نہ اس فن کے کتب معتبرہ پر عبور- نہ کتب معتبرہ و غیر معتبرہ میں فرق و امتیاز کی لیاقت' نہ طبقات فقہاء و

marfat.com

اسانید کملا و اقسام اجتہاد و اصحاب تخریج و ترجیح و قواعد دفع تعارض سے واقفیت۔ مگر فتویٰ نویسی پر آستین چڑھائے ہوئے ہیں اور استفتا کے جواب لکھنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ ہردم قلم تیار' ہر وقت مستفتی کا انتظار۔ یہ وہی باتیں ہیں جن سے عموماً اکثر مولوی لوگ ناواقف ہیں اور بہت کم ایسے ہیں جو ان باتوں کو جانتے ہیں اور اس ٹکسال کے کھوٹے کھرے سکے کو بخوبی پہچانتے ہیں۔ لیکن النادر کالمعدوم سب کو معلوم ہے اور یہ مفید اور کار آمد عمدہ عمدہ باتیں بڑی بڑی عربی کتابوں میں مندرج ہونے کے سبب سے ہر کس و ناکس کو بھی باآسانی معلوم نہیں ہو سکتیں۔ حالانکہ فتویٰ نویسوں کو ان سب باتوں کا جاننا اور پہچاننا ضروری اور واجب الالتزام ہے ورنہ فتویٰ لکھنا ان کو ناجائز اور حرام ہے۔

نظر بر آں اس فقیر اول اور حقیر اقل عبدالاول بن مولانا کرامت علی صدیقی حنفی جونپوری کان اللہ لھما نے باصرار بعض احباب کتب معتبرہ سے ان ضروری فائدوں اور لازمی قاعدوں کو' جن کا جاننا اور پہچاننا مفتی پر مثل واجب کے ہے' انتخاب کر کے ایک جا بطریق مقدمہ لکھ دیا اور اس کے بعد کتب فقیہ کا بیان حسب ترتیب حروف تہجی مع نام مصنف عام فہم سلیس اردو میں جمع کر دیا اور متون و شروح کو بھی بتصریح تمام لکھ دیا اور کتب فتاویٰ کو کہ ان کا رتبہ متون و شروح سے کم تر ہے' آخر میں بعد حرف یائے تحتانی کے قلم بند کر دیا اور کتابوں کی ترتیب میں مصنفین کے مراتب اور زمانے کا لحاظ اس وجہ سے نہیں کیا گیا کہ ناظرین کو کتابوں کا تلاش کر کے نکالنا آسان ہو اور ناموں کی ترتیب ہونے میں جب تک کہ مصنف کا نام نہ معلوم ہو' کتاب کا پتا نہیں لگ سکتا۔ اس قسم کی فقہ میں بہت ایسی کتابیں موجود ہیں کہ جن کا نام تو ہر شخص جانتا ہے مگر اس کے مصنف کے نام سے واقف نہیں۔ مثلاً ھدایہ کافی- محیط وغیرہ وغیرہ۔

اسی نظر سے کتابوں کے نام جلی قلم سے لکھ کر ان کا حال بترتیب حروف لکھنا مناسب سمجھا گیا اور کتب غیر معتبرہ کا حال بھی صاف صاف لکھ دیا اور ان کی ایک مختصر

marfat.com

سی فہرست بھی اسی مقدمے میں لکھ دی ہے۔

پس ممالک ہند و بنگال کے فقہاء اور طلبہ کو لازم ہے کہ اس رسالہ مفید المفتی کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں بلکہ حرز جان بنا رکھیں اور اپنا انیس و جلیس سمجھیں کہ آج تک اردو زبان میں اس طرز کی کتاب غالباً کسی نے نہیں لکھی۔ چنانچہ مثل سائر کم ترک الاول للاخر سے ظاہر ہے۔

اور باایں ہمہ اس فقیر سے بہ مقتضائے شان بشریت کے سہو و نسیان خاصیت انسان ہے، کہیں لغزش اور خطا پائیں تو دامن عفو سے چھپائیں اور نشانہ ملامت نہ بنائیں بلکہ ممکن ہو تو باحسن تاویل اس کی اصلاح اور ترمیم فرمائیں کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین وارد ہے اور نیز ان ارید الا الاصلاح ما استطعت اس پر عادل شاہد ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان رجب ۱۳۲۰ ہجری۔

marfat.com

مقدمہ

دیباچہ

واضح ہو کہ اس مقدمہ میں تین فصل اور کئی تبصرے اور ایک تذکرہ ہے۔ پہلی فصل میں فقہ کی تعریف و تحقیق اور دوسری فصل میں فقہ کی مختصر فضیلت اور تیسری فصل میں اکابر فقہاء کے مختصر تراجم اور تبصرے میں ضروری فوائد ہیں اور تذکرہ میں وفیات علماء کا بیان ہے۔ بعد اس کے اصل مقصود ہے۔

marfat.com

فصل اول

فقہ کی تعریف و تحقیق کے بیان میں

علم کی مشہور دو قسمیں ہیں: شرعی و غیر شرعی۔ علم شرعی چار ہیں: علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم توحید۔ اور غیر شرعی تین قسم ہیں: علم ادب، یہ نام بارہ علموں کے مجموعہ کا ہے اور بعض نے چودہ علموں کے مجموعہ کو علم ادب بتلایا ہے۔ یہاں اس کے

جبن ابو حنیفہ

بیان تفصیلی کی حاجت نہیں ہے۔ علم ریاضی، یہ دس علم ہیں۔ تصوف اور موسیقی اور حساب بھی اس میں ہیں۔ علم عقلی منطق اور فلسفہ اور اصول فقہ اور الہیات اور طبیعات اور طب اور کیمیا وغیرہ اس میں محسوب ہیں۔

باعتبار اعمال شرعیہ و مکلفین علم فقہ کی ضرورت بہ نسبت اور علوم کے عام طور سے زیادہ ہے۔ اور فقہ جامع علوم ثلاثہ ہے کہ دنیاوی و اخروی منافع و مضار اسی کے جاننے اور اسی کے موافق عمل کرنے میں معلوم ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ اشرف العلوم کہا جا سکتا ہے۔ معاش و معاد کے کاروبار اور نفع و مضار جاننا اسی علم فقہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لیے اکابر مجتہدین و ائمہ دین و فقہائے متقدمین نے حسبہ

marfat.com

للہ اسی کے ساتھ مشغولی رکھی۔ جس کا آج یہ نتیجہ دیکھا جاتا ہے کہ ہم اہل اسلام حرام، حلال، واجب، سنت، مستحب وغیرہ باتوں کو بے تکلف کتب فقہ کی استمداد سے معلوم کر لیتے ہیں۔

معنی فقہ

فقہ بالکسر لغہ العلم بالشئی و بالفارسیہ دانستن یعنی لغوی معنی فقہ کے کسی شے کا جاننا ہے۔ یہ باب سمع یسمع سے مستعمل ہے۔ فقیہ بجائے اسم فاعل بولا جاتا ہے جیسے سمیع بہ معنی سامع پھر اس کو علم شریعت کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں مصدر بلفظ فقاہت باب کرم یکرم سے مستعمل کیا جاتا ہے۔ فقاہت کے معنی فقیہ شدن کے ہیں۔ والعالم بالفقہ فقیہ اور محاورے میں کہتے ہیں فلان فقہہ اللہ ای علمہ الفقہ۔ وتفقہ ھوبنفسہ اور مفاقہہ کے معنی فقہ میں بحث کرنے کے ہیں۔ علامہ خیر الدین رملی کا قول ہے کہ فقہ بکسر قاف اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کوئی کچھ سمجھ لے اور فقہ بہ فتح قاف اس وقت بولتے ہیں کہ دوسرے سے پہلے خود کچھ سمجھ لے اور فقہ بہ ضم قاف اس وقت کہیں گے کہ جب فقہ اس کی سرشت میں ہو جائے۔ یعنی فقہ میں پوری مہارت حاصل کر لے۔ واللہ اعلم۔

صاحب مفتاح السعادۃ نے اصطلاحی معنی علم فقہ کے یوں بیان کیے ہیں۔ علم فقہ وہ ہے جس میں احکام شرعیہ فرعیہ عملیہ کی بحث ہو۔ اس حیثیت سے کہ وہ ادلہ تفصیلیہ سے نکالے گئے ہیں اور مبادی اس کے اصول فقہ کے مسائل ہیں اور ماخذ اس کا علوم شرعیہ اور عربیہ ہیں اور فائدہ اس سے اس کے موافق شرعی طریقہ پر عمل کا ہو جانا ہے۔

سخاوی شمس الدین محمد نے ارشاد القاصدین میں یوں علم فقہ کی تعریف بتلائی

marfat.com

ہے۔ تکالیف شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام علم فقہ ہے جیسے عبادات معاملات عادات وغیرہ ہیں۔

امام سیوطی نے اتمام الدرایہ اور نقایہ میں یوں تعریف کی ہے کہ علم فقہ پہچاننا ان احکام شرعیہ کا ہے جو اجتہاد سے نکالے گئے ہیں۔

علامہ حصکفی نے کہا ہے کہ اصولیوں کی اصطلاح میں ان احکام شرعیہ فرعیہ کے جاننے کو جو ادلہ تفصیلیہ سے مکتسب ہوں' علم فقہ کہتے ہیں۔اھ اور اس صورت میں اصولیوں کے نزدیک فقیہ مجتہد کو کہیں گے۔ کیونکہ دلائل سے احکام کا جاننا اور استنباط کرنا مجتہد کا کام ہے اور مقلد پر جو حافظ مسائل ہو' فقیہ کا اطلاق مجازاً ہے۔ اور عرف فقہاء میں فقیہ کا اطلاع حافظ مسائل فقیہ پر حقیقی ہے اور ادنیٰ مرتبہ فقیہ کے اطلاق کا تین مسائل کے احکام کا جاننا ہے۔

بعد اس کے علامہ مذکور نے کہا ہے وعند الفقہاء حفظ الفروع واقلہ ثلاث علامہ شامی نے تحریر سے نقل کیا ہے کہ اطلاق فقیہ کا اس پر جو فروع کو حفظ کر رکھے' مطلقاً چاہے اس کے دلائل جانے یا نہ جانے' شائع و مشہور ہے لیکن باب وصیت اقارب میں ہے کہ فقیہ وہ ہے جو مسائل میں تدقیق نظر رکھے یعنی اس کے دلائل کو جانے۔ اگرچہ تین ہی مسائل بدلائل حفظ کیے ہوں۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ جو ہزاروں مسائل بلا دلیل حفظ کیے ہو' تو وہ مستحق وصیت کا نہ ہو گا لیکن یہ وہیں ہو گا جہاں عرف نہ ہو ورنہ اس زمانے کے عرف میں فقیہ وہی ہے جس کا ذکر تحریر کی عبارت میں ابھی کیا گیا۔ اور اصولیوں نے اس کی تصریح بھی کر دی ہے کہ بدلالت عادت حقیقت چھوڑ دی جاتی ہے۔ پس واقف اور موصی کے کلام سے وہی فقیہ مراد لیا جائے گا جو اپنے وقت میں مشہور و متعارف ہو۔ حاصل یہ کہ اگر کوئی شخص فقیہ کے لیے کچھ وقف کرے یا وصیت کر جائے تو اسی پر وقف اور وصیت متصرف ہو گی جو کم سے کم تین مسائل فرعیہ کو جانے۔

marfat.com

اور صوفیاء کرام کی اصطلاح میں فقیہ اس کو کہتے ہیں جو شریعت اور طریقت کا جامع اور علم و عمل میں مضبوط ہو۔ فقیہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ فقیہ وہ ہے جو دنیا سے معرض اور آخرت کی طرف راغب ہو اور اپنے عیوب پر واقف اور خدا کی عبادت پر مداومت کرنے والا ہو۔

موضوع: موضوع فقہ کا فعل مکلف اس حیثیت سے کہ وہ مکلف ہے یعنی عاقل و بالغ ہے۔ پس فعل غیر مکلف کا موضوع نہیں ہو سکتا کیونکہ غیر مکلف لڑکا و مجنوں تکالیف شرعیہ سے برطرف ہے اور غیر مکلف کی جنایت کا تاوان اس کے ولی پر ہے۔

اور غیر مکلف لڑکے کی صحت عبادات (نماز روزہ وغیرہ) عقلی ہے ان کو اس کا حکم کرنا عادف ہو جانے کے واسطے ہے کہ بعد بلوغ کے ترک نہ کریں نہ اس سبب سے کہ وہ مخاطب ہیں۔ مکلف کے فعل پر حلال، حرام، واجب، مستحب وغیرہ عارض ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انہیں کی بحث فقہ میں کی جاتی ہے اور یہی موضع فقہ کا ہے۔ موضوع علم کا وہی ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جائے۔

ماخذ: ماخذ فقہ کا قرآن اور حدیث احکامی اور اجماع و قیاس ہے اور شریعت سابقہ میں فقط آسمانی کتاب کے موافق حکم کیا جاتا تھا اور اس شریعت محمدیہ ؐ میں حسب مراتب بالا حکم ہو گا اور اقوال صحابہ کرام حدیث کے ساتھ ملحق ہیں۔ اور تعامل اجماع کے تابع کیا گیا ہے اور تحری اور استصحاب حال قیاس کے تابع ہیں۔ اس کی بحث اصول میں مصرح و منقح ہے۔ یہاں تفصیل کی حاجت نہیں ہے۔

غرض: غایت علم فقہ کی سعادت دارین کا حاصل کرنا ہے۔ یعنی خود بھی دنیا میں جہالت کی گھاٹیوں سے ترقی کر کے علم نافع کے اعلیٰ مرتبہ کو پہنچنا اور دوسروں کو بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دینا اور آخرت میں نعیم جنت سے مالا مال ہونا

marfat.com

کہ پھر اس سعادت کے بعد کبھی ہرگز شقاوت ہو ہی نہیں سکتی۔

علم فقہ اگرچہ قطعی الثبوت ہے کہ ماخذ اس کا کتاب و سنت ہے لیکن اکثر اس کا ظنی الدلالت ہے اسی وجہ سے اس میں اجتہاد کی گنجائش ہوئی۔ اسی بنا پر کسی مجتہد کے مذہب کے موافق عمل کرنا جائز ہے۔

اور مذاہب مشہورہ جن کو عقول سلیمہ نے صحت کی شرط پر قبول کر لیا ہے' یہی چار مذہب متداول شرقاً و غرباً ہیں اور انہیں ائمہ اربعہ ابو حنیفہ' مالک' شافعی' ابن حنبل کے مذاہب قطع نظر اور مذاہب مندرسہ کے تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت اسی آب و تاب کے ساتھ جاری رہیں گے اور حق انہیں میں دائر ہے۔

کسی مذہب معین کے مقلد کو چاہیے کہ یہ حکم کرے کہ اس کا مذہب درست ہے۔ اس میں احتمال خطا کا ہے کیونکہ یہ ثمرۂ اجتہاد و استنباط ہے اور مذہب مخالف خطا محتمل صواب ہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ مذہب میرا یقینی حق ہے۔

مسالہ: تقلید سے رجوع کرنا بعد عمل کر لینے کے بالاتفاق باطل ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ درمختار میں ہے وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا وھو المختار فی المذھب۔

فائدہ: سخاوی نے کہا ہے کہ اول جس نے علم فقہ کو مدون کیا ہے' وہ عبدالملک بن جریج ہیں۔

تنبیہ: علم فقہ کو علم احکام، علم فروع، علم فتاویٰ، علم آخرت بھی کہتے ہیں۔

marfat.com

فصل دوم
فقہ کی مختصر فضیلت میں

قرآن شریف میں ہے لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اور ومن یوت الحکمہ کی تفسیر میں بعض مفسروں نے حکمت سے فقہ کا علم مراد لیا ہے۔ بیہقی اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لکل شئے عماد وعماد ھذا الدین الفقہ ہر چیز کے واسطے ایک کھمبا ہوتا ہے اور اس دین کا کھمبا فقہ ہے اور یہ بھی ان دونوں نے روایت کی ہے ولفقیہ واحد اشد علی الشطان من الف عابد بے شک ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت و گراں ہوتا ہے کہ عابد سے کسی کو نفع نہیں پہنچا اور فقیہ لوگوں کو فقہ کی تعلیم کرتا ہے۔ حرام' حلال کے مسائل لوگوں کو بتلاتا ہے۔

اور بغوی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیتہ والتسلیم نے فرمایا ہے واما ھولاء فیتعلمون الفقہ ویعلمون الجاھل فھولاء افضل اور لیکن وہ لوگ تو فقہ سیکھتے ہیں اور جاہلوں کو تعلیم کرتے ہیں۔ پس یہ افضل ہیں یعنی ذاکرین سے۔

بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے تفقھوا قبل ان تسودوا یعنی فقہ سیکھ لو قبل سردار ہونے کے۔

marfat.com

طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس فقہ خیر من عبادہ ستین فقہ کی مجلس میں شریک ہونا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

صحیحین میں ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی فقہ اور سمجھ عنایت فرماتا ہے۔ یعنی عالم فقیہ اس کو بنا دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا ہے انما مثل الفقھاء کمثل الاکف اذا قطعت کف لم تعد فقہاء کی مثال بعینہ کف دست کی مثال ہے۔ اگر کف دست کسی کا کٹ جائے تو پھر دوبارہ نہ ہوگا۔ یعنی جیسا انسان کو کف دست کی ضرورت ہوتی ہے ویسا ہی فقہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر اس علم کے آدمی کا کام نہیں چلتا۔

مسالہ : علم فقہ بقدر حاجت سیکھنا فرض عین ہے اور حاجت سے زیادہ سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ در مختار میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ فقہ کی کتابوں کا خود دیکھنا رات کی عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ یہ فروض کفایہ سے ہے اور فقہ کا سیکھنا افضل ہے باقی قرآن سے۔ یعنی کسی نے بقدر حاجت قرآن کو حفظ کر لیا بعد اس کے اس کو مہلت معین ملی تو افضل ہے کہ فقہ کا شغل کرے۔ اس لیے کہ قرآن کا حفظ کر فرض کفائی ہے اور ضروی حاجت کے موافق فقہ کا سیکھنا فرض عین ہے اور فرض عین فرض کفایہ پر مقدم ہوتا ہے اور جمیع مسائل فقہ کا سیکھنا' جمیع قرآن کے حفظ کر لینے سے زیادہ ضروری ہے کہ عامہ خلائق کو عبادات و معاملات کی حاجت زیادہ ہوتی ہے اور بہ نسبت حافظوں کے فقہاء کم پائے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے جمیع مسائل فقہ کا جاننا حفظ سے افضل ہے۔ خزانہ سے ردالمحتار میں نقل کیا ہے کہ امام محمد صاحب نے حلال و حرام کے باب میں دو لاکھ ایسے مسائل جمع کیے ہیں کہ جن کا یاد کر لینا لوگوں کو

marfat.com

بہت ضروری ہے۔

فائدہ: امام محمد بن حسن صاحب نے ایک ہزار نو سو ننانوے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں سے بقول اکثر چھ کتابوں کو اصول اور کتب ظاہر روایت کہتے ہیں اور بعضوں نے پانچ کتابوں کو ظاہر روایت بتلایا ہے۔ اس کا مفصل بیان تبصرہ میں ملے گا۔

marfat.com

فصل سوم

اکابر فقہاء کی مختصر کیفیت میں

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ابو حنیفہ امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی فقیہ مجتہد صاحب مذہب تھے۔ حنفی انہیں کے مذہب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ انہیں کے مقلدوں کو حنفیہ اور احناف کہتے ہیں۔ یہ نسبت خلاف قیاس ہے۔ ولی عراقی نے شرح الفیہ کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ ابو حنیفہ اور قبیلہ بنو حنیفہ کی طرف نسبت ایک ہی لفظ سے کرتے ہیں۔ یعنی حنفی کہتے ہیں مگر محدثین نے دونوں میں فرق یوں نکالا ہے کہ جب مذہب ابو حنیفہ کی طرف نسبت کریں تو بزیادت یا حنیفی کہنا چاہیے اور جب قبیلہ بنو حنیفہ کی طرف نسبت کریں تو حنفی کہیں۔ ابن صلاح نے کہا کہ میں نے اس کی تصریح سوائے ابو بکر(۱)

---

(۱) نام ان کا محمد بن قاسم بن محمد بن بشار نحوی لغوی انباری ہے۔ انباری نسبت شہر انبار کی طرف ہے جو بغداد کے قریب ہے۔ باب الحلف کتاب الایمان شرح وقایہ میں ان کا ذکر ہے۔ علم نحو اور ادب میں یہ استاد مانے گئے ہیں۔ بڑے زبردست عالم فاضل دیندار تھے۔ ان سے دار قطنی حافظ وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے قرآن کے شواہد میں تین لاکھ اشعار ان کو زبانی یاد تھے۔ بلا کسی کتاب کے یہ زبانی بطرز متقدمین درس دیا کرتے تھے۔ ان کی تصانیف بہت ہیں۔ ازاں جملہ کتاب غریب الحدیث کتاب المذکر والمونث کتاب المقصور والممدود ' شرح غریب ' شرح زہیر ' شرح اشعار النابغہ ' شرح اشعار الاعشی وغیرہ۔ ان کی ولادت ۲۷۱ ہجری میں بماہ رجب ہوئی اور وفات ۳۲۸ ہجری میں بغداد میں ہوئی۔

marfat.com

بن الانباری کے کسی نحوی سے نہ پائی۔

ولادت: ولادت امام اعظم کی ۸۰ ہجری میں صحابہ کے زمانے میں ہوئی اور وفات ان کی ۱۵۰ ہجری میں دارالسلام بغداد میں ہوئی۔ بسبب اژدحام کے جنازے کی نماز پانچ مرتبہ پڑھی گئی۔ آخر مرتبہ میں جنازے کی نماز کے امام آپ کے صاحبزادے حماد تھے۔ امام صاحب کو قاضی القضاۃ حسن بن عمارہ نے غسل دیا اور بوقت غسل ترحم کے بعد کہا کہ خدا کی رحمت تم پر ہو کہ تم نے تیس برس سے برابر روزے رکھے اور چالیس برس سے شب کو سوئے نہیں۔

آپ کے مشائخ: مشائخ آپ کے بہت تھے۔ ان میں سے مشہور پینسٹھ شخص ہیں۔ ازاں جملہ (۱) نافع مولیٰ ابن عمر (۲) موسیٰ ابن ابی عائشہ (۳) حماد بن ابی سلیمان (۴) ابن شہاب زہری (۵) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۶) عبداللہ بن دینار (۷) عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج (۸) ابراہیم بن محمد (۹) جبلہ ابن سحیم (۱۰) قاسم مسعودی (۱۱) عون بن عبداللہ (۱۲) علقمہ بن مرثد (۱۳) علی بن اقمر (۱۴) عطاء بن ابی رباح (۱۵) سعید بن مسروق ثوری (۱۶) سلمہ بن کھیل (۱۷) سماک بن حرب (۱۸) امام محمد باقر (۱۹) عامر سبیعی (۲۰) عطاء بن سائب (۲۱) محارب بن دثار (۲۲) محمد بن سائب (۲۳) ہشام بن عروہ (۲۴) یحییٰ بن سعید (۲۵) ابوالزبیر مکی وغیرہم ہیں۔ باقی کے نام یہاں فروگزاشت کیے گئے۔

تلامذہ: تلامذہ آپ کے بکثرت تھے۔ تبرکاً چند بزرگوں کے اسمائے گرامی و نام نامی یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔ امام قاضی ابو یوسف' امام محمد بن حسن' امام زفر' حسن بن زیاد لولوی' ابو مطیع بلخی' وکیع بن جراح' عبداللہ بن مبارک' زکریا بن ابی زائدہ' حفص بن غیاث نخعی' رئیس الصوفیہ داؤد طائی' یوسف بن خالد' اسد بن عمرو' نوح بن ابی مریم وغیرہم ہیں۔

marfat.com

طبقہ : آپ کا طبقہ تابعین ہے۔ تعریف تابعی کی جمہور محدثین کے نزدیک صرف اسی قدر ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے صحابہ کو دیکھا ہو اور آپ کا صحابہ کو دیکھنا کتب تاریخ میں مصرح ہے۔ علاوہ اس کے آپ کے بایں معنی تابعی ہونے پر اکابر علماء کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی مذہب خطیب بغدادی' دار قطنی' ابن جوزی' نووی' ذہبی' ابن حجر عسقلانی' ولی عراقی' ابن حجر مکی' امام سیوطی' ملا علی قاری وغیرہم کا ہے۔

آپ کے حق میں نقاد حدیث یحیٰی بن معین نے فرمایا ہے القراء ہ عندی قراء ہ حمزہ والفقہ فقہ ابی حنیفہ علی ھذا ادرکت الناس یعنی میرے نزدیک قرات قاری حمزہ کی پسندیدہ ہے اور فقہ ابو حنیفہ کی۔ اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔ ابن عبدالبر علی بن المدینی سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور حماد بن زید اور ہشام اور وکیع بن جراح اور عباد بن عوام اور جعفر بن عون روایت کرتے ہیں:

روایت حدیث : آپ کی حدیثوں کی پندرہ مسندیں جمع کی گئی ہیں۔ روایت حدیث کا موقع بسبب اجتہاد مسائل و استنباط احکام آپ کو کم ملا جیسے بہ نسبت اور صحابہ کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بہ سبب امور خلافت و اصلاح امت و شغل جہاد کے روایت حدیث کا کم اتفاق ہوا تاہم امام صاحب کے تلامذہ اکابر محدثین کے شیوخ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جیسے یحیٰی بن معین' وکیع' مسعر' عبداللہ بن مبارک' قاضی ابو یوسف' احمد بن حنبل' بالوسائط اصحاب صحاح ستہ بھی امام اعظم کی شاگردی سے باہر نہیں ہو سکتے۔

زرقانی شارح موطا نے امام کی روایت کی حدیثوں کی تعداد میں کئی قول بیان کیے

marfat.com

ہیں۔ ایک یہ کہ امام کی مرویات پانچ سو ہیں' دوسرے یہ کہ سات سو ہیں' تیسرے یہ کہ ایک ہزار سے کچھ زیادہ ہیں' چوتھے یہ کہ ایک ہزار سات سو ہیں' پانچویں یہ کہ چھ سو سرسٹھ ہیں۔

ابن خلدون مورخ کے غلط نسخے کو دیکھ کر محض تقلیدی ہانک ہانکنا کہ امام کی مرویات کل سترہ حدیثیں ہیں' حماقت ہے اور حقیقت میں یہ نہ ابن خلدون کا عقیدہ ہے نہ قول ہے بلکہ دوسرے کا قول حکایتًا اس نے نقل کیا ہے۔ بھلا جسے سترہ حدیثیں کل پہنچی ہوں وہ کیا اجتہاد کرے گا اور اکابر علماء اسے اپنا شیخ کیسے بناتے۔ اس کے لیے امام کا لقب کیسے مسلم مانا جاتا۔ علامہ ذہبی شافعی نے امام کو سترہ حدیثوں کے جاننے پر تذکرۃ حفاظ میں کیسے ذکر کیا۔ علمائے سلف نے آپ کے مناقب میں بڑی بڑی کتابیں کیسے تصنیف کیں' ایسی حالت میں امام اعظم کے مرویات کا روایت کرنا ابن ابی شیبہ و عبدالرزاق و دار قطنی و حاکم و بیہقی و طحاوی وغیرہم سے نہایت مستبعد و مستقبح امر ہے۔ امام صاحب کے تلامذہ کا اسناد بیان کرنا اور سند متصل حدیث کا سرد کرنا بواسطہ امام اظہر من الشمس اور اس مردود قول کا مبطل ہے۔ دیکھو امام محمد کی موطا' کتاب الاثار' کتاب الحج' سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج' کتاب الامالی مجرد بن زیاد وغیرہا۔ ان کے دیکھنے سے تم کو کئی سو حدیثیں امام کی روایت کی صحیح و حسن ملیں گی۔ پھر اس کے کیا معنی کہ کل امام کی مرویات حدیثیں سترہ سے زائد نہ تھیں۔ کبرت کلمہ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

امام اعظم کی تلمذی کا فخر بڑے بڑے اکابر شیوخ محدثین کو تھا۔ ازاں جملہ عبدالرزاق بن ہمام صاحب مسند اور وکیع بن جراح اور عبدالعزیز بن ابی رواد اور فضل بن دکین اور مکی بن ابراہیم بلخی اور عبداللہ بن مبارک اور ابراہیم بن طہمان اور ابو عاصم ضحاک بن مخلد اور عامر بن فرات اور عبداللہ بن یزید مقری اور عبدالحمید بن عبدالرحمن حمانی اور عبیداللہ بن یزید قرشی اور عبیداللہ بن عمرو الراقی اور علی بن ظبیان

marfat.com

کوفی وغیرہم ہیں جن میں اکثر شیوخ بخاری ہیں۔

تصانیف: امام اعظم کے تصانیف بہت نہ تھے۔ صرف فقہ اکبر اور کتاب الوصیۃ اور کتاب العالم والمتعلم اور کتاب المقصود وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ امام اعظم کے مناقب میں کتب مصنفہ بکثرت موجود ہیں۔ لہٰذا یہاں اسی قدر پر اکتفا کی گئی۔ جس کو زیادہ ضرورت ہو' وہ تاریخ ابن خلکان' خیرات حسان' تبیض الصحیفہ' تذکرۃ الحفاظ' عقود الرجان' میزان شعرانی' احیاء العلوم' تاریخ خطیب نوادر منیفہ' مناقب شریفہ' شجرۃ العلماء' البیان المنیجم' اخائر الذخائر وغیرہ میں دیکھ لے۔ واللہ ولی التوفیق۔

حماد بن ابو حنیفہ

آپ کی کنیت ابو اسمٰعیل تھی۔ آپ بڑے عابد زاہد متقی تھے۔ حدیث و فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور اپنے والد کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور آپ امام ابو یوسف اور امام محمد اور زفر اور حسن بن زیاد وغیرہم کے طبقے میں سے تھے۔ تدوین کتب فقہ میں ان لوگوں کے معاون تھے۔ آپ سے آپ کے بیٹے قاضی اسمٰعیل نے تفقہ کیا۔ بعد وفات قاسم بن معن کے آپ کوفہ کے قاضی بھی ہو گئے تھے۔ ذیقعد ۱۷۶ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔

عبداللہ بن مبارک

یہ ابو عبدالرحمن موزی امام اعظم کے تلامذہ سے ہیں وار ۱۱۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حج اور جہاد اور تجارت کے سفروں میں اپنی تمام عمر تمام کر دی۔ حدیث کی سماعت سلیمان تیمی اور عاصم احول اور حمید طویل اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے کی اور فقہ وغیرہ علوم امام سے سیکھے اور ان سے اکابر علما نے استفادہ کیا۔ ازاں جملہ یحییٰ بن

marfat.com

معین اور عبدالرحمٰن بن مہدی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے بھائی عثمان بن ابی شیبہ اور امام احمد بن حنبل وغیرہم ہیں۔ بیس ہزار حدیث کا درس لوگوں کو دیا۔ ان میں کمال علم حدیث او فقہ اور عربیت اور ایام عرب اور شجاعت اور سخاوت کا موجود تھا۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ان کی بہت کچھ تعریفیں کی ہیں۔ یہ بڑے متورع و عابد تھے۔ ان کی روایت کی احادیث صحیحین میں بکثرت موجود ہیں۔ ۱۸۱ ہجری میں بماہ رمضان المبارک آپ کا انتقال ہوا۔

ابو یوسف محدث

قاضی یعقوب بن ابراہیم کوفی محدث مفسر مورخ قاضی یوسف کے باپ تھے۔ اسلام میں سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے لقب سے آپ ہی مشہور ہوئے۔ خلفائے عباسیہ میں سے تین خلیفہ کے وقت میں قاضی رہے۔ خلیفہ مہدی اور ان کے بیٹے خلیفہ ہادی اور ان کے بھائی خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ ہارون رشید آپ کی بڑی تعظیم و توقیر کیا کرتا تھا۔ قاضی ہو جانے کے بعد جبکہ آپ کی عبادت میں کمی ہو گئی تھی' اس وقت بھی آپ روزانہ دو سو رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔

آپ نے فقہ ابن ابی لیلیٰ سے حاصل کی تھی۔ پھر ان کو چھوڑ کر امام ابوحنیفہ سے پڑھنا شروع کیا اور ہمیشہ امام اعظم کی اتباع میں تا دم مرگ رہے۔ حدیث آپ نے امام لیث بن سعد اور ابو اسحاق شیبانی اور سلیمان تیمی اور اعمش اور ہشام بن عروہ اور محمد بن اسحاق بن یسار اور امام ابوحنیفہ اور عطاء بن سائب وغیرہم سے سنی۔

یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل آپ کے شاگردوں میں ممتاز تھے۔ امام ابو یوسف سے حدیث کی روایت علاوہ ان کے اور بھی بہت سے بزرگوں نے کی ہے۔ ازاں جملہ محمد بن حسن شیبانی اور بشر بن الولید کندی اور احمد بن منیع وغیرہم ہیں۔ امام

marfat.com

ابویوسف کے تلامذہ بہت تھے۔ ازاں جملہ محمد بن سماعہ اور معلٰی بن منصور اور بشر بن الولید مذکور اور بشر بن غیاث مریسی اور خلف بن ایوب اور عصام بن یوسف اور ہشام ابن عبداللہ اور حسن بن ابی مالک اور ابو علی رازی اور بلال الرائی اور علی بن الجعد وغیرہم ہیں۔ آپ نے انتیس برس تک امام ابوحنیفہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ کبھی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہوئی اور امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں برابر شریک رہا کرتے۔ امام محمد نے بھی آپ سے بہت کچھ پڑھا ہے اور جامع صغیر میں آپ کی روایت کو جمع کیا ہے۔ تفسیر اور حدیث اور ایام عرب میں آپ ضرب المثل تھے۔ اصول فقہ حنفی کے موجد آپ ہی ہیں۔ سب سے پہلے امام کے علوم کو ملک میں انہیں نے شائع کیا۔

ان میں بھی پورے طور سے مثل امام کے شروط اجتہاد مجتمع تھے اور یہ بھی مجتہد مقید مانے گئے ہیں۔ آپ کی تصانیف سے کتاب الخراج و امالی وغیرہ ہیں۔ ۱۸۲ھ میں آپ نے انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا بھی بغداد میں ہے۔

امام محمد فقیہ

اصل میں آپ کے آباء و اجداد ملک شام کے تھے۔ آپ کے باپ حسن بن فرقد شیبانی شام سے عراق میں آئے اس وقت امام محمد کی پیدائش شہر واسط میں ہوئی اور کوفے میں نشوونما پائی۔ علم حدیث کا امام مالک اور مالک بن دینار اور امام ابویوسف اور ربیعہ اور مسعر بن کدام اور اوزاعی اور ثوری وغیرہ سے حاصل کیا اور بغداد میں حدیث کا درس دیا اور فقہ امام ابویوسف اور امام ابوحنیفہ سے سیکھی۔ آپ فرای نحوی کے خالہ زاد بھائی تھے اور لحیم شحیم اور بڑے ذکی الطبع و ذہین تھے۔ بیس برس کی عمر میں کوفہ کی مسجد میں درس دینا شروع کیا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے سوائے محمد بن حسن کے کسی موٹے آدمی کو ذہین نہیں دیکھا۔

کہتے ہیں کہ کسی نے سوال نہیں کیا جاتا مگر اس کے چہرے پر ناخوشی و پریشانی

marfat.com

کے آثار نمایاں ہوتے ہیں سوائے محمد بن حسن کے کہ جب ان سے کچھ پوچھا جاتا ہے تو خوشی اور فرحت اور مسرت کے علامات ان کے چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں اور کراہیت اور ملالت کا نام بھی نہیں پایا جاتا۔

آپ بڑے بلیغ فصیح تھے۔ جب آپ عربی بولتے تھے تو سننے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ قرآن آپ ہی کے محاورے کے موافق نازل ہوا ہے۔ کئی فنون میں آپ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ علوم قرآن، علم عربیت، نحو، حساب، فقہ کے ان فنون میں آپ استاد مانے جاتے تھے۔ آپ ہی کے تصانیف کثیرہ امام اعظم کے علوم کی ترویج کے باعث ہوئے۔ آپ کے تصنیفات ایک ہزار نو سو ننانوے ہیں۔ کل تصانیف میں آپ نے فقیہہ مسائل عبادات و معاملات کے لکھے ہیں۔ آپ ہی کی کتابوں سے چھ کتابوں کو ظاہر روایت کے نام سے نامزد کرتے ہیں اور انہیں کو کتب اصول بھی بولتے ہیں۔ آپ کے کثرت تصانیف اور اسلوب تحریر سے لوگ حیران اور ششدر رہا کرتے تھے۔ جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، مبسوط، زیادات، کتاب الاثار، کتاب الحج، کیسانیات، ہارونیات، جرجانیات، رقیات، عمرویات، نوادر وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

فائدہ: کیسانیات ان مسائل کے مجموعہ کا نام ہے جس کو سلیمان بن شعیب کیسانی نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔

ہارونیات ان مسائل کے مجموعہ کا نام ہے جس کو امام محمد نے ہارون رشید کے زمانے میں قضا کے عہدہ ملنے کے بعد تصنیف کیا ہے۔

جرجانیت ان مسائل کے مجموعہ کا نام ہے جس کو علی بن صالح جرجانی نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔

رقیات ان مسائل کے مجموعہ کا نام ہے جس کو محمد بن سماعہ نے امام محمد سے شہر رقہ میں روایت کیا ہے اور انساب سمعانی میں ہے کہ شہر رقہ کی قضا ہارون رشید نے امام محمد کو دی تھی۔ وہیں آپ نے کتاب الرقیات کو تصنیف فرمایا۔ پھر جب آپ

marfat.com

عہدۂ قضا سے معزول ہوئے تو بغداد میں رہنے لگے۔

عمرویات یہ امام محمد صاحب کے امالی کے مجموعہ کا نام ہے جس کو عمرو بن ابی عمرو نے جمع کیا تھا۔

نوادر ان مسائل کو کہتے ہیں جو کتب ستہ امام محمد کے سوا میں ہوں یا ان کے تلامذہ کے جمع کیے ہوئے ہوں۔ جیسے نوادر بن سماعہ اور نوادر ہشام اور نوادر بن رستم وغیرہ اور اس میں روایات متفرقہ اور خلاف کتب ظاہر روایت کے ہیں۔ یہ کتابیں دوسرے طبقے کی ہیں۔

امام محمد صاحب کے شاگردوں میں امام شافعی اور ابو حفص کبیر احمد بن حفص اور ابو سلیمان جوزجانی اور موسیٰ رازی اور محمد بن سماعہ اور ہشام بن عبیداللہ رازی اور ابراہیم بن رستم اور عیسیٰ بن ابان وغیرہم اکابر شمار کیے گئے ہیں۔ بمقام رے بمصاحبت ہارون رشید عباسی ۱۸۹ ہجری میں امام محمد نے انتقال فرمایا ہے۔

امام زفر عنبری

زفر بہ ضم زائے معجمہ و فتح فا۔ ابن ہذیل بن قیس بن سلیم بن قیس عنبری یہ نسبت عنبر کی طرف ہے جو ان کے اجداد میں سے کسی کا نام تھا۔ یہ امام اعظم کے تلامذہ سے بڑے صائب الرائے اور اقیس اصحاب تھے۔ اصل میں آباء و اجداد ان کے اصفہان کے باشندے تھے اور بڑے جلیل القدر فقیہ عابد محدث تھے۔ زہد و عبادت اور قیاس میں بے نظیر تھے۔ زفر کو بہت تنگ کیا گیا کہ وہ عہدۂ قضا قبول کریں مگر وہ روپوش ہوگئے اور کسی طرح عہدۂ قضا کو قبول نہ کیا۔ یہ قاضی ابو یوسف سے زیادہ متورع تھے۔ ولادت ان کی ۱۱۰ ہجری میں ہے اور کفوی نے ۱۵۸ ہجری کو زفر کی وفات کا سن بتلایا ہے۔

حدائق الحنفیہ میں ہے کہ بصرے میں ۱۵۸ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

marfat.com

ابو سلیمان جوزجانی

نام آپ کا موسیٰ بن سلیمان جوزجانی ہے۔ آپ نے فقہ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے پڑھی اور کتب اصول اور نوادر کی روایت بھی بلاواسطہ امام محمدؒ سے کرتے ہیں۔ خلیفہ مامون عباسی نے آپ سے عہدۂ قضا کے قبول کرنے کو فرمایا تھا مگر آپ نے انکار کیا۔ ۲۰۰ ہجری کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ آپ استاد الفقہاء اور معلی بن منصور کے ہم سبق تھے۔

حسن بن زیادہ لولوی

حسن بن زیاد لولوی کوفی امام ابو حنیفہ کے اجلہ تلامذہ سے محب سنت اور حافظ احادیث تھے۔ عہدۂ قضا کو قبول کیا تھا مگر پھر استعفیٰ دے دیا۔ محمد بن سماعہ اور محمد بن شجاع ثلجی اور علی رازی وغیرہ نے آپ سے تلمذ کیا۔ ان کو ۲۰۰ ہجری کا مجدد کہتے ہیں۔ ان کی تصانیف سے کتاب المجرد اور آمالی یادگار ہیں۔ وفات ان کی ۲۰۴ ہجری میں ہوئی۔ امام شافعی نے بھی اسی سن میں انتقال کیا ہے۔ یہ بھی درجہ اجتہاد کو پہنچے تھے۔

اسمٰعیل بن حماد

یہ امام ابو حنیفہ کوفی مجتہد کے پوتے اور بڑے متدین عابد، زاہد، صالح، عالم فاضل۔ اپنے وقت کے امام تھے۔ آپ نے اپنے دادا امام اعظم کو نہیں دیکھا تھا۔ کنیت آپ کی ابو عبداللہ تھی۔ فقہ اپنے والد حماد اور حسن بن زیاد سے پڑھی اور حدیث کو اپنے والد اور عمرو بن ذر اور مالک بن مغول اور ابن ابی ذئب اور قاسم بن معن وغیرہم سے حاصل کیا۔ ابو سعید بردعی نے آپ سے فقہ پڑھی۔ آپ نے امام ابو یوسف سے

marfat.com

بھی کچھ پڑھا ہے۔ آپ بغداد کے، پھر بصرہ، پھر رقہ کے قاضی بھی ہوئے تھے۔ خلیفہ مامون کے زمانے میں شباب میں ۲۱۲ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

خلف بن ایوب بلخی

آپ امام زفر اور امام محمد کے اصحاب میں سے فقیہ محدث عابد زاہد تھے اور فقہ آپ نے امام ابو یوسف سے پڑھی تھی اور حدیث اسرائیل بن یوسف اور اسد بن عمر اور معمر سے روایت کی اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی اور صحیح ترمذی میں آپ کی روایت کی یہ حدیث موجود ہے خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن صمت وفقه فی الدین آپ ابراہیم بن ادہم کے مرید تھے۔ وفات آپ کی بقول اصح ۲۱۵ ہجری میں ہوئی۔

ابو حفص کبیر

مجتہد عصر احمد بن حفص بخاری حدیث و فقہ میں امام محمد کے شاگرد تھے۔ آپ کے اصحاب بکثرت تھے۔ آپ اور خلف بن ایوب اور ابو سلیمان تینوں امام محمد سے پڑھا کرتے تھے مگر ان دونوں سے زیادہ آپ ذہن اور حافظے میں تھے۔ امام بخاری کو بخارا میں فتویٰ دینے سے آپ ہی نے روکا تھا اور فرمایا تھا کہ آپ میں فقاہت اور فتویٰ دینے کی لیاقت نہیں ہے اور مسالہ رضاعت میں امام بخاری کو بند کیا تھا۔ ۲۱۸ ہجری میں آپ کی وفات ہے۔

خصاف

ابو بکر احمد بن عمر حنفی فرضی محاسب مذہب حنفی کے بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے اپنے باپ عمر سے علم فقہ کو حاصل کیا اور وہ امام محمد و حسن بن زیاد کے شاگرد تھے اور

marfat.com

دیگر علوم متفرق لوگوں سے حاصل کیے۔ حدیث کی سماعت سوا اپنے والد کے ابوداوٗد طیالسی اور مسدد اور علی بن المدینی وغیرہم سے بھی کی۔ ان کا خصاف لقب اس واسطے مشہور ہوا کہ یہ اپنی ہی دستکاری کی کمائی کھاتے تھے اور یہ موزے اور نعلین بنایا کرتے۔ اسی سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے۔ ان کی تصانیف سے کتاب مناسک الحج و کتاب الحیل و کتاب الوصایا و کتاب الشروط و کتاب المحاضر والسجلات و کتاب الرضاع و کتاب ادب القاضی و کتاب النفقات علی الاقارب و کتاب احکام الوقف وغیرہ ہیں۔ وفات ان کی ۲۶۱ ہجری میں ہے۔ اسی (۸۰) سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا اور بغداد میں مدفون ہوئے۔

ابو حفص صغیر

شیخ حنفیہ امام ربانی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن حفص بن زبرقان معروف بہ ابو حفص صغیر فقیہ محدث ثقہ تھے۔ فقہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر سے پڑھی اور حدیث یحیٰی بن معین وغیرہ سے اور مدت تک امام بخاری کے رفیق سفر تھے۔ اکابر علمانے آپ سے فقہ پڑھی ہے۔ آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔ ۲۶۴ ہجری میں بماہ رمضان المبارک آپ کا انتقال ہوا۔

ابن ثلجی

ابو عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی فقیہ اہل عراق محدث عابد قاری صالح متدین اور اپنے وقت میں فقیہ حنفیہ تھے۔ فقہ حسن بن مالک اور حسن بن زیاد سے حاصل کی۔ ثلجی آپ کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ ثلج بن عمر بن مالک بن عبد مناف کی طرف منسوب تھے۔ پچاسی سال کی عمر میں بتاریخ چار ماہ ذی الحجہ ۲۶۶ ہجری میں عصر کی نماز میں بحالت سجدہ جان بحق تسلیم کی۔

marfat.com

ابو جعفر بغدادی

علامہ احمد بن ابی عمران موسیٰ بن عیسیٰ ابو جعفر بغدادی دیار مصر کے قاضی اور اکابر حنفیہ سے تھے۔ صاحبین کے شاگرد رشید محمد بن سماعہ کے شاگرد اور امام طحاوی کے استاد تھے اور عاصم بن علی سے حدیث کی سماعت کی اور بشر بن الولید اور علی بن جعد سے بھی فقہ پڑھی۔ ان کی تصنیف سے ایک کتاب الحج ہے مگر مشہور یہ ہے کہ یہ کتاب عیسیٰ بن ابان کی تصنیف سے ہے ممکن ہے کہ اس نام کی کتاب دونوں صاحبوں نے تصنیف کی ہو۔ وفات ان کی بقول ابن اثیر ۲۸۰ ہجری میں اور بقول امام جلال الدین سیوطی مصر میں ۲۸۵ ہجری میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ابو خازم

آپ کا نام قاضی عبدالحمید بن عبدالعزیز بصری بغدادی تھا۔ عیسیٰ بن ابان اور بکر بن محمد عمی کے شاگرد اور امام طحاوی اور ابو طاہر دباس کے استاد تھے۔ امام ابوالحسن کرخی بھی آپ کی مجلس میں شریک ہوئے۔ آپ بڑے زبردست عالم ثقہ پارسا عالم استاد الوقت کوفے کے قاضی تھے۔ آپ کی تصانیف سے کتاب المحاضر والسجلات اور کتاب ادب القاضی اور کتاب الفرائض ہیں۔ بغداد میں بماہ جمادی الاولی ۲۹۲ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

ہشام رازی

یہ ہشام بن عبیداللہ رازی امام ابویوسف اور امام محمد صاحب کے شاگرد ہیں۔ حدیث امام مالک سے روایت کی۔ ان کی تصانیف سے کتاب النوادر مشہور ہے جسے نوادر ہشام کہتے ہیں۔ اس میں امام محمد صاحب کی روایت کے وہ مسائل ہیں جو اصول میں نہیں ہیں۔ یہ دوسرے طبقے کے مسائل ہیں۔ ان کا ذکر شرح وقایہ میں لفظ کعب

marfat.com

کی تحقیق میں فرائض وضو کی بحث میں ہیں۔ تحصیل علم میں ہشام نے سات لاکھ درہم خرچ کیے اور ایک ہزار سات اکابر مشائخ سے ملاقات کی۔

ابو بکر جوزجانی

نام آپ کا احمد بن اسحٰق بن صبیح جوزجانی ہے۔ آپ ابو سلیمان جوزجانی کے شاگرد رشید ہیں۔ آپ بڑے عالم، جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے۔ آپ کی تصنیف سے کتاب الفرق والتمییز و کتاب التوبہ یادگار ہے۔ جوزجانی جوزجان کی طرف نسبت ہے جو بلخ کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ جوزجان بہ ضم جیم اول و سکون واو و فتح زاے معجمہ و جیم ثانی قبل الف و بعد الف نون ہے۔

ابو علی دقاق

یہ ابو سعید بردعی کے استاد ہیں اور موسیٰ(۱) بن نصر رازی کے شاگرد ہیں جو امام محمد کے اصحاب سے تھے۔ ۳۱۷ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ کتاب الحیض ان کی یادگار ہے۔ دقاق آپ کو اس لیے کہا کرتے تھے کہ آپ آٹا فروخت کیا کرتے تھے۔

ابو سعید بردعی

امام وقت مجتہد عصر ابو سعید احمد بن حسین بردعی فقہائے کبار و مشائخ نامدار سے ہیں۔ علوم میں آپ نے اسمٰعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ اور ابو علی دقاق سے پڑھے اور آپ سے ابوالحسن کرخی اور ابوطاہر دباسی اور ابو عمرو طبری نے فقہ پڑھی۔ داؤد

(۱) یہ موسیٰ بن نصر رازی امام محمد کے اصحاب میں سے صاحب حدیث و فقہ اور عارف مذہب تھے۔ ان کی کنیت ابو سہل تھی۔ حدیث کو عبدالرحمٰن ابی زہیر سے روایت کیا اور آپ سے ابو سعید بردعی اور ابو علی دقاق نے تفقہ کیا۔

marfat.com

ظاہری کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد بغداد میں (مسالہ بیع ام ولد میں) آپ ہی نے بند کیا تھا اور آپ بغداد میں درس کیا کرتے تھے۔ داوٗد ظاہری کے اصحاب آپ سے مستفید ہوتے رہے۔ بعد وفات داوٗد ظاہری کے آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور وہیں عشرۂ اولی ذی الحجہ ۳۱۷ ہجری میں قرامطہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ بردع بکسر با و سکون رائے مہملہ و فتح دال مہملہ آذر بائیجان میں ایک شہر ہے۔

طحاوی

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ ازدی(۱) فقیہ محدث جو مصر میں حنفیوں کے امام گزرے(۲) ہیں۔ پہلے یہ شافعی المذہب تھے۔ اپنے ماموں اسمٰعیل مزنی سے پڑھا کرتے تھے اور مزنی امام شافعی کے شاگرد رشید تھے۔ اتفاقاً ایک روز مزنی کسی مسالہ کی بحث میں ان سے خفا ہوگئے اور بحالت غیظ کہنے لگے کہ بخدا تمہیں کچھ نہ آئے گا۔ اس کلام سے ابو جعفر طحاوی نے سخت ناخوش ہو کر ان سے پڑھنا چھوڑ دیا اور ان کے مذہب سے دستبردار و بیزار ہوگئے اور ابو جعفر احمد بن عمران وغیرہ سے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ روز کے بعد ایسے زبردست عالم ہوگئے کہ احکام القرآن اور کتاب اختلاف العلما اور مختصر فقہ اور شرح جامع کبیر اور شرح جامع صغیر اور کتاب السجلات اور کتاب الوصایا اور کتاب الفرائض اور شرح معانی الاثار اور مشکل الاثار اور تاریخ کبیر وغیرہ لکھ ڈالیں۔ بعد عالم ہونے کے طحاوی کہتے تھے کہ واللہ اگر میرے ماموں زندہ ہوتے تو کفارہ قسم کا ان کو ادا کرنا پڑتا۔ مورخ ابن خلکان اور سمعانی اور یافعی نے کہا ہے کہ

(۱) ازد قبائل یمن میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

(۲) طحاوی کی ولادت شب یک شنبہ بماہ ربیع الاول ۲۲۹ ہجری و بقولے ۲۳۰ ہجری میں ہوئی۔ اور وفات آپ کی غرۂ ذیقعدہ ۳۲۱ ہجری میں ہوئی۔ بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ آپ مجتہد منتسب تھے اور محض مقلد حنفی نہ تھے۔

marfat.com

طحاوی منسوب ہے طحاقریہ کی طرف جو مصر میں ہے۔ اور سیوطی نے کہا کہ طحاوی طحاقریہ کے رہنے والے نہ تھے بلکہ طحطوطہ کے باشندے تھے۔ چونکہ ان کو طحطوطی کہنا مکروہ و ناپسند معلوم ہوتا تھا لہٰذا طحاوی کہنے لگے۔

ماتریدی

ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی امام الہدیٰ کے لقب سے مشہور ہیں۔ انہوں نے ابو بکر احمد جوزجانی سے پڑھا۔ انہوں نے ابو سلیمان جوزجانی سے' انہوں نے امام محمد سے' انہوں نے امام ابو حنیفہ سے فقہ حاصل کی۔ ان کی تصانیف سے کتاب التوحید اور کتاب المقالات اور کتاب رد دلائل الکعبی اور کتاب تاویلات القرآن وغیرہا ہیں۔ ۳۳۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور سمرقند میں مدفون ہوئے۔ ماتریدی ماترید کی طرف منسوب ہے اور ماترید سمرقند کے علاقے میں ایک گاؤں کا نام ہے یا سمرقند میں ایک محلّہ ہے۔ ماترید بہ ضم تاے مثناۃ فوقانیہ و راے مہملہ مکسورہ و سکون یا آخر الحروف و دال مہملہ یہ حنفی المذاہب امام متکلم تھے۔ امام رستغفنی اور ابو محمد عبدالکریم بزدوی اور قاضی اسحٰق سمرقندی آپ کے تلامذہ سے تھے۔

اسکاف

امام فقیہ محمد بن احمد بلخی ابو بکر بڑے جلیل القدر فقہاء سے ہیں۔ آپ نے ابو سلیمان جوزجانی کے شاگرد محمد بن سلمہ سے فقہ پڑھی اور آپ سے ابو بکر اعمش محمد بن سعید اور ابو جعفر ہندوانی نے فقہ پڑھی۔ نفحات الانس میں لکھا ہے کہ آپ نے برابر تیس سال تک روزے رکھے اور نزع کے وقت بھی پانی نہ پیا۔ بحالت روزہ ہی انتقال فرمایا۔ وفات آپ کی ۳۳۳ ہجری میں ہوئی۔

marfat.com

رستغفنی

امام ابوالحسن علی بن سعید رستغفنی ابو منصور ماتریدی کے شاگردوں میں سے ہیں اور شمس الائمہ حلوانی سے مقدم ہیں۔ یہ بھی اصحاب تخریج سے ہیں۔ رستغفنی نسبت ہے رستغفن گاؤں کی طرف جو سمرقند میں ہے۔ رستغفن بہ ضم رائے مہملہ و ضم تائے مثناۃ فوقانیہ و سکون سین مہملہ و غین معجمہ و فتح فا ہے۔ ان کا انتقال ۳۴۳ ہجری میں ہوا۔ یہی ابوالحسن امام رستغفنی کے نام سے مشہور ہیں اور اکثر فتاویٰ میں انہیں کے اقوال امام رستغفنی کے نام سے منقول ہیں۔ آپ کی تصنیفات سے ارشاد المہتدی اور کتاب الزوائد و کتاب الخلافیات ہے۔ آپ سمرقند کے کبار مشائخ فقہاء سے ہیں۔

کرخی

شیخ الحنفیہ ابوالحسن عبیداللہ بن حسین بن دلہم کرخی۔ کرخی کرخ بالفتح کی طرف منسوب ہے جو عراق میں ایک قریے کا نام ہے۔ اس کے سوا کرخ اور جگہ بھی ہے۔ فقہ ابوسعید بردعی تلمیذ اسمٰعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہ سے پڑھی۔ نماز اور روزہ بہت کیا کرتے تھے اور زاہد متعفف تھے۔ انہوں نے فقہ میں ایک مختصر کتاب لکھی ہے جس کی مختصر کرخی کے نام سے شہرت ہے۔ امام محمدؒ کی جامع کبیر اور جامع صغیر کی شرح بھی آپ کی یادگار ہے۔ ۲۶۰ ہجری میں ان کی ولادت ہوئی اور انتقال ۳۴۰ ہجری میں ہوا۔ ابوبکر رازی جصاص اور ابوعلی احمد شاشی فقیہ اور ابو حامد طبری اور تنوخی وغیرہم آپ کے تلامذہ سے تھے۔ آپ مجتہد فی المسائل تھے۔ مرض فالج میں آپ کا انتقال ہوا۔

طبری

امام ابو عمرو احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن طبری فقیہ بغداد ہیں۔ امام ابوالحسن کرخی

marfat.com

کی حیات میں درس دیا کرتے تھے۔ انہوں نے ابو سعد بردعی سے' انہوں نے جنا قاضی اسمٰعیل سے' انہوں نے اپنے والد حماد سے' انہوں نے اپنے والد امام ابو حنی نعمان بن ثابت کوفی سے فقہ پڑھی۔ یہ بھی مثل کرخی کے شارح جامعین ہیں۔ ۳۰۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

ہندوانی

امام ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن محمد بلخی ہندوانی فقیہ جلیل القدر فاضل عارف پرست زاہد مذہب حنفی کے بڑے موید استاد کامل تھے۔ انہوں نے ابوالقاسم صفار سے انہوں نے نصیر بن یحییٰ سے' انہوں نے محمد بن سماعہ سے' انہوں نے ابو یوسف سے انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے فقہ پڑھی اور ابوبکر اعمش سے بھی فقہ پڑھی ہے۔ ابوبکر اعمش نے ابوبکر اسکاف سے' انہوں نے محمد بن سلمہ سے' انہوں نے ابو سلیمان سے' انہوں نے امام محمدؒ سے فقہ حاصل کی۔ ان کا ذکر شرح وقایہ کی کتاب الطہارۃ میں ماء جاری کی بحث میں ہے۔ بڑے فتاویٰ اور اختلاف الروایات میں آپ کا بھی ذکر آیا کرتا ہے۔ فقہ میں ایسی مہارت اور قابلیت تھی کہ جس کی وجہ سے آپ کو ابو حنیفہ صغیر کہا کرتے تھے۔ ہندوانی نسبت بلخ کے ایک محلّہ کی طرف ہے جس کو باب ہندوان کہتے تھے کہ وہاں ہند کے آوردہ غلام اور لونڈیاں ٹھہرائی جاتی تھیں۔ ہندوان بکسر ہا و ضم دال مہملہ و سکون نون اول ہے۔ ان کا انتقال بخارا میں ۳۶۲ ہجری میں ہوا۔

جصاص رازی

امام ابوبکر احمد بن علی بن حسین اپنے وقت میں یہ امام الحنفیہ تھے۔ پہلے انہوں نے علوم ابو سہل(۱) زجاجی سے پڑھے اور یہ زجاجی ابوالحسن کرخی کے شاگردوں میں تھے۔ بعد لیاقت و مہارت پیدا کرنے کے خود ابوالحسن کرخی سے علم فقہ کی تکمیل کی۔

marfat.com

کرخی نے ابو سعید بردعی سے، انہوں نے موسیٰ بن نصر رازی سے، انہوں نے امام محمدؒ سے، انہوں نے امام اعظم سے فقہ پڑھی۔ جصاص سے اہل اسلام کو عموماً اور حنفیہ کو خصوصاً بہت فائدے دینیہ پہنچے۔ آپ بغداد میں درس دیا کرتے تھے۔ لوگ اور طلبہ دور دراز مقاموں سے آپ کی تلمذی کا فخر حاصل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ بہت بڑے زاہد اور متورع تھے۔ بعض لوگوں کو اس کا دھوکا ہوا ہے کہ جصاص اور رازی دو شخص تھے۔ حالانکہ یہی جصاص رے کے رہنے والے تھے۔ اسی وجہ سے خلاف قیاس رے کی طرف یہ نسبت رازی کی ہے۔ آپ کی تصانیف بہت ہیں۔ ازاں جملہ احکام القرآن و شرح مختصر کرخی و شرح مختصر طحاوی و شرح جامعین و شرح الاسماء الحسنیٰ و ادب القضاء و کتاب اصول الفقہ وغیرہ ہیں۔ بمقام نیشاپور ۳۷۰ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا اور پیدائش آپ کی ۳۰۵ ہجری میں شہر بغداد میں ہے۔ چونکہ آپ چونا بنایا کرتے تھے، اس وجہ سے جصاص کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابو اللیث سمرقندی

فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن احمد سمرقندی فقیہ ابو جعفر ہندوانی مذکور کے شاگرد رشید ہیں۔ یہ امام الہدیٰ کے لقب سے مشہور تھے۔ کتب فتاویٰ میں ان کی رائے اور اقوال بہت بڑے اعتماد کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں۔ شرح وقایہ کی کتاب النکاح باب المہر میں بھی آپ کا ذکر ہے۔ آپ کی تصانیف بہت ہیں۔ ازاں جملہ تفسیر القرآن، تنبیہ الغافلین، بستان العارفین، شرح جامع صغیر، النوازل، العیون الفتاویٰ، خزانہ الفقہ، تاسیس النظائر، مختلف الروایہ۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ ۳۷۳

(۱) یہ ابو سہل غزالی اور ابو سہل فرغی اور ابو سہل زجاجی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کرخی کے شاگرد اور جصاص کے استاد ہیں۔ فقہائے نیشاپور نے آپ سے فقہ حاصل کی ہے۔ شرح وقایہ کی کتاب الطہارۃ باب الحیض میں ان کا ذکر ہے۔ انہوں نے نیشاپور میں انتقال کیا۔

marfat.com

ہجری و ۳۷۶ ہجری مشہور ہے اور ۳۷۵ ہجری اور ۳۹۳ ہجری بھی لکھتے ہیں۔
حدائق الحنفیہ میں بقول مختار نواح بلخ میں منگل کی رات گیارہ ماہ جمادی الاخریٰ ۳۷۳ ہجری میں آپ کی وفات بتلائی ہے۔ سمرقند بہ فتح سین مہملہ و میم و سکون را و فتح قاف و سکون نون معرب شمرکند ہے۔ شمر اگلے زمانے کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے اس شہر کو تباہ کیا تھا' پھر اس کو سکندر نے بنایا۔ کذا فی الفوائد البھیہ۔

امام فضلی

یہ مشہور امام ابوبکر محمد بن فضل بخاری امام فضلی کے نام سے معروف ہیں۔ یہ بڑے امام زبردست عالم شیخ جلیل استاد کامل تھے۔ روایت و درایت میں ان پر بڑا اعتماد کیا گیا ہے۔ انہیں حضرت کے فتاویٰ سے کتب فتاویٰ مشحون ہیں۔ یہ حضرت شیخ عبداللہ سبذمونی(۱) کے شاگرد ہیں اور سبذمونی ابو حفص صغیر محمد کے اور وہ ابو حفص کبیر احمد کے اور وہ امام محمدؒ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ کا انتقال ۳۸۱ ہجری میں ہوا۔ عالمگیری میں آپ کے بہت اقوال امام فضلی کے نام سے لکھے ہیں۔ استاد سبذمونی کا انتقال ۳۴۰ ہجری میں ہوا۔

خیزاخزی

نام ان کا ابو محمد عبداللہ بن فضل ہے۔ سمعانی اور سروجی اور سغناقی اور ملا علی قاری کا اسی پر اتفاق ہے اور مورخ کفوی اور ابن شحنہ کے نزدیک ان کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ یہ بہت بڑے عالم فقیہ متورع تھے۔ امام ابوبکر محمد بن فضل شاگرد عبداللہ سبذمونی سے علوم پڑھے۔ خیزاخزی' خیزاخز کی طرف نسبت ہے جو قصبات بخارا سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ خیزاخز بہ فتح خائے معجمہ و سکون یا وزائے مفتوحہ قبل الف و

(۱) سبذمونی نسبت ہے سبذمون کی طرف جو بخارا میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ سبذمون بہ ضم سین مہملہ و فتح آن و فتح بائے موحدہ و دسکون ذال معجمہ و میم مضموم و سکون واو معروف۔

marfat.com

خائے مفتوحہ قبل زائے معجمہ ہے۔

جرجانی

فقیہ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن مہدی جرجانی اصحاب تخریج سے ہیں۔ صاحب ہدایہ(۱) اور عینی(۲) اور کفوی(۳) نے آپ کو اصحاب تخریج سے شمار کیا ہے۔ یہ فقیہ ابوعبداللہ جرجانی ابوبکر جصاص رازی کے اور وہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد ہیں۔ ابوالحسین احمد قدوری اور امام احمد بن ناطفی صاحب الفتاویٰ آپ کے شاگردوں میں سربر آوردہ شاگرد تھے۔ اصحاب تخریج میں امام رستغفنی اور زاہد(۴) صفار بھی شمار کیے گئے ہیں۔ فقیہ جرجانی کا انتقال بمرض ۳۹۸ ہجری میں ہوا اور بغداد میں امام ابوحنیفہؒ کی قبر کے پاس مدفون ہیں۔

قدوری

یہ مشہور امام ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر فقیہ قدوری ہیں۔ یہ بزرگ ابو

(۱) صاحب ہدایہ نے باب صفۃ الصلوۃ میں کہا ہے کہ قومہ اور جلسہ صاحبین کے نزدیک سنت ہے اور ایسے ہی طمانینت موافق تخریج جرجانی کے اور موافق تخریج کرخی کے واجب ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ترک سے امام اعظمؒ کے نزدیک سجدہ سہو کا واجب ہوتا ہے۔

(۲) عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں باب صفۃ الصلوۃ میں صاحب ہدایہ کے اس قول پر (فی تخریج الجرجانی) یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ وہ جرجانی صاحب تخریج ابو عبداللہ تلمیذ ابوبکر رازی کے ہیں۔

(۳) کفوی نے اعلام الاخیار میں آپ کے ترجمے میں اس امر کو تصریح کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے کہ صاحب ہدایہ نے ان کو اصحاب تخریج میں شمار کیا ہے۔

(۴) ان کا نام رکن الاسلام ابراہیم بن اسمٰعیل ہے۔ ان کو صفار بہ فتح صاد مہملہ و تشدید فاس لیے کہتے ہیں کہ یہ تانبے کے برتنوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ بخارا میں ۲۶ ماہ ربیع الاول ۵۳۴ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ یہی زاہد صفار قاضی خان کے استاد ہیں۔ عفااللہ تعالیٰ عنہ۔

marfat.com

عبداللہ جرجانی مذکور کے شاگرد ہیں۔ حدیث کی روایت میں صدوق و ثقہ مانے گئے ہیں۔ خطیب(۱) بغدادی وغیرہ محدث ان کے شاگرد تھے۔ ان کی تصانیف سے مختصر قدوری متن اور شرح مختصر کرخی اور تجرید خلافیات کی مسائل میں سات جلدوں میں ہے۔ جس میں ابوحنیفہ و شافعی کے خلافیات مسائل مع ادلہ فریقین کے بڑے بسط کے ساتھ لکھے ہیں اور کتاب التقریب فی الخلافیات بھی انہیں کی تصنیف ہے۔ اس میں فریقین کے اختیارات و مسائل مستنبطہ کا صرف ذکر کیا ہے اور دلائل سے بحث نہیں ہے۔ ان کو ابوالحسن کرخی کا شاگرد کہنا ہمارے نزدیک صحیح نہیں کیونکہ کرخی کا انتقال بماہ شعبان ۳۴۰ ہجری میں ہوا اور قدوری کی ولادت ۳۶۲ ہجری میں ہوئی۔ اگر سن وفات و ولادت صحیح مانا جائے تو قدوری کرخی کے انتقال کے بائیس برس کے بعد پیدا ہوئے۔ ہاں بالواسطہ(۲) کرخی کے شاگردوں میں ہوسکتے ہیں۔ فتفکر(۳) قدوری کی وفات بماہ رجب ۴۲۸ ہجری میں ہوئی۔ قدوری بہ ضم قاف نسبت ہے قدورہ کی طرف جو بغداد میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ یا بیع قدور کے سبب سے ان کی یہ نسبت ہے۔ قدور بہ ضم قاف جمع قدر بالکسر بہ معنی ہانڈی۔

---

(۱) نام ان کا ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بغدادی صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ بغداد میں بماہ ذی الحجہ ۴۶۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

(۲) وہ واسطہ ابو عبداللہ جرجانی ہیں کہ یہ جصاص رازی کے شاگرد ہیں اور وہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد تھے۔ پس قدوری دو واسطے سے کرخی کے شاگرد ہیں۔ ایسا ہی فوائد بہیہ میں قدوری کے ذکر میں ہے۔

(۳) فوائد بہیہ اور عمدۃ الرعایہ میں لکھا ہے کہ کرخی کا انتقال ۳۴۰ ہجری میں ہوا اور قدوری کی ولادت ۳۶۲ ہجری میں ہوئی اور یہ صحیح ہے اور کرخی کے حال میں لکھا ہے کہ کرخی اور ابو عبداللہ دامغانی اور علی تنوخی وغیرہم کرخی کے شاگرد تھے۔ پس جو شخص کہ بائیسویں سال کرخی کی وفات کے بعد پیدا ہوا وہ کیسے کرخی کا شاگرد ہو سکتا ہے۔

marfat.com

دبوسی

یہ قاضی ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ ابوزید دبوسی کے نام سے مشہور ہیں۔ دبوسی نسبت ہے شہر دبوس (بہ فتح دال مہملہ) کی طرف جو بخارا اور سمرقند کے درمیان میں ہے۔ فقہائے احناف کے بڑے جلیل القدر مشائخ سے تھے۔ دلائل اور براہین کے استخراج اور مسائل کے استنباط اور نظر دقیق میں اپنے زمانے میں ضرب المثل تھے۔ یہ وہی حضرت ہیں جنھوں نے سب سے پہلے علم خلافیات میں کتاب تصنیف کی ہے۔ کتاب الاسرار اور تقویم الادلہ انہیں کی یادگار ہیں۔ شرح وقایہ کے کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الخارج میں ان کا ذکر ہے۔ ان کا انتقال ۴۳۰ ہجری میں ہوا۔ مزار بخارا میں ہے۔

مستغفری

ابوالعباس جعفر بن محمد بن المعتز بن محمد بن مستغفر نسفی بڑے فقیہ فاضل محدث صدوق ماوراء النہر میں ان کا مثل تصنیف کرنے اور معانی حدیث کے سمجھنے میں دوسرا نہ تھا۔ ان کی ولادت ۳۵۰ ہجری میں اور وفات ۴۳۲ ہجری میں ہوئی۔ انہوں نے قاضی ابو علی حسین نسفی سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن فضل سے، انہوں نے استاذ سبذمونی سے علم پڑھا۔ یہ مستغفری صاحب تصانیف ہیں۔ ان کے بیٹے ابوذر محمد ابن جعفر مستغفری بھی بڑے عالم اور خطیب نسف تھے۔ مستغفری بہ ضم میم وسکون سین مہملہ وغین معجمہ وفتح تا وکسر فا نسبت مستغفر کی طرف ہے جو ان کے اجداد کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

صیمری

قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی اکابر فقہاء سے تھے۔ ابو نصر محمد بن سہل بن ابراہیم سے، انہوں نے ابوبکر جصاص رازی سے، انہوں نے ابوالحسن کرخی سے، انہوں

marfat.com

نے ابوسعید بردعی سے، انہوں نے موسیٰ بن نصر سے، انہوں نے امام محمد سے فقہ پڑھی۔ یہ مدائن کے قاضی بڑے دقیق النظر حسن العبارۃ تھے۔ ان سے اکابر علما نے استفادہ کیا۔

صیمر بروزن حیدر ایک گاؤں کا نام ہے جو نہر بصرہ کے متصل ہے۔ ان سے قاضی القضاۃ ابو عبداللہ محمد بن علی دامغانی نے تلمذ کیا ہے۔ ولادت ان کی ۳۵۱ ہجری میں اور وفات بماہ شوال ۴۳۶ ہجری میں ہوئی۔ صیمر کے میم کو کبھی مضموم بھی پڑھتے ہیں۔

ناطفی

ابوالعباس احمد بن محمد بن عمر (یا عمرو) ناطفی طبری علمائے عراقین میں اکابر فقہاء سے ہیں۔ آپ ابو عبداللہ جرجانی کے وہ ابوبکر جصاص رازی کے، وہ ابوالحسن کرخی کے، وہ ابوسعید بردعی کے، وہ قاضی ابو خازم کے، وہ عیسیٰ ابن عباس کے، وہ محمد بن حسن شیبانی کے، وہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔

آپ کو ناطفی اس واسطے کہتے تھے کہ ناطف حلوے کا کاروبار آپ کیا کرتے تھے۔ آپ کی تصانیف سے واقعات اور نوازل اور اجناس اور فروق اور ہدایہ یادگار ہیں۔ آپ نے ابو حفص بن شاہین وغیرہ سے حدیث پڑھی ہے۔ بمقام رے ۴۴۶ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

خمیر الوبری

زین الائمہ محمد بن ابوبکر خوارزمی معروف بہ خمیر الوبری بڑے زبردست عالم مناظر متکلم تھے۔ ان کی تصنیف سے کتاب الاضاحی یادگار ہے۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن علی زرنجری سے، انہوں نے شمس الائمہ حلوانی سے علم فقہ حاصل کیا۔ وبری بہ فتح واو و سکون بانسبت وبر کی طرف ہے۔ آپ صوف اور پشم سے پوستین بنایا کرتے تھے۔

marfat.com

شمس الائمہ حلوائی

امام ابو محمد عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس الائمہ حلوائی کے نام سے ان کی شہرت ہے۔ یہ اپنے زمانے میں رئیس الحنفیہ اور بڑے زبردست فقیہ بہت سے علوم کے عالم ماہر استاد کامل تھے۔ فقہ انہوں نے ابو علی حسین ابن خضر نسفی سے، انہوں نے امام فضلی سے، انہوں نے استاذ سبذ مونی سے، انہوں نے ابو حفص صغیر سے، انہوں نے ابو حفص کبیر سے، انہوں نے امام محمدؒ سے پڑھی۔ شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی اور بزدوی کے بھائی صدر الاسلام اور شمس الائمہ زرنجری وغیرہم اکابر علماء آپ کی شاگردی کا فخر رکھتے ہیں۔ ان کی وفات کے سن میں اختلاف ہے۔ ذہبی نے ۴۵۴ ہجری اور سمعانی نے ۴۴۸ ہجری اور ۴۴۹ ہجری بتلایا ہے۔ شہر کش میں بماہ شعبان وفات پائی۔ بخارا کے قبرستان کلاباذ میں دفن ہوئے۔

تحقیق لفظ حلوانی: اس لفظ کی تحقیق میں تین قول بیان کیے جاتے ہیں۔

۱- یہ کہ حلوائی بہ فتح حائے مہملہ و ہمزہ قبل یا ہے۔ ذہبی اور سمعانی کا اسی پر اتفاق ہے۔

۲- یہ کہ حلوانی فتح حائے مہملہ و نون قبل یا ہے۔ علامہ عبدالقادر قرشی جواہر مضیہ فی طبقات حنفیہ والے اسی کے قائل ہیں۔ انہیں کی تبعیت کر کے اخی چلپی نے حاشیہ شرح وقایہ معروف بہ چلپی میں کہا ہے انه نسبه الی حلوان اسم بلد بالعراق وان شمس الائمه منسوب الیها اھ مگر اس کو تعلیقات سنیہ میں غلط بتلایا ہے۔

۳- یہ کہ حلوانی بہ ضم حائے مہملہ و نون قبل یا ہے۔ صاحب قاموس کا میلان اسی طرف ہے کہ یہ نسبت بیع حلاوہ کی طرف ہے۔ چنانچہ وہ قاموس میں لکھتے ہیں:

marfat.com

حلوان بالضم بلدان و قریتان ونسبه الی الحلاوه شمس الائمه عبدالعزیز بن احمد الحلوانی و یقال بهمز بدل النون اھ' یعنی حلوان بہ ضم حاد و شہراور دو گاؤں کے نام ہیں۔ اور شمس الائمہ کی نسبت حلوا کی طرف ہے اور بعضوں نے بجائے نون ہمزہ سے حلوائی کہا ہے۔ حاصل یہ کہ اگر حلوانی پڑھا جائے تو دو احتمال سے خالی نہیں۔ یا وہ نسبت حلوان شہر کی طرف ہوگی اور یہی ظاہر ہے جیسا کہ صاحب جواہر مضیہ اور چلپی کا مختار ہے۔ یا وہ نسبت حلوان مصدر بہ معنی بیع حلوا کی طرف ہو جیسا کہ صاحب قاموس کا مقولہ ہے۔ اور اگر حلوائی پڑھا جائے تو بیع حلوا کی طرف نسبت ہوگی۔ سمعانی اور ابن ماکولا وغیرہما کا یہی مختار ہے۔ صاحب ہدایہ کے شاگرد برہان الاسلام زرنوجی نے حلوائی پڑھنے کی صحت پر یہ نقل پیش کی ہے کہ ان کے والد احمد بن نصر حلوا بیچا کرتے تھے اور فقہاء کو حلوا دے کر اپنے بیٹے کے لیے دعا لیا کرتے تھے۔ انہیں کی دعا سے شمس الائمہ ہوگئے۔ راقم الحروف بالنون پڑھتا ہے اور مولانا سے یوں ہی سنا ہے۔ ان کی تصانیف سے کتاب مبسوط اور نوادر مشہور ہے۔

بزدوی

فخر الاسلام ابوالحسن علی بن محمد بزدوی یہ کبار مشائخ حنفیہ سے تھے اور اصول و فروع میں مسلم امام مانے جاتے تھے۔ ان کی تصنیف سے ایک کتاب مبسوط نام کی بھی ہے جو گیارہ جلدوں میں ہے۔ اور بھی ایک کتاب اصول فقہ میں اصول بزدوی کے نام سے مشہور ہے اور علاوہ اس کے ان کی تصانیف بہت ہیں۔ ازاں جملہ شرح جامع صغیر اور شرح جامع کبیر اور تفسیر قرآن اور شرح صحیح بخاری وغیرہ ہیں۔ ان کا انتقال ۴۸۴ ہجری میں ہوا اور سمرقند میں مدفون ہیں۔

بزدوی نسبت ہے بزدہ کی طرف جو ایک قلعہ کا نام ہے۔ یہ قلعہ شہر نسف سے چھ فرسخ کی مسافت پر ہے۔ بزدہ بہ فتح با و سکون زائے معجمہ و فتح دال مہملہ۔

marfat.com

سغدی

امام رکن الاسلام قاضی ابوالحسن علی بن حسین بڑے فقیہ فاضل مناظر تھے۔ بخارا میں مفتی اور قاضی اور مرجع حنفیہ تھے۔ لوگ دور دور سے آپ کے پاس استفتاء لایا کرتے تھے۔ شمس الائمہ سرخسی سے فقہ پڑھی اور انہیں سے شرح سیر کبیر کی روایت کی۔ فتاویٰ قاضی خان اور اکثر مشہور فتاووں میں ان کے بہت اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ ان کی تصانیف سے النتف فی الفتاوی اور شرح جامع کبیر یادگار ہیں۔ بخارا میں ۴۶۱ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ سغد بہ ضم سین مہملہ و سکون غین معجمہ سمرقند کے ایک گاؤں کا نام ہے۔

مفتی الثقلین

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسمٰعیل نسفی صاحب ہدایہ کے استاد اور صدر الاسلام(۱) ابوالیسر بزدوی کے شاگرد اور بڑے زبردست فاضل اصولی محدث مفسر علم فقہ کے مشہور حافظ تھے۔ چاروں مذہبوں کے مسائل پر عبور تھا۔ فقہ اور حدیث میں ان کی تصانیف ہیں۔ اور جامع صغیر کو نظم بھی کیا ہے۔ علم فقہ اپنے والد محمد بن احمد سے' انہوں نے ابوالعباس جعفر مستغفری سے' انہوں نے ابو علی نسفی سے' انہوں نے امام فضلی سے' انہوں نے سبذمونی سے حاصل کیا۔ ان کی تصانیف سے التیسیر فی التفسیر راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ سمرقند میں ۵۳۷ ہجری میں ان

(۱) صدر الاسلام ابوالیسر محمد بزدوی فخر الاسلام ابوالحسن بزدوی کے بھائی تھے۔ بعضوں نے فخر الاسلا بزدوی کی کنیت ابوالعسر بھی لکھی ہے۔ اغلب ہے کہ یہ تصحیف خطی ہو۔ یہ صدر الاسلام ابومنصور ماتریدی کے شاگرد کے شاگرد تھے۔ یہ حنفیہ کے امام ماوراالنہر میں مانے گئے ہیں۔ ان کا انتقال بخارا میں ۴۹۳ ہجری میں ہوا۔

marfat.com

کا انتقال ہوا۔ نسفی نسبت نسف کی ہے جو بلاد ماوراء النہر میں ایک شہر ہے۔ شہر نسف میں ۴۶۲ ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔

شمس الائمہ سرخسی

امام علامہ فہامہ محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی امام شمس الائمہ حلوانی کے شاگرد اور برہان الائمہ عبدالعزیز بن عمر بن مازہ اور محمود بن عبدالعزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود بن حسن اور عثمان بن علی بیکندی کے استاد اور بڑے مستند زبردست عالم تھے۔ یہ ۴۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کی تصانیف سے شرح سیر کبیر' شرح کتاب العبادات اور شرح کتاب الاقرار اور شرح مبسوط وغیرہا ہیں۔ ۴۹۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ ابن کمال باشا نے ان کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ سرخسی نسبت سرخس کی طرف ہے جو ملک خراسان میں ایک پرانے شہر کا نام ہے۔ سرخس نام اس شہر کا اس لیے مشہور ہوا کہ جس نے اس شہر کو آباد کیا تھا' اس کا نام سرخس تھا اور یہ شخص اسی شہر کی درستی اور استحکام بنائے تعمیرات میں مصروف اور وہیں سکونت پذیر تھا کہ شکار پنجہ اجل ہوا اور یہ شہر اس کی تمنا کے موافق مکمل نہ ہوا۔ آخر کو ذوالقرنین نے اس کی تکمیل کر دی اور یہ شہر اسی کے نام سے مشہور رہ گیا۔ سرخس بہ فتح سین وراء و سکون خائے معجمہ۔ آپ نے قید خانہ میں ایک کتاب اصول فقہ میں اور سیر کبیر کی شرح لکھی۔

فائدہ : شمس الائمہ کئی فقہاء کے لقب تھے۔ ازاں جملہ ایک شمس الائمہ عبدالعزیز حلوانی' دوسرے شمس الائمہ ابوبکر محمد سرخسی' تیسرے شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری' چوتھے شمس الائمہ محمود اوزجندی' پانچویں شمس الائمہ بکر بن محمد

marfat.com

زرنجری وغیرہم ہیں اور یہ لقب سب سے پہلے حلوانی کو ملا۔ شمس الائمہ کردری(۱) صاحب ہدایہ کے اور شمس الائمہ زرنجری(۲) شمس الائمہ سرخسی کے شاگرد رشید تھے۔

صدر شہید

ابو محمد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ فروع و اصول میں امام' معقول و منقول میں فرد کامل مانے گئے اور بڑے اکابر ائمہ حنفیہ اور اعیان فقہاء سے شمار کیے گئے ہیں۔ انہوں نے فقہ اپنے والد بزرگوار برہان الدین کبیر عبدالعزیز سے' انہوں نے شمس الائمہ سرخسی سے پڑھی ہے۔ خراسان کے بڑے بڑے فقہاء اور علماء اور فضلا سے مباحثہ اور مناظرہ میں غالب رہے۔ صاحب ہدایہ کے استادوں(۳) میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ ماوراء النہر میں ان کی سی تعظیم و توقیر کسی کی نہ تھی۔ بادشاہ وقت اور وزراء و اراکین سلطنت ان کی بہت بڑی عزت کرتے تھے۔ ان کی تصانیف سے فتاویٰ صغریٰ اور فتاویٰ کبریٰ اور شرح ادب القضا مولفہ خصاف اور کتاب الواقعات اور شرح جامع صغیر وغیرہا ہیں۔ شہادت ان کی ۵۳۶ ہجری میں بماہ صفر سمرقند میں بڑی دردناک حالت میں ہوئی۔

ظہیر بلخی

امام ابوبکر احمد بن علی بن عبدالعزیز بلخی فروع و اصول میں استاد کامل معقول و

(۱) ان کو محمود بن عبدالستار بھی کہتے تھے۔ ان کا انتقال ۶۴۲ ہجری میں ہوا۔ کردری کردر کی طرف نسبت ہے۔ کردر بروزن جعفر ایک گاؤں کا نام ہے۔

(۲) زرنجریہ فتح زائے معجمہ و رائے مہملہ و سکون نون و فتح جیم و در آخر رائے مہملہ مغرب زرنگر بخارا میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ ان کا انتقال ۵۱۲ ہجری میں ہوا۔

(۳) صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر مرغینانی نے اپنی معجم شیوخ میں ان کو بھی اپنے استادوں میں گنایا ہے۔

marfat.com

منقول میں بڑے زبردست فاضل مشہور ہیں۔ انہوں نے امام نجم الدین ابو حفص عمر نسفی سے، انہوں نے صدر الاسلام ابوالیسر محمد بن محمد بزدوی سے، انہوں نے ابو یعقوب سیاری سے، انہوں نے ابواسحاق نوقدی سے، انہوں نے ابو جعفر ہندوانی سے، انہوں نے ابوبکر اعمش سے، انہوں نے ابوبکر اسکاف سے، انہوں نے محمد بن سلمہ سے، انہوں نے ابو سلیمان جوزجانی سے، انہوں نے امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے علوم حاصل کیے۔ ظہیر بلخی شہر مراغہ میں درس دیا کرتے تھے۔ پھر حلب کے بعد دمشق میں درس دیا کرتے۔ شرح جامع صغیر آپ کی یادگار ہے اور دمشق میں ۵۵۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔ بلخی نسبت ہے بلخ شہر کی طرف۔

ولوالجی

ظہیر الدین ابوالفتح عبدالرشید ۴۶۷ ہجری میں شہر ولوالج میں پیدا ہوئے۔ ولوالج علاقہ بدخشاں میں ایک شہر کا نام ہے۔ بلخ میں جا کر فقہ ابوبکر قزار محمد بن علی اور علی بن حسن برہان بلخی سے پڑھی۔ بعد ۵۴۰ ہجری کے ولوالج میں فوت ہوئے۔ فتاویٰ ولوالجیہ آپ کی یادگار ہے۔

عتابی

آپ کا نام نامی و اسم گرامی امام احمد بن محمد بن عمر ابونصر عتابی ہے۔ آپ بڑے زبردست عالم اور عارف زاہد متورع علم و فضل میں بے نظیر تھے۔ آپ صاحب ہدایہ کے شاگرد شمس الائمہ کرداری کے شاگرد رشید تھے۔ دور دور سے طلبہ آپ کے حلقہ درس میں استفادہ کے لیے آیا کرتے تھے۔ آپ کی تصانیف سے شرح زیادات اور شرح جامعین اور جوامع الفقہ جس کو فتاویٰ عتابیہ کہتے ہیں اور تفسیر قرآن وغیرہ ہیں۔ عتابی بہ فتح عین مہملہ و تشدید تائے مثناۃ فوقانیہ نسبت عتابیہ محلّہ کی طرف ہے جو

marfat.com

بخارا کے ایک محلہ کا نام ہے۔ فتاویٰ عتابیہ جہاں کہیں فقہ کی کتابوں میں مذکور ہو' وہاں آپ ہی کا فتاویٰ مراد ہے۔ بخارا(۱) میں آپ کا انتقال ۵۸۶ ہجری میں ہوا۔

قاضی خان

امام کبیر علامہ فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی تلمیذ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی ہیں اور رکن الاسلام زاہد صفار سے بھی استفادہ کیا ہے۔ فتاویٰ قاضی خان آپ کی یادگار ہے' جامع صغیر اور زیادات کی شرحیں بھی آپ نے لکھی ہیں۔ اوزجندی نسبت ہے اوزجند کی طرف جو بلاد فرغانہ(۲) میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ لفظ اوزجند بہ فتح ہمزہ و سکون واو و فتح زائے معجمہ و فتح جیم و سکون نون و دال مہملہ ہے۔ آپ کا انتقال ۱۵ رمضان شب دوشنبہ کو ۵۹۲ ہجری میں ہوا۔ آپ کی تصنیفات سے علاوہ فتاویٰ قاضی خان کے واقعات اور امالی اور کتاب المحاضر اور شرح زیادات اور شرح جامع صغیر ہیں اور شرح ادب القضاء جو خصاف کی تصنیف ہے۔ اس کی بھی شرح آپ نے لکھی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں۔ شمس الائمہ سرخسی سے آپ کا سلسلہ تلمذ ملا ہے کہ ظہیر الدین حسن نے برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ اور محمد بن عبدالعزیز سے اور ان دونوں نے شمس الائمہ سرخسی سے' انہوں نے شمس الائمہ حلوانی سے' انہوں نے ابو علی نسفی سے' انہوں نے امام فضلی سے' انہوں نے سبذمونی سے' انہوں نے ابو عبداللہ بن ابو حفص سے انہوں نے ابو حفص کبیر سے' انہوں نے حضرت امام محمدؒ سے فقہ پڑھی۔ ابن کمال باشا نے آپ کو طبقہ

(۱) بخارا بہ ضم بائے موحدہ ایک مشہور شہر کا نام ہے جو ماوراء النہر کے ماتحت قدیم شہر ہے۔ علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے لحاظ سے اس کی عام شہرت ہے۔ اس مبارک خطہ سے بڑے بڑے علماء و فضلا عالم خلق میں ظاہر ہوئے۔

(۲) عینی نے کہا ہے کہ فرغانہ اقلیم ماوراء النہر کا نام ہے اور اس میں بہت سے شہر ہیں۔ ازاں جملہ اوزجند ہے اور حدائق الحنفیہ میں لکھا ہے کہ اوزجند نواح اصفہان میں فرغانہ کے پاس واقع ہے۔

marfat.com

مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ قاسم بن قطلوبغا نے تصحیح القدوری میں لکھا ہے کہ قاضی خان کی تصحیح غیر کی تصحیح پر مقدم ہے۔

صاحب ہدایہ

امام علامہ فہامہ فقیہ محدث مفسر محقق مدقق زاہد عابد اصولی ادیب شاعر ذہین و فطین ابوالحسن برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل فرغانی مرغینانی حنفیوں کے پیشوا مذہب حنفی کے حامی تھے۔ بروز دو شنبہ بوقت عصر ۸ ماہ رجب ۵۱۱ ہجری میں آپ کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے مفتی الثقلین عمر نسفی اور صدر شہید اور ابو عمرو عثمان بیکندی تلمیذ شمس الائمہ سرخسی اور قوام الدین احمد بخاری وغیرہم سے فقہ حاصل کی۔ ابن کمال باشا نے آپ کو طبقہ اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے۔ اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ آپ کی شان قاضی خان سے کچھ کم نہ تھی۔ بلکہ آپ اس لائق ہیں کہ آپ کو مجتہد فی المذہب کہیں۔ کذا فی حدائق الحنفیہ ان کے معاصرین(۱) ان کے فضل و کمال کے مقر اور ان کا لوہا مانے ہوئے تھے۔ ان سے بہت اکابر علماء نے فقہ پڑھی ہے۔ ازاں جملہ ان کے دونوں صاحبزادے مولانا جلال الدین محمد اور مولانا نظام الدین عمر اور شیخ الاسلام عماد الدین ان کے پوتے اور شمس الائمہ کردری اور جلال الدین استروشی صاحب فصول استروشی کے والد وغیرہم ہیں۔ ان کی تصانیف بکثرت ہیں۔ ازاں جملہ کتاب المنتقی اور نشر المذہب اور التجنیس اور المزید اور مختارات النوازل اور کتاب الفرائض اور ہدایہ اور مناسک الحج اور بدایہ اور کفایہ المنتھی وغیرہا ہیں۔ سمرقند میں ان کا انتقال ۵۹۳ ہجری میں ہوا۔ مرغینانی نسبت ہے مرغینان کی طرف جو بلاد فرغانہ میں سے ایک شہر ولایت ماوراء النہر میں واقع ہے جس کے شرق

(۱) مثل امام فخرالدین قاضی خان اور محمود بن احمد مولف محیط اور شیخ زین الدین ابونصر عتابی اور ظہیرالدین محمد بخاری مولف فتاوی ظہیریہ وغیرہم ہیں۔

marfat.com

میں کاشغر اور غرب میں سمرقند ہے۔

ابو حنیفہ ثانی

ابو المکارم جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمیر ابن عبد العزیز بن محمد بن جعفر بن خلف بن ہارون بن محمد بن محمد بن محبوب بن ولید بن عبادہ بن صامت انصاری محبوبی عبادی بخاری صدر الشریعہ اک کے والد اور تاج الشریعہ کے دادا ہیں۔ عبادی ان کو اس لیے کہتے ہیں نسب ان کا عبادۃ بن صامت انصاری تک پہنچتا ہے اور محبوبی محبوب بن و کی طرف نسبت ہے۔ فقہ میں ان کو ایسی دست گاہ حاصل تھی کہ ابو حنیفہ ثا کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ بلاد ماوراالنہر میں شیخ حنفیہ سمجھے جاتے تھے انہوں نے علم ابو العلاء عمر ابن بکر بن محمد زرنجری سے 'انہوں نے شمس الا سرخسی سے پڑھا اور فقہ قاضی خان اوزجندی سے حاصل کی۔ بخارا میں چوراسی سال کی عمر میں ۶۳۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ آپ کے مصنفات سے شرح جامع صغیر اور کتاب الفروق ہے۔ آپ کے تلامذہ بکثرت تھے۔ ازاں جملہ آپ کے صاحبزادہ صدر الشریعہ اول شمس الدین احمد اور ظہیر بلخی اور حافظ الدین بخاری وغیرہم ہیں۔ مزار ان کا اور ان کے اجداد اور اولاد کا مقبرہ شرع آباد میں ہے۔

صدر الشریعہ اول

امام صدر الشریعہ شمس الدین احمد بن جمال الدین عبید اللہ محبوبی بخاری تاج الشریعہ محمود کے والد ہیں۔ علم و فضل میں اپنے وقت کے امام محمد

marfat.com

ثانی تھے۔ انہوں نے اپنے والد جمال الدین سے علم سیکھا' انہوں نے امام زادہ(۱) چوغی رکن الاسلام محمد بن ابوبکر واعظ صاحب شرعۃ الاسلام سے پڑھا۔ یہ بڑے اصولی اور فقہ میں استاد کامل تھے۔ تاج الشریعہ ان کے بیٹے نے فقہ انہیں سے پڑھی۔ ان کی تصنیف سے کتاب تلقیح العقول فی الفروق یادگار ہے۔

تاج الشریعہ

امام محمود بن صدر الشریعہ اول محبوبی بخاری مولف وقایہ اپنے والد صدر الشریعہ احمد بن عبیداللہ سے علم فقہ حاصل کیا ہے۔ وقایہ کو ہدایہ سے منتخب کر کے اپنے پوتے صدر الشریعہ ثانی عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ کے حفظ کرنے کی غرض سے تصنیف فرمایا انہیں حضرت نے ہدایہ کی شرح نہایتہ الکفایہ نامی لکھی۔ بعضوں نے تاج الشریعہ کا نام عمر بتلایا ہے۔ جیسا کہ قہستانی نے جامع الرموز میں کہا ہے کہ وقایہ کے مصنف برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ تاج الشریعہ کے بھائی ہیں اور تاج الشریعہ کا نام عمر ہے۔ صاحب کشف الظنون نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ وقایہ امام برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ کی تصنیف سے ہے اور وقایہ اپنے ناتی کے لیے لکھی تھی۔ صحیح یہ ہے کہ مصنف وقایہ تاج الشریعہ محمود ہیں اور صدر الشریعہ ثانی عبیداللہ بن مسعود ان کے پوتے ہیں ناتی نہیں' تحقیق کرنے سے یہی ظاہر ہوا لیکن صدر الشریعہ ناتی ہی مشہور ہیں۔ تاج الشریعہ کا انتقال ۶۷۳ ہجری میں بخارا میں ہوا۔

---

(۱) یہ رکن الاسلام مفتی محمد بن ابوبکر واعظ معروف بامام زادہ چوغی متوفی ۵۷۳ ہجری علامہ عماد الدین بن شمس الائمہ زرنجری متوفی ۵۸۴ ہجری کے شاگرد رشید تھے۔ چوغی نسبت ہے چوغ گاؤں کی طرف جو سمرقند میں ہے۔

marfat.com

صدر الشریعہ ثانی

امام علامہ عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ اول محبوبی بخاری صاحب شرح وقایہ ہیں۔ یہ بڑے زبردست عالم کامل فاضل حافظ قوانین شریعت حلال مشکلات فروع و اصول واقف رموز معقول و منقول فقیہ اصولی محدث مفسر نحوی لغوی ادیب متکلم منطقی اپنے زمانہ میں علوم رسمیہ متعارفہ میں ضرب المثل تھے۔ ان کے دادا تاج الشریعہ نے کماحقہ ان کی پرورش اپنے سایہ عاطفت میں کی اور تمام علوم و فنون بھی بکمال شفقت و وفور الفت ان کو پڑھائے۔ اپنے دادا تاج الشریعہ کی وقایہ کی ایسی عمدہ مختصر بکار آمد شرح لکھی جو مقبول خلائق ہوگئی اور تمام دنیا میں جہاں اسلام نے اپنا چمکتا ہوا نورانی چہرہ دکھلایا' خدمت گزاری کو یہ شرح وقایہ بھی وہاں حاضر و موجود۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں علماء نے اس سے فیض پایا۔ صدر الشریعہ ثانی نے وقایہ کا مختصر بھی بنام نقایہ تصنیف فرمایا مگر خداداد شہرت اور مقبولیت اس کی ایسی نہ ہوئی حالانکہ اس شرح اور اس مختصر کے ایک ہی مصنف ہیں۔

صدر الشریعہ ثانی نے اصول فقہ میں ایک متن متین بنام تنقیح لکھااور اس کی شرح بھی بنام توضیح ایسی عمدہ لکھی جو ہمیشہ سے علماء کے درس و تدریس میں داخل ہے۔ جس پر اکابر علماء نے طبع آزمائیاں کی ہیں۔ اسی کی شرح تلویح تفتازانی کی تصنیفات سے ہے جس پر اکابر اصولیوں کے بہت سے حاشئے ہیں۔ ان کی تصنیفات سے مقدمات اربعہ اور تعدیل العلوم اور کتاب الشروط والمحاضر یادگار ہیں۔ شیخ ابو طاہر(۱) اور خواجہ (۲)پارسا نے آپ سے فقہ کو حاصل کیا ہے۔ انتقال ان کا ۷۴۷ ہجری میں ہوا۔

---

(۱) نام ابو طاہر کا محمد بن محمد بن حسن بن علی طاہری ہے۔ انہوں نے صدر الشریعہ ثانی سے بخارا میں علم فقہ کی تکمیل کر کے ۷۴۵ ہجری میں سند فراغ حاصل کی ہے۔

(۲) صاحب فصل الخطاب علامہ محمد ابن محمد بخاری معروف بخواجہ پارسا بخارا میں صدر الشریعہ سے ۷۴۶ ہجری میں فقہ پڑھ کر اجازہ حاصل کیا۔

marfat.com

زیلعی

علامہ فقیہ نحوی فرضی ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی بن محجن زیلعی قاہرہ میں ۷۰۵ ہجری میں تشریف فرما ہو کر تدریس و افتا میں مشغول رہے اور علم فقہ کی خوب اشاعت کی اور خلق اللہ کو آپ کی ذات سے بہت نفع پہنچا۔ آپ نے جامع کبیر کی ایک شرح بھی لکھی ہے اور کنز الدقائق کی ایک شرح نہایت عمدہ مسمی بہ تبیین الحقائق تصنیف فرمائی جو حال میں چھپ کر شائع ہوئی اور راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہے۔ اس کی نسبت فوائد بہیہ میں لکھا ہے کہ یہ شرح معتبر اور مقبول ہے اور بحر رائق میں شارح سے یہی زیلعی مراد ہیں۔ زیلعی فقیہ کا انتقال ۷۴۳ ہجری میں ہوا۔

فائدہ: جمال الدین زیلعی محدث صاحب تخریج احادیث ہدایہ کے نام میں اختلاف ہے یا یوسف بن عبداللہ ہے یا عبداللہ بن یوسف ہے۔ بہرحال زیلعی محدث فخر الدین زیلعی مذکور کے شاگرد اور حافظ زین الدین عراقی کے معاصر و رفیق تھے اور تخریج احادیث میں ایک دوسرے کی مدد کرتا تھا۔ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ انہیں کی تصنیف ہے۔ احمد بن حجر عسقلانی نے نصب الرایہ کی تلخیص کر کے الدرایہ فی احادیث الہدایہ نام رکھا۔ زیلعی محدث صاحب تخریج کا انتقال ۷۶۲ ہجری میں ہوا۔

اسبیجابی

شیخ الاسلام علی بن محمد بن اسمٰعیل بن علی بن احمد جو شیخ الاسلام اسبیجابی(۱) کے نام سے مشہور ہیں۔ دو شنبہ کے روز ۶ ماہ جمادی الاولی ۴۵۴ ہجری میں ان کی ولادت ہوئی۔ ان کے زمانے میں مذہب حنفی کا حافظ و ماہران کے سوا دوسرا ان کے مرتبے کا نہ

(۱) اسبیجابی نسبت ہے شہر اسبیجاب کی طرف جو سرحدات ترک سے ہے۔ کذا فی الحدائق و در صفحہ ۲۱۶ اسبیجابی منسوب طرف شہر اسبیجات کے جو درمیان تاشقند اور سیرام کے واقع ہے۔

marfat.com

تھا۔ اور یہ شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کی تصنیفات سے شرح مختصر طحاوی و مبسوط ہے۔ ان کے شاگردوں میں سے شاگرد رشید صاحب ہدایہ ہیں۔ ان کا انتقال سمرقند میں ۵۳۵ ہجری میں ہوا۔ ایک اسبیجابی اور گزرے ہیں جن کا نام قاضی ابونصر احمد بن منصور ہے اور شارح جامع صغیر بھی وہی ہیں۔ صاحب کشف الظنون نے وفات اسبیجابی ثانی کی ۴۸۰ ہجری میں بتلائی ہے۔ صاحب حدائق الحنفیہ نے قاضی ابونصر احمد اسبیجابی کو شارح مختصر طحاوی بتلایا ہے اور ایسا ہی فوائد بہیہ میں بھی ہے۔ اور محمد بن احمد بن یوسف مرغینانی (جو جمال الدین عبیداللہ محبوبی بخاری کے استاد تھے) کی شہرت بھی اسبیجابی کے ساتھ ہے۔ فاحفظہ۔

بابرتی

امام محقق شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بن احمد بابرتی تقریباً ۷۱۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بابرتی نسبت ہے بابرتا کی جو بغداد کے اطراف میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ انہوں نے ابوحبان سے علم حاصل کیا اور دلاصی اور ابن عبدالہادی سے حدیث پڑھی۔ جامع الفنون اور بڑے عاقل فاضل قوی النفس عظیم الہیبت تھے۔ میر سید شریف نے ان سے بھی علم پڑھا ہے۔ ان کی تصانیف سے تفسیر قرآن اور شرح مشارق الانوار اور شرح مختصر ابن حاجب اور شرح عقیدۂ طوسی اور عنایہ شرح ہدایہ اور شرح سراجیہ اور شرح الفیہ اور شرح منار اور شرح تلخیص المعانی اور تقریر شرح تحریر اصول بزدوی وغیرہ ہیں۔ ان کا انتقال ۷۸۹ ہجری میں ہوا اور مصر میں مدفون ہیں۔

تمرتاشی

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب ابن

marfat.com

خلیل تمرتاشی مصنف تنویر الابصار ہیں۔ ان کی تصانیف سے معین المفتی اور تحفہ الاقران اور اس کی شرح مواہب الرحمٰن اور شرح زاد الفقیر مولفہ ابن الہمام اور شرح وقایہ اور شرح وہبانیہ اور شرح منار اور شرح مختصر منار اور شرح کنز اور شرح قطر الندی وغیرہ ہیں۔ تمرتاشی نسبت ہے تمرتاش کی طرف جو خوارزم میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ تمرتاش بفتحتین و سکون رائے مہملہ و تا و الف و شین معجمہ ہے۔ یہ مصنف ابن نجیم مصری کے شاگرد تھے۔ ۶۵ سا کی عمر میں ۱۰۰۴ ہجری میں انتقال فرمایا۔ تصانیف ان کی تیس سے زیادہ ہیں۔

ابن الہمام

امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید سیواسی کمال للدین ابن ہمام کے نام سے مشہور ہیں۔ بقول سیوطی ۷۹۰ ہجری میں آپ(۱) پیدا ہوئے۔ انہوں نے سراج الدین(۲) قاری ہدایہ اور قاضی محب الدین بن شحنہ سے فقہ پڑھی اور حدیث ابو زرعہ عراقی سے۔ اور ابن الہمام کہتے تھے کہ میں معقولات میں کسی کی تقلید نہیں کرتا۔ کشف و کرامات میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ نے تجرد اختیار کیا تھا۔ شب و روز عبادات خدا میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اس زمانے کے صوفیہ کرام نے آپ کو بہت سمجھایا کہ آپ عزلت نشینی ترک کیجئے کہ آپ کے علم کی لوگوں کو بڑی حاجت ہے اور اس گوشہ نشینی کی عبادت سے زیادہ نفع خلق اللہ کی تعلیم و ہدایت میں متصور ہے۔ اکثر آپ پر حالت اور کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ جیسا کہ باکمال سچے صوفیوں پر کیفیت و حالت طاری ہوتی ہے۔ مگر آپ فی الفور سنبھل جایا کرتے تھے۔ اور لوگوں

(۱) حدائق الحنفیہ میں پیدائش آپ کی ۷۸۸ ہجری کی بتلائی ہے اور ایسا ہی فوائد بہیہ میں بھی ہے۔

(۲) نام ان کا عمر بن علی تھا۔ بماہ ربیع الاخر ۸۲۹ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ کذا فی التعلیقات السنیہ' عفی عنہ۔

marfat.com

کے ساتھ درس و تدریس کے شغل میں مصروف ہو جایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کا پتا بھی لوگوں کو نہ لگتا تھا۔ آپ جامع شریعت و طریقت تھے۔ علم اسرار اور علم احکام دونوں علموں میں کامل مکمل شیخ تھے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ کی کتاب الوکالہ تک آپ ہی کی تصنیفات سے ہے۔ یہ فتح القدیر بے نظیر ہے اور کتاب التحریر اصول میں بھی ایک کتاب عدیم المثال تالیف کی ہے جس کی شرح ابن الہمام(۱) کے شاگرد ابن امیر حاج(۲) نے لکھی ہے۔ زاد الفقیہ بھی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ قاہرہ میں ۸۶۱ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ سیواسی نسبت ہے۔ شہر سیواس کی طرف جو ملک روم میں واقع ہے۔

عینی حنفی

علامہ محقق فہامہ مدقق قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد حنفی مصر میں قاضی تھے۔ پیدائش ان کی بماہ رمضان ۷۶۲ ہجری میں عینتا میں ہوئی اور وہیں نشوونما پائی۔ جبرئیل بن صالح بغدادی سے نحو اصول معانی وغیرہ علوم پڑھے اور جمال الدین یوسف ملطی اور علاے سیرامی اور زین الدین عراقی وغیرہم سے علوم شرعیہ حاصل کیے۔ ہر فن میں مہارت تامہ اور بڑا دخل رکھتے تھے۔ علوم عربیہ اور صرف اور معانی اور بیان میں استاد کامل مانے گئے ہیں۔ ان کی حدیث دانی کی کیفیت

(۱) مورخ کفوی رومی نے امام ابوبکر احمد بن علی رازی تلمیذ حسن بن زیاد لولوی اور ابن کمال باشا رومی اور مفتی ابوالسعود عمادی مفسر رومی کو اور ابن نجیم مصری صاحب بحر رائق نے ابن الہمام کو اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے اور ابن الہمام کے حق میں صاحب بحر نے کہا ہے کہ وہ رتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ اسی طرح سے اصحاب ترجیح سے قدوری اور صاحب ہدایہ اور بزدوی اور قاضی خاں بھی ہیں۔ اگرچہ طبقات کے شمار میں تقدیم و تاخیر ہوئی ہے لیکن ان لوگوں کو ایک ہی طبقے میں شمار کرنا چاہیے۔ کہ ان کی قوت راسخہ کم و بیش ایک ہی قسم کی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ ان لوگوں میں زیادہ ممتاز قاضی خاں اور ابن الہمام تھے۔

(۲) ان کا نام شمس الدین محمد بن محمد متوفی ۸۷۹ ہجری ابن الہمام کے شاگرد رشید تھے۔

marfat.com

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ ذہانت کا اندازہ بنایہ شرح ہدایہ کے ملاحظہ سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ فقاہت کا حال شرح معانی الاثار کی شرح دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ تاریخی واقعات کے حالات میں ان کے طبقات طبقات الشعرا کا دیکھنا کافی ہے۔ شرح المجمع اور شرح درر البحار ان کی تصنیف سے ہے۔ عینی نسبت ہے عینتاب کی طرف۔ انہوں نے ۸۵۵ ہجری میں انتقال فرمایا۔ یہ نسبت خلاف قیاس ہے۔

حصیری

جمال الدین ابوالمحامد محمود بن احمد بن عبدالسید بن عثمان بخاری حصیری حسن بن منصور قاضی خان کے شاگرد تھے اور ان کے باپ تاجر تھے۔ یہ شام میں درس دیا کرتے تھے۔ اور وہیں کے مفتی بھی تھے۔ ان کی تصانیف سے شرح کبیر اور شرح جامع کبیر مختصر اور شرح جامع کبیر مطول اور بقول ملا کاتب چلپی شرح جامع صغیر بھی ان کی تصانیف سے ہے۔

حصیری بالفتح نسبت ہے بخارا کے ایک محلے کی طرف جہاں حصیر کا کاروبار ہوتا تھا۔ یعنی وہاں چٹائی تیار ہوتی تھی۔ انہوں نے ۶۳۶ ہجری میں انتقال کیا۔

ابوحنیفہ اتقانی

امیر کاتب بن امیر عمر غازی قوام الدین فقہ لغت عربیت میں استاد کامل تھے۔ بغداد اور دمشق اور مصر میں درس دیا ہے۔ آپ کی تصانیف سے غایہ البیان' شرح ہدایہ اور شرح منتخب حسامی وغیرہ ہیں۔ ۷۵۸ ہجری میں انتقال فرمایا۔ اتقانی نسبت ہے اتقان شہر کی طرف جو بلاد فاراب کے متعلقات سے ہے۔

marfat.com

قاسم بن قطلوبغا

ابوالعدل زین الدین قاسم بن طلوبغا حنفی اپنے وقت کے امام فقیہ محدث علامہ جامع علوم و فنون تھے۔ قاہرہ میں ۸۰۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بعد قرآن شریف اور چند کتابوں کے حفظ کرنے کے آپ خیاطت کا پیشہ کرتے تھے۔ پھر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔

علم حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج الدین قاری الہدایہ اور ابن الہمام سے حاصل کیا اور دیگر علوم و فنون تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد اور عز بن عبدالسلام بغدادی اور عبداللطیف کرمانی سے حاصل کیے۔ ابن الہمام سے زیادہ فیض پایا۔ سخاوی شافعی نے قاسم کی تلمذی کی ہے۔ تصانیف آپ کی فقہ و حدیث میں ستر سے زیادہ شمار کی گئی ہیں۔ ازاں جملہ شرح مصابیح السنہ اور حاشیہ فتح المغیث اور حاشیہ مشارق الانوار، منیتہ الالمعی فی مافات من تخریج احادیث الہدایہ للزیلعی، تعلیقات نخبہ الفکر، تخریج احادیث، تفسیر ابی اللیث، ترجیع الجوہر النقی، شرح مجمع البحرین، شرح مختصر المنار، شرح در البحار، معجم، حاشیہ تفسیر بیضاوی وغیرہ ہیں۔ مناظرہ اور اسکات خصم میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ وفات آپ کی بتاریخ چار ربیع الاخر ۸۷۹ ہجری میں ہوئی۔

ابن کمال باشا

امام عالم علامہ فہامہ احمد بن سلیمان بن کمال باشا رومی۔ تمام علوم میں پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ کوئی فن ایسا نہیں ہے جس میں ان کی تصنیف نہ ہو شہر قاہرہ میں جب سلطان سلیم خان کے ہمراہ تشریف لائے تھے تو وہاں کے اکابر علماء نے آپ کے فضل و کمال کا اعتراف کیا۔ عربی، فارسی، ترکی تینوں زبانوں میں یکساں مہارت رکھتے تھے اور تینوں زبانوں میں آپ کی تصنیفات ہیں۔

marfat.com

ممالک روم میں کثرت تصانیف اور وسعت اطلاع اور جلد تصنیف کرنے میں آپ امام جلال الدین سیوطی کی طرح مانے جاتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی بھی ان اوصاف کے ساتھ دیار مصریہ میں متصف اور مشہور تھے۔

ابن کمال باشا کو مورخ کفوی نے اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے' اس کے متعلق عینی کے ترجمے کے حاشیہ میں تصریح دیکھو۔

طبقات تمیمی میں ہے کہ میری رائے میں جلال الدین سیوطی سے زیادہ حسن فہمی اور دقیق النظری میں ابن کمال باشا تھے۔ الغرض یہ دونوں آفتاب و مہتاب بجائے خود آفتاب اسلام تھے۔ ابن کمال باشا ہمیشہ دارالسلطنت روم میں مفتی رہے۔ ان کے تصانیف تین سو سے زیادہ شمار کیے جاتے ہیں۔ ازاں جملہ تفسیر قرآن' حاشیہ کشاف' حاشیہ اوائل بیضاوی' شرح ہدایہ' اصلاح ایضاح فقہ میں تغیرالتنقیح اصول میں' شرح تغیرالتنقیح' تغییر السراجیہ' شرح تغییر السراجیہ' تغییر المفتاح' شرح تغییر المفتاح' حاشیہ تلویح' شرح مفتاح' تاریخ آل عثمان ترکی وغیرہ ہیں یہاں ان کے تفصیلی حالات و تراجم لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ۹۴۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

ابن نجیم مصری

علامہ محقق فہامہ مدقق شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم فقیہ حنفی بڑے دقیق النظر محقق یکتائے روزگار تھے۔ یہ حضرت صاحب تنویر الابصار کے استاذ تھے اور صاحب درمختار کا سلسلہ تلمذی بواسطہ شیخ عبدالنبی خلیلی ان تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے بہت سے شیوخ علما سے علوم پڑھے۔ ازاں جملہ شرف الدین بلقینی اور شہاب الدین شلبی اور امین الدین بن عبدالعال اور ابوالفیض سلمی وغیرہ ہیں اور اپنے استادوں کی حیات ہی میں افتا اور تدریس میں شہرت تامہ پیدا کرلی تھی۔ مرجع خلائق و منبع حقائق

marfat.com

سمجھے جاتے تھے۔ طریقت میں بیعت ان کی حضرت عارف باللہ شیخ سلیمان خضیری سے تھی۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں دس برس ان کی صحبت میں رہا۔ کوئی بات بری ان سے صادر نہ ہوئی اور میں ۹۵۳ ہجری میں ان کے ہمراہ حج کے سفر میں تھا۔ ان کے خلق عظیم کو (جو اپنے ہمراہیوں اور خادموں کے ساتھ کرتے تھے) دیکھ کر میں متعجب ہوتا تھا باوجود اس کے کہ سفر میں لوگوں کے اطوار و عادات کھل جایا کرتے ہیں لان السفر یسفر عن اخلاق الرجال بڑے بڑے علما ان کے شاگرد تھے۔ ازاں جملہ صاحب نہرفائق عمر بن نجیم فقیہ کہ ان کے بھائی ہیں ان کی تصانیف سے بحر رائق شرح کنز اور اشباہ و نظائر اور شرح منار اور مختصر تحریر ابن الہمام(۱) اور حاشیہ ہدایہ اخیرین اور حاشیہ جامع الفصولین اور الفوائد اور فتاویٰ زینیہ وغیرہا ہیں۔ ان کا انتقال ۹۶۹ ہجری میں ہوا۔

خیرالدین رملی

شیخ الحنفیہ خیر الدین بن احمد بن نورالدین علی بن زین الدین بن عبدالوہاب فاروقی رملی۔ سراج الدین خانوتی اور احمد بن محمد امین الدین عبدالعال کے شاگرد رشید اور صاحب در مختار کے استاد ہیں۔ آپ مفسر محدث فقیہ لغوی صوفی نحوی بیانی عروضی منطقی صاحب فتاویٰ مشہور ہیں۔ آپ کے تصانیف سے فتاویٰ خیریہ اور حاشیہ منح الغفار اور حاشیہ شرح کنز عینی اور حاشیہ اشباہ اور حاشیہ بحر رائق اور حاشیہ جامع الفصولین اور دیوان شعر وغیرہ رسائل ہیں۔ راقم الحروف کے پاس فتاویٰ خیریہ موجود ہے۔ فی الواقع یہ حاوی مسائل کثیرۂ مفیدہ بے نظیر فتاویٰ ہے۔ ولادت آپ کی ۹۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۰۸۱ ہجری میں ہے۔ عمر آپ کی اٹھاسی برس کے قریب ہوئی۔ رملی نسبت ہے رملہ شہر کی طرف جو ملک شام میں واقع ہے۔

(۱) نام ان کا کمال الدین محمد بن ہمام الدین عبدالواحد اسکندری تھا۔ مولف فتح القدیر متوفی ۸۶۱ ہجری۔

marfat.com

حصکفی

مفتی شام علاء الدین محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن صاحب در مختار شاگرد رشید شیخ خیرالدین رملی کے ہیں۔ علاء الدین ان کا لقب تھا۔ ان کے والد شیخ علی جامع بنوامیہ کے امام اور مفتی دمشق تھے۔ حصکفی کے نام سے ان کی شہرت ہے۔ ان کے استاد خیرالدین رملی نے ان کی سند میں بہت کچھ ان کے فضل و کمال کا اقرار کر کے ان کی مدح میں بہت سے اشعار بھی کہے ہیں۔ ان کی تصانیف سے شرح تنویر الابصار مسمی در مختار اور شرح ملتقی الابحر اور شرح منار اور شرح قطر الندی اور مختصر فتاویٰ صوفیہ اور حاشیہ صحیح بخاری تیس جز اور حاشیہ تفسیر بیضاوی تا سورۂ اسریٰ اور حاشیہ درر وغیرہا ہیں۔ یہ بڑے زبردست عالم فقیہ محدث نحوی فصیح اللسان مقرر محرر تھے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں ۱۰۸۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ حصکفی بہ فتح حائے مہملہ و سکون صاد مہملہ و فتح کاف و کسرفا و یائے نسبت مشدد در آخر نسبت ہے حصن کیفا کی طرف جو دیار بکر میں ہے۔ یہ حصن کیفا جزیرۂ ابن عمر اور میا فارقین کے درمیان لب دجلہ ہے۔ یہ نسبت خلاف قیاس ہے۔ اور موافق قیاس کے حصنی تھا۔

قاعدہ: جب ایسے دو اسموں کی طرف نسبت کریں جو ایک دوسرے کی طرف مضاف ہوں تو دو اسموں سے ایک اسم مرکب کر کے اس کی طرف نسبت کریں گے۔ جیسا یہاں کیا گیا۔ اس کی نظیر رسعنی اور عبدلی اور عبشمی اور عبدری اور عبقسی وغیرہ ہے۔ رسعنی نسبت راس عین کی طرف اور عبدلی عبداللہ کی طرف۔ عبشمی نسبت عبد شمس کی طرف اور عبدری نسبت عبدالدار کی طرف اور عبقسی نسبت عبدالقیس کی طرف ہے۔

حسن چلپی

علامہ حسن چلپی بن شمس الدین محمد شاہ فاضل کامل اخی چلپی کے پہلے گزرے

marfat.com

ہیں۔ علوم عقلیہ و نقلیہ ملا علی طوسی اور مولی خسرو سے پڑھے ہیں۔ ان کے تصانیف سے حواشی شرح مواقف و مطول و تلویح و تفسیر بیضاوی و شرح وقایہ وغیرہا پر ہیں۔ ان کی پیدائش ۸۴۰ ہجری میں اور وفات ۸۸۶ ہجری میں ہے۔

اخی چلپی

فقیہ یوسف بن جنید توقانی حاشیہ شرح وقایہ مسمی ذخیرۃ العقبی کے مصنف ہیں۔ سلطان بایزید خان بن سلطان محمد خان بن مراد خان کے عہد میں ۸۹۱ ہجری میں شروع کر کے ۹۰۱ ہجری میں ختم کر دیا۔ صاحب فتاویٰ بزازیہ کے شاگرد سید احمد سے انہوں نے فقہ حاصل کی تھی اور سلطان بایزید خان کے استاد مولانا صلاح الدین اور ملا خسرو وغیرہ سے علوم سیکھے۔ یہ حاشیہ چنداں معتبر نہیں ہے۔ ان کا انتقال ۹۰۵ ہجری میں ہوا۔

مولیٰ خسرو رومی

علامہ فقیہ محمد بن فراموز رومی معقول اور منقول میں بحر زخار فروع اور اصول میں یکتائے روزگار تھے۔ تفتازانی علامہ کے شاگرد برہان الدین حیدر سے علوم وفنون پڑھے۔ فقہ میں ایک متن بنام الغرر پھر اس کی شرح بنام الدرر اور حاشیہ تلویح و مطول اور مرقاۃ الاصول اور اس کی شرح مراۃ الاصول وغیرہ آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ قسطنطنیہ میں ۸۸۵ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

قاضی زادہ

مولانا شمس الدین احمد۔ یہ مولانا محمد (چوی زادہ) اور مولانا سعدی افندی محشی تفسیر بیضاوی کے شاگرد رشید تھے۔ تکملہ فتح القدیر کتاب الوکالہ سے آخر تک انہیں

marfat.com

کی تصنیف سے یادگار ہے کہ ابن الہمام نے کتاب الوکالہ ہی تک لکھا تھا۔ آپ کے تصانیف سے حاشیہ شرح مفتاح سید شریف اور حاشیہ شرح وقایہ اور حاشیہ تجرید ہے۔ آپ کا انتقال ۹۸۸ ہجری میں ہوا۔

برکلی

مولانا محی الدین محمد بن پیر علی برکلی قصبہ برکل کے باشندہ طریقہ محمدیہ کے مصنف شرح وقایہ کے محشی بڑے دقیق النظر حنفی المذہب عدیم المثیل فاضل مصنف کامل تھے۔ آپ کی تصنیفات اور بھی ہیں۔ آپ کا انتقال ۹۸۱ ہجری میں ہوا۔

حموی

علامہ فہامہ فقیہ سید احمد بن محمد' حسن بن عمار شرنبلالی کے شاگرد رشید محشی اشباہ ہیں۔

طحطاوی

علامہ فقیہ محدث محقق سید احمد طحطاوی ایک زمانہ تک مصر کے مفتی رہے۔ درمختار کا حاشیہ بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا۔ علامہ شامی نے ردالمختار کی تصنیف کے وقت اس کو پیش نظر رکھا اور بہت نقل اس سے کیا ہے۔ ۱۲۴۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

marfat.com

تبصرہ

اقسام مجتہدین کے بیان میں

واضح ہو کہ مجتہد کی تین قسمیں ہیں:

۱- مجتہد مطلق مستقل جس کو مجتہد فی الشرع بھی کہتے ہیں۔ جو کسی کا مقلد نہ ہو اور خود ادلہ اربعہ قرآن' حدیث' اجماع' قیاس سے مسائل نکالنے کی قوت اور حدیث کے ضعف اور قوت اور مراتب اور ناسخ و منسوخ کی معرفت اور عربیت میں پوری مہارت اور استعمال لغات و محاورۂ عرب عربا میں پوری واقفیت رکھتا ہو اور اصول اور فروع میں بھی کسی کی تقلید نہ کرتا ہو۔

۲- مجتہد مطلق منتسب جو کسی معین امام مجتہد کی طرف منسوب ہو مگر وہ بسبب شروط اجتہاد کے موجود ہونے کے اس امام کی تقلید نہ مذہب میں نہ دلائل میں کرتا ہو بلکہ قوت اجتہادیہ کے سبب سے وہ خود تقلید سے معذور ہے۔ ہاں طرز اجتہاد میں البتہ اس مجتہد کے (جس کی طرف وہ منسوب ہے) طریقے کی پیروی کرتا ہے۔

۳- مجتہد فی المذہب جو کسی امام مستقل کا مذہب میں تابع ہو اور اس کے اصول کو دلائل سے مستحکم کر رکھے اور اپنے امام کے اصول اور قواعد کے خلاف نہ کرے' اس کا یہ فرض ہے کہ اپنے امام کا مذہب اور اس کے اصول مقررہ اور اس کے احکام کے دلائل کو تفصیلا جانے اور نیز قیاسات کے طریقے سے بھی پورا واقف ہو اور تخریج

marfat.com

اور استنباط مسائل کر سکے اور اپنے قیاس صحیح سے ان مسائل میں، جن میں امام سے کوئی نص نہ ہو، یعنی غیر منصوص میں منصوص سے احکام اپنے امام کے اصول کے موافق نکال سکے۔ اور اپنے امام کے اصول مسلمہ و قواعد مقرہ کے خلاف نہ کرے۔ پس پہلے درجے کے مجتہد ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد بن حنبل تھے اور دوسرے درجے کے مجتہد ابویوسف و محمد و زفر وغیرہم اور نووی اور ابن صلاح اور ابن دقیق العید اور تقی الدین سبکی اور ان کے فرزند تاج الدین سبکی وغیرہم تھے اور تیسری صدی کے بعد دوسرے درجے کا مجتہد نہیں ہوا اور اس درجے والے کے واسطے ادنیٰ شرط اجتہاد یہ ہے کہ مبسوط کو حفظ کر لے اور تیسرے قسم کے مجتہد حنفیوں میں بہت گزرے ہیں۔ جیسے خصاف اور ابوبکر رازی جصاص اور ابو جعفر طحاوی اور ابوالحسن کرخی اور شمس الائمہ حلوانی اور شمس الائمہ سرخسی اور حاکم شہید وغیرہم ہیں۔

فائدہ: نافع کبیر میں ابن حجر کا قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابن صلاح نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلع تین سو برس سے موقوف ہوگیا ہے۔ اور ابن صلاح کو گزرے ہوئے تین سو برس گزرے تو چھ سو برس سے اجتہاد مطلق منقطع ہوگیا ہے بلکہ ابن صلاح نے بعض اصولیوں سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام شافعی کے زمانے کے بعد مجتہد مستقل نہ ہوا۔

میزان میں امام شعرانی نے ذکر کیا ہے کہ سیوطی کا قول ہے کہ اجتہاد مطلق دو قسم ہے۔ ایک مطلق غیر منتسب جیسے اجتہاد ائمہ اربعہ کا اور دوسرے مطلق منتسب جیسے اجتہاد ان کے اکابر تلامذہ کا اور اجتہاد مطلق غیر منتسب کا دعویٰ ائمہ اربعہ کے بعد کسی نے سوائے محمد بن جریر طبری کے نہیں کیا تو ان کو اس میں کامیابی نہ ہوئی اور علماء نے اس کو تسلیم بھی نہیں کیا اور جو اجتہاد مطلق کا مدعی ہو اس کا مطلب مطلق منتسب تھا جو اپنے امام کے اصول و قواعد کے خلاف نہیں کرتا اور اجتہاد مطلق مستقل کی نفی کرتا کہ منقطع ہوگیا بایں معنی کہ پھر ایسی قوت کا آدمی پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ بے

marfat.com

دلیل بات ہے اس سے خدا کی قدرت کا انکار لازم آتا ہے۔ بالکل قطعاً اس کا انکار کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا امکان تو ضرور قدرت میں ہے لیکن اب تک ویسا نہ ہونا یہ دوسری بات ہے۔

فائدہ: امام ابن حنبل کو مجتہد مستقل کہنے میں شک کیا جاتا ہے۔ امام ابو جعفر طبری نے ان کو فقہا میں شمار ہی نہیں کیا ہے۔ اور کہا کہ وہ حفاظ حدیث سے تھے تو مجتہد مطلق مستقل یعنی مجتہد فی الشرع کیسے ہوسکتے ہیں۔ مگر جمہور علمائے اہل سنت نے ان کو بھی مجتہد مطلق مانا ہے۔ کما لا یخفی علی اولی النہی۔

تبصرہ طبقات فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے بیان میں

نافع کبیر میں لکھا ہے کفوی نے اعلام الاخیار میں فقہائے حنفیہ کو پانچ طبقوں پر منقسم کیا ہے۔

پہلا طبقہ: ابو حنیفہ کے شاگردوں کا ہے جن کو متقدمین کہتے ہیں۔ جیسے ابو یوسف اور محمد اور زفر وغیرہم ہیں کہ یہ لوگ مجتہد فی المذہب تھے کہ ادلہ اربعہ سے موافق امام ابو حنیفہ کے قواعد و اصول کے احکام نکالتے تھے۔ اگرچہ بعض فروعی مسائل میں ان سے اختلاف کیا ہے لیکن اصول میں ان کے مقلد ہی رہے۔ اس طبقہ کے لوگ اجتہاد کے دوسرے درجہ میں ہیں۔

دوسرا طبقہ: اکابر متاخرین کا ہے جو ان مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں، جن میں صاحب مذہب سے کوئی روایت نہیں ہے۔ مگر فروع و اصول میں اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔ جیسے ابوبکر خصاف اور طحاوی اور ابوالحسن کرخی اور شمس الائمہ حلوانی اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر السلام بزدوی اور قاضی خان اور صاحب ذخیرہ، صاحب محیط برہانی، برہان الدین محمود اور صاحب نصاب اور خلاصۃ الفتاویٰ شیخ طاہر احمد ہیں۔

marfat.com

تیسرا طبقہ: اصحاب تخریج کا ہے جن میں اجتہاد کی مطلق قدرت نہیں ہے لیکن وہ لوگ اصول مذہب پر ایسے حاوی ہیں کہ ان میں ایسی قدرت ہوگئی ہے کہ وہ قول مجمل کی جس میں دو وجہ ہوں' تفصیل کر سکتے ہیں اور حکم مبہم کی جس میں دو امر کا احتمال ہو' جو ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ سے منقول ہو' تفریق کر سکتے ہیں۔

چوتھا طبقہ: اصحاب ترجیح کا ہے جو محض مقلد ہوتے ہیں اور بعض روایت کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہیں اور ایک کی دوسرے پر افضلیت بتلا سکتے ہیں اور ھذا اولی اور ھذا اصح روایہ اور ھذا اوضح درایہ اور ھذا اوفق بالقیاس اور ھذا ارفق بالناس کہنے کا مادہ رکھتے ہیں۔ جیسے ابوالحسین احمد قدوری اور شیخ الاسلام برہان الدین صاحب ہدایہ وغیرہم ہیں۔

پانچواں طبقہ: ان مقلدوں کا ہے جن کو ایسی قدرت ہے کہ اقویٰ اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایت اور روایات نادرہ میں تمیز اور فرق کر سکتے ہیں اور ان کی یہ کیفیت ہے کہ وہ لوگ اپنی کتابوں میں اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ نہیں نقل کرتے اور یہ فقہا کا ادنیٰ طبقہ ہے جیسے شمس الائمہ محمد کردری اور جمال الدین حصیری اور حافظ الدین نسفی اور اسی طرح متون معتبرہ والے متاخرین علما جیسے مصنف مختار اور مصنف وقایہ اور مصنف مجمع وغیرہم ہیں۔ اور جو اس درجہ کے نہیں ہیں وہ ناقص اور عامی ہیں۔ ان کو اپنے زمانہ کے علماء کی تقلید کرنا چاہیے۔ ایسوں کو حلال نہیں ہے کہ فتویٰ دیویں مگر بطریق حکایت کے ان کے اقوال نقل کر دیں۔

اور ابن کمال باشا رومی نے فقہاء کے سات طبقے بیان کیے ہیں:

پہلا طبقہ: مجتہدین فی الشرح کا جیسے ائمہ اربعہ ہیں کہ یہ کسی کے مقلد نہیں ہیں۔ خود اصول مقرر کیے اور احکام اور فروع ادلہ اربعہ سے نکالتے ہیں۔

marfat.com

دوسرا طبقہ : مجتہدین فی المذہب کا جیسے ابو یوسف اور امام محمد اور سوا ان کے اور امام صاحب کے شاگرد ہیں کہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ کے اصول و قواعد کے موافق ادلہ اربعہ سے مسائل و احکام نکالنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ان لوگوں نے اگرچہ بعض فروعی احکام میں امام کی مخالفت کی ہے لیکن اصول میں ان کے مقلد ہیں۔

تیسرا طبقہ : مجتہدین فی المسائل کا ہے یعنی اس طبقہ کے لوگ ان مسائل میں، جن میں امام سے کوئی روایت نہیں ملتی، موافق اصول مقررہ و قواعد مبسوطہ کے اجتہاد کر کے اس کے احکام نکالتے ہیں اور مسائل منصوصہ سے ان کا حکم نکال لیتے ہیں۔ یہ لوگ فروع و اصول میں اپنے امام کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ جیسے خصاف اور طحاوی اور ابو الحسن کرخی اور حلوانی اور سرخسی اور بزدوی اور قاضی خان وغیرہم ہیں۔

چوتھا طبقہ : مقلدین اصحاب تخریج کا ہے جیسے رازی وغیرہ ہیں کہ ان کو اجتہاد کی قدرت نہیں ہوتی لیکن اصول مقررہ پر حاوی ہونے اور ماخذ کے ضبط کر لینے کے سبب سے ایسے قول مجمل کی کہ جس میں دو وجہ ہوں اور ایسے حکم کی جو متحمل دو امروں کے ہوں (جو صاحب مذہب یا ان کے اصحاب سے منقول ہوں) اپنی رائے سے اصول پر نظر کر کے اور اس کی فروعی نظیروں میں قیاس کر کے تفصیل کر سکتے ہوں۔

پانچواں طبقہ : مقلدین اصحاب ترجیح کا ہے جو بعض روایتوں کو بعض پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ جیسے ابو الحسین قدوری اور صاحب ہدایہ وغیرہ ہیں۔

چھٹا طبقہ : ان مقلدوں کا ہے جن کو اقویٰ اور قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر روایت نادرہ میں فرق اور تمیز کرنے کی قدرت ہے۔ جیسے متاخرین سے متون اربعہ معتبرہ والے صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع ہیں۔

marfat.com

ساتواں طبقہ : ان مقلدوں کا ہے جن کو ایسی بھی قدرت نہیں بلکہ جو پاتے ہیں اس کو جمع کر ڈالتے ہیں۔ ابن کمال باشا کے اس قول میں کئی شبہات ہیں۔ اول یہ کہ انہوں نے خصاف اور طحاوی اور کرخی کے حق میں یہ جو کہا ہے کہ یہ لوگ ابو حنیفہ کا خلاف اصول و فروع میں نہیں کر سکتے یہ ٹھیک نہیں ہے' اس لیے کہ ان لوگوں نے بہت سے مسائل میں امام کا خلاف کیا ہے اور اصول اور فروع میں ان لوگوں کے اختیارات بھی بہت سے مخالف امام کے ہیں اور قیاس اور علمی قوت سے بہت سے اقوال ان کے مستنبطہ ہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ اور خلافیات کی تتبع سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ابوبکر رازی جصاص کا درجہ گھٹا دیا اور ان کو ان کے درجہ سے گرا دیا اور ان کو یہ کہہ دیا کہ ان میں مطلق اجتہاد کرنے کی قدرت ہی نہ تھی۔ تتبع کتب پر پوشیدہ نہ رہے گا کہ جن کو انہوں نے مجتہدوں میں شمار کیا ہے جیسے شمس الائمہ وغیرہ۔ وہ سب کے سب ابوبکر جصاص کے عیال ہیں۔ سب ان سے مستفید ہیں۔ ان کی نشوونما دارالعلم بغداد میں ہوئی اور دوسرے دور دور ملکوں میں تحصیل علم و کمال کے لیے سفر بھی بہت کیے اور فقہ و حدیث بڑے بڑے مشائخ علماء سے حاصل کی۔ ان کی شان میں شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ یہ بہت بڑے عالم تھے۔ ہم لوگ ان کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے قول کو لیتے ہیں۔ یہ شمس الائمہ حلوانی جن کو تیسرے طبقہ میں مجتہد بتلایا ہے اور ان کے بعد والے سب کا سلسلہ روایت و تلمذ ابوبکر رازی جصاص تک پہنچتا ہے۔ دیکھئے ابوبکر رازی کے شاگرد ابو جعفر استروشنی ہیں اور ان کے شاگرد قاضی حسین نسفی ہیں۔ اور ان کے شمس الائمہ حلوانی ہیں اور ان کے سرخسی اور قاضی خان سرخسی کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ پس اس قول کے مان لینے میں تامل کیا جائے۔ تیسرے یہ کہ انہوں نے قدوری اور صاحب ہدایہ کو اصحاب ترجیح سے بتلایا ہے اور قاضی خان کو مجتہدوں میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ قدوری شمس الائمہ سے پہلے اور ان سے علم میں کہیں زیادہ ہیں۔ قاضی خان کو ان سے کیا نسبت

marfat.com

ہے۔ ہاں قاضی خان البتہ اصحاب ترجیح سے ہیں۔ ان کا ذکر پانچویں طبقہ میں اور قدوری اور صاحب ہدایہ کا ذکر تیسرے طبقہ میں کرنا مناسب تھا کہ صاحب ہدایہ کے فضل اور تقدم کو قاضی خان اور زین الدین عتابی مانے بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی شان میں ان لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فقہ میں اپنے ہم عصروں پر فوقیت رکھتے ہیں بلکہ اپنے استادوں سے بھی اس فن خاص میں سبقت لے گئے۔ پس اس حال میں ان کا درجہ قاضی خان سے کیسے کم ہو سکتا ہے۔ بلکہ قاضی خان سے زیادہ وہی مستحق تھے کہ تیسرے طبقہ میں انہیں کا نام لیا جاتا ہے۔ علامہ شامی نے بھی اس بحث کو ردالمحتار میں اچھی طرح بیان کیا ہے۔

طبقات مسائل

مسائل کے بھی باعتبار ضعف و قوت کے تین طبقے ہیں:

پہلا طبقہ : مسائل اصول یعنی کتب ظاہر روایت کا۔ اصول اور کتب ظاہر روایت امام محمد صاحب کی چھ کتابوں کو کہتے ہیں۔ (۱) مبسوط (۲) جامع صغیر (۳) جامع کبیر (۴) سیر کبیر (۵) سیر صغیر (۶) زیادات۔

اور حاکم شہید کی منتقے میں مسائل ظاہر روایت کے ہیں۔ بعد کتب ستہ امام محمد حاکم کی منتقے کو اصل مانتے ہیں مگر اس زمانہ میں یہ کتاب نایاب ہوگئی ہے۔ اسی طرح حاکم کی کافی بھی مثل کتب اصول کے سمجھی گئی ہے اور اس کی شرح کرخی اور اسبیجابی نے کی ہے اور اسی طبقہ میں تصنیفات ابو جعفر طحاوی اور ابوالحسن کرخی اور حاکم شہید اور قدوری کو بھی شمار کرتے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کی تصانیف میں اقوال صاحب مذہب کے اور ان کے فتاویٰ جو بہ سند متصل ان سے مروی ہیں' موجود ہیں۔ اس لیے ان کو بھی بسبب صحت روایت کے مسائل اصول اور ظاہر روایت کے ساتھ ملحق کر دیا

marfat.com

ہے۔ اسی بنا پر مشہور ہے کہ ان المتون کالنصوص یعنی ان لوگوں کے متون اصول کی طرح ہیں اور متون شروح پر اور شروح فتاویٰ پر مقدم ہیں۔ متون سے انہیں حضرات ثقات کے مختصرات مصنفات مراد ہیں اور وہ مختصرات متون جو ان لوگوں کے بعد متاخرین نے جمع کیے ہیں' جیسے وقایہ کنز نقایہ وغیرہا تو وہ اس درجہ میں نہیں ہیں۔ اس لیے ان میں کچھ تغیر و تصرف اور خلط ملط بھی ہو گیا ہے۔

دوسرا طبقہ: مسائل نوادر کا ہے جو ظاہر روایت کے سوا ہیں یعنی جن کی روایت کتب ستہ میں تو نہیں ہیں مگر کتب امام محمد میں ہیں جیسے کیسانیات اور رقیات اور جرجانیات اور ہارونیات کے مسائل و روایات یا امام محمدؒ کی کتاب کے سوا میں ہوں جیسے مجرد حسن بن زیادہ میں یا املی میں ہوں۔ یا روایات متفرقہ میں ہوں جیسے روایات ابن سماعہ وغیرہ ہیں جو امام محمد کے شاگردوں میں تھے۔ ان کے مسائل اصول کے مسائل کے خلاف ہیں تو ان کو غیر ظاہر الروایہ کہتے ہیں اور انہیں نوادر بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ نوادر ابن سماعہ' نوادر ابن ہشام' نوادر ابن رستم وغیرہ مشہور ہوئے۔

تیسرا طبقہ: فتاویٰ کا ہے اور اس کو واقعات بھی کہتے ہیں اور اس میں وہ مسائل ہیں جن کا استنباط ان واقعات میں' جن میں ائمہ ثلاثہ سے کوئی روایت نہ ہو۔ امام محمد کے اصحاب اور شاگردوں کے شاگردوں نے کیا ہے اور اس میں ہر قسم کے مسائل ہوتے ہیں۔ اس کا درجہ دوسرے طبقہ کے درجہ سے کم ہے۔ کیونکہ اس میں متاخرین کے استنباطی مسائل ان واقعات کے جواب میں ہیں کہ جن میں ائمہ ثلاثہ سے کوئی روایت نہیں پائی گئی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی اس بحث کو مفصل بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسائل حنفیہ کے تین طبقے ہیں۔

اول طبقہ: کے مسائل کو جو اصحاب مذہب ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور امام

marfat.com

محمد سے مروی ہوں مسائل اصول اور ظاہر روایت کہتے ہیں اور امام زفر اور حسن بن زیاد وغیرہما امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کی بھی روایات کو مسائل اصول کے ساتھ ملحق کرتے ہیں۔ لیکن مشہور یہی ہے کہ امام اور صاحبین رحمہم اللہ کے قول کو ظاہر روایت کہتے ہیں۔ اور ظاہر روایت کی کتابیں کتب ستہ امام محمد ہیں۔

دوسرے طبقہ : کے مسائل کو مسائل نوادر کہتے ہیں جو ان ائمہ ثلاثہ سے مروی تو ہیں مگر کتب ستہ امام محمد میں نہیں ہیں بلکہ امام محمد کی اور دوسری کتابوں میں پائے جاتے ہیں جیسے کیسانیت وغیرہ ہیں۔ یا امالی امام ابو یوسف یا مجرد ابن زیاد میں ہوں۔ یا روایات مفردہ میں ہوں جیسے روایت محمد بن سماعہ اور معلی بن منصور وغیرہما کے چند مسائل معینہ میں ہیں۔

تیسرے طبقہ : کے مسائل کو واقعات کہتے ہیں جن کو متاخرین مجتہدین نے (یعنی صاحبین کے شاگرد اور ان کے شاگردوں کے تلامذہ) استفسار کے وقت صاحب مذہب سے اس واقعہ خاص میں کوئی روایت نہ پانے کے سبب سے خود اپنے اجتہاد سے مسائل استنباط کیے اور واقعہ خاص کے جوابات بتلائے۔

اس طبقہ کے لوگ امام ابو یوسف اور امام محمد کے اصحاب اور ان کے اصحاب کے تلامذہ ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ بہت چلا ہے اور اس طبقہ میں بہت سے علما گزرے ہیں۔

صاحبین کے اصحاب میں عصام بن یوسف اور ابن رستم اور محمد بن سماعہ اور ابو سلیمان جوزجانی اور ابو حفص بخاری وغیرہم شمار کیے جاتے ہیں۔

اور صاحبین کے اصحاب کے تلامذہ اور شاگردوں میں محمد بن سلمہ اور محمد بن مقاتل اور نصیر بن یحییٰ اور ابو نصر قاسم بن سلام وغیرہم شمار کیے گئے ہیں اور ان لوگوں نے اصحاب مذہب کی بدلائل کچھ مخالفت بھی کی ہے۔

marfat.com

فائدہ : واقعات اور فتاویٰ میں سب کے پہلے امام الہدیٰ فقیہ ابواللیث سمرقندی حنفی نے کتاب النوازل تصنیف فرمائی اور اس میں متاخرین مجتہدین یعنی اپنے مشائخ اور استادوں کے فتاویٰ اور اختیارات بھی جمع کیے جیسے محمد بن مقاتل رازی اور محمد بن سلمہ اور نصیر بن یحییٰ وغیرہم۔ پھر ان کے بعد کے علماء نے ان کے ایجاد کا تتبع کر کے واقعات کی کتابیں لکھنی شروع کر دیں۔ ناطفی نے کتاب مجموع النوازل اور واقعات اور صدر شہید نے کتاب الواقعات لکھیں۔ پھر متاخرین نے بھی اسی طرز پر تصنیف کرنا شروع کیا اور مسائل مختلطہ متفرقہ کو بترتیب حسن جمع کر ڈالا جیسے فتاویٰ قاضی خان اور خلاصہ ہے۔ اور بعضوں نے مسائل کو جدا جدا کر کے بالترتیب جمع کیا جیسا کہ محیط رضوی مصنفہ رضی الدین سرخسی میں ہے کہ پہلے مسائل اصول کے پھر مسائل نوادر کے پھر مسائل واقعات کے لکھے اور یہ بہت عمدہ طریقہ ہے۔ یہ ان کے کمال تبحر پر دلالت کرتا ہے۔

فائدہ : اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ محققین فقہاء کے نزدیک مسائل کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ ظاہر مذہب کے مسائل۔ ان کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر حال میں قبول کیے جائیں۔

۲۔ روایات شاذہ امام اعظم اور صاحبین۔ ان کا حکم یہ ہے کہ وہ جب تک اصول مقررہ کے موافق نہ ہوں گے، تسلیم نہ کیے جائیں گے۔

۳۔ متاخرین کے مستنبطات (یعنی ان کے نکالے ہوئے مسائل) جن پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہو ان کا حکم یہ ہے کہ ہر حال میں ان سے فتویٰ دیا جائے۔

۴۔ وہ مسائل مستنبطہ ہیں کہ جن پر جمہور فقہاء کا اتفاق نہ ہو۔ ان کا یہ حکم ہے کہ مفتی ان کو اصول مقررہ اور کلام سلف صالح سے ملائے۔ اگر موافق ان کے پائے تو تسلیم کرے ورنہ ان کو چھوڑ دے۔

marfat.com

اصحاب ترجیح

اصحاب ترجیح میں قاضی خان اوزجندی اور اسبیجابی اور علی رازی اور قدوری اور صاحب ہدایہ اور ابن الہمام اور ابن کمال باشا اور مفتی ابو السعود عمادی مفسر وغیرہم ہیں۔ ان لوگوں میں سے قاضی خان اور ابن الہمام کا بڑا درجہ ہے کہ اصحاب ترجیح میں بھی ان کا شمار کیا جاتا ہے اور مجتہدین فی المسائل میں بھی ان کا نام لیا جاتا ہے۔ ابن ہمام کے شاگرد قاسم بن قطلوبغا حنفی نے کہا ہے کہ قاضی خان کی تصحیح دوسروں کی تصحیح پر مقدم ہے کیونکہ وہ فقیہ النفس ہیں۔ شامی کے حاشیہ میں ہے کہ کئی بار میں نے کہا ہے کہ ابن ہمام ارباب ترجیح سے ہیں جیسا کہ قضاء بحر میں ہے بلکہ ان کے بعض ہم عصر نے کہا ہے کہ وہ اہل اجتہاد سے ہیں یعنی ابن ہمام مجتہد فی المسائل ہیں۔

اصحاب تخریج

اصحاب تخریج میں کرخی اور ابو بکر جصاص رازی تلمیذ کرخی اور ابو عبداللہ فقیہ جرجانی تلمیذ ابوبکر رازی اور ابو الحسین احمد قدوری تلمیذ ابو عبداللہ جرجانی وغیرہم ہیں اور قدوری کا اصحاب ترجیح میں بھی شمار کیا جاتا ہے اور اصحاب تخریج میں بھی ان کا نام لیا جاتا ہے۔

تبصرہ متون کے بیان میں

مراد متون سے متون ثلاثہ وقایہ اور مختصر قدوری اور کنز الدقائق ہیں۔ متاخرین نے اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اور بعض متاخرین کے نزدیک متون اربعہ وقایہ اور کنز اور مختار اور مجمع البحرین معتمد ہیں۔ فقہائے متاخرین نے کہا ہے کہ تعارض کے وقت انہیں پر اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ ان کے مصنفین بڑے جلیل القدر فقہاء تھے جنہوں نے اس کا التزام کر لیا ہے کہ اس میں ظاہر روایت ہی کے اقوال اور مسائل معتمدہ

marfat.com

مشائخ ہوں گے۔ اس کے سوا کچھ نہ درج کیا جائے گا۔ تصحیح التزامی کے یہی معنے ہیں اور تصحیح صریح کا بیان آگے آئے گا۔

تبصرہ متون کے مصنفوں کے بیان میں

وقایہ کے مصنف امام تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد ابن عبیداللہ جمال الدین عبادی محبوبی بخاری ہیں جنہوں نے اپنے والد بڑے صدر الشریعہ احمد سے علم حاصل کیا ہے۔ یہ وقایہ کتاب ہدایہ سے منتخب کر کے اپنے چھوٹے پوتے صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود کے لیے تصنیف کی۔ صاحب شرح وقایہ عبیداللہ بن مسعود بن محمود تاج الشریعہ نے اپنے دادا سے فقہ پڑھی۔ یہی تاج الشریعہ ہدایہ کے شارح ہیں جنہوں نے علامہ حافظ الدین نسفی کو ہدایہ کی شرح لکھنے سے روک دیا۔

مختصر قدوری کے مصنف ابوالحسین احمد قدوری ہیں۔ آپ بغداد کے باشندے اور بڑے جلیل القدر فقیہ اور حدیث میں صدوق تھے۔ خطیب بغدادی وغیرہ نے آپ سے حدیث پڑھی ہے۔ بغداد میں بماہ رجب ۴۲۸ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا۔

کنز الدقائق کے مصنف امام ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن مسعود نسفی متوفی ۷۱۰ ہجری ہیں۔ یہ اپنے زمانے میں اصول و فروع میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے شمس الائمہ کردری سے (جو صاحب ہدایہ کے شاگرد تھے) فقہ پڑھی ہے۔

مختار کے مصنف ابوالفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی ہیں۔ یہ مشہور فتاویٰ کے حافظ اور اصول و فروع کے مدرس و عارف اور شیخ فقیہ اور اکابر علماء سے تھے۔ موصل میں ۵۹۹ ہجری میں یہ پیدا ہوئے اور مختصرات اپنے والد ابوالثناء

marfat.com

محمود سے پڑھے۔ پھر دمشق پہنچ کر جمال الدین حصیری سے اور علوم و فنون حاصل کیے۔ پھر وطن واپس آکر قاضی کوفہ ہوگئے اور بعد معزول ہو جانے کے بغداد گئے اور وہاں امام ابوحنیفہ کے مزار میں مقیم ہو کر درس و تدریس میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ ۶۸۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔ ابتدائے جوانی میں یہی متن فقہ مختار نامی تیار کیا پھر انہوں نے خود ہی اس متن کی شرح بنام اختیار لکھی۔

مجمع البحرین کے مصنف صاحب کنز کے شاگرد مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب ساعاتی بعلبکی متوفی ۶۹۴ ہجری ہیں۔ ان کی نشوونما بغداد میں ہوئی۔ ظہیر الدین صاحب فتاویٰ ظہیریہ کے شاگرد تاج الدین علی سے علم کی تکمیل کی۔ ان کے استادوں نے ان کی تعریف میں بہت کچھ مبالغہ کیا ہے۔ یہ علم شریعت میں بڑا ملکہ اور ایسا کمال رکھتے تھے کہ علوم شرعیہ میں یہ اپنے وقت کے امام کہلائے۔

فائدہ: متاخرین علماء کے نزدیک متون سے انہیں علماء کے متون مراد ہوں گے اور ان علماء کے پہلے والے علماء کے نزدیک متون سے مختصرات طحاوی اور کرخی اور جصاص اور خصاف اور حاکم وغیرہ مراد ہیں۔

تبصرہ متقدمین اور متاخرین کے فرق کا بیان

فقیہ کو لازم ہے کہ فقہائے متقدمین اور متاخرین کا فرق یاد رکھے۔ متقدمین ان لوگوں کو کہتے ہیں کہ جنہوں نے امام اعظم اور صاحبین کا دور پایا اور ان سے فیض حاصل کیا ہو اور جنہوں نے ائمہ ثلاثہ سے فیض نہیں پایا ان کو متاخرین کہتے ہیں۔ اکثر جابجا فقہاء کے استعمال سے یہی معنی سمجھے جاتے ہیں اور یہی ظاہر ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ امام ہمام ابوحنیفہ سے امام ربانی شیبانی تک متقدمین ہیں اور شمس الائمہ حلوانی سے حافظ الدین بخاری تک متاخرین ہیں۔

marfat.com

اور ذہبی کی میزان میں یوں ہے کہ متقدمین اور متاخرین کا حد فاصل تیسری صدی کا شروع ہے۔ یعنی تیسری صدی کے پہلے کے لوگ متقدمین اور دوسری صدی کے بعد کے لوگ متاخرین کہلاتے ہیں۔

فائدہ: فقہاء کی اصطلاح میں ابو حنیفہ سے امام محمد تک سلف ہیں اور امام محمد سے شمس الائمہ حلوانی تک خلف ہیں۔

تبصرہ مشائخ واصحاب کے فرق میں

فقہاء اکثر بوقت تصحیح فرمایا کرتے ہیں ھذا قول المشائخ اور کبھی وعلیہ عامہ المشائخ اور کبھی یوں کہتے ہیں عند اصحابنا پس اس مقام پر اصطلاح فقہاء مختلف ہے۔ بعضوں کے نزدیک مشائخ سے وہ فقہاء مراد ہیں جنہوں نے امام اعظم کو نہ پایا ہو اور اسی کو نہر فائق میں عمر بن نجیم مصری نے اختیار کیا ہے اور یہ قول علامہ قاسم بن قطلوبغا محدث حنفی سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہی اصطلاح ہے کہ جو امام اعظم سے فیض یاب نہ ہوئے ہوں اور امام کو نہ پایا ہو وہی مشائخ ہیں اور بعضوں کے نزدیک مشائخ سے امام اعظم اور صاحبین مراد ہیں۔ چنانچہ علامہ شامی کا قول ہے کہ "مشائخ سے شارح حصکفی نے یہاں امام اور صاحبین مراد لیا ہے۔" اور اصحاب سے صاحبین مراد ہوں گے لیکن مشہور یہ ہے کہ اصحاب کا اطلاق ائمہ ثلاثہ (امام اعظم اور صاحبین) پر ہوا کرتا ہے اور عامتہ المشائخ سے اکثر مشائخ مراد ہوتے ہیں۔ فتح القدیر کے باب ادراک الجماعہ میں یہی منقول ہے۔

تبصرہ اصطلاح فقہاء کے بیان میں

فقہاء کی اصطلاح میں لفظ شیخین صاحبین طرفین بہت مستعمل ہے۔ جاننا چاہیے

marfat.com

کہ اہل سیر کی اصطلاح میں صاحبین اور شیخین سے ابوبکر اور عمر مراد ہوتے ہیں اور محدثون کی اصطلاح میں امام بخاری اور امام مسلم مراد ہوتے ہیں لیکن فقہاء کی اصطلاح میں شیخین امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کو کہتے ہیں کہ یہ دونوں امام محمد کے شیخ اور استاد ہیں اور صاحبین ابو یوسف و امام محمد کو کہتے ہیں کہ یہ دونوں امام کے رفیق تھے اور طرفین امام ابو حنیفہ اور امام محمد کو کہتے ہیں۔

فائدہ : فقہاء کی اصطلاح میں امام اعظم ابو حنیفہ کو کہتے ہیں اور امام ثانی ابو یوسف کو اور امام ربانی امام محمد کو کہتے ہیں۔ اور ائمہ ثلاثہ امام اعظم اور امام ثانی اور امام ربانی کو کہتے ہیں اور ائمہ اربعہ امام اعظم اور مالک اور شافعی اور ابن حنبل اصحاب مذہب کو کہتے ہیں۔

تبصرہ

کتب فقیہ حنفیہ میں جہاں کہیں مطلق حسن بولیں وہاں اس سے حسن بن زیاد شاگرد امام اعظم مراد ہوں گے اور کتب تفسیر میں جب مطلق حسن بولیں تو وہاں حسن بصری مراد ہوں گے۔

تبصرہ

جہاں کتب فقہ میں مطلق فضلی یا امام فضلی بولا جائے وہاں مراد اس سے ابوبکر محمد بن فضل بخاری متوفی ۳۸۱ ہجری ہوں گے۔

تبصرہ

جہاں شمس الائمہ بلا قید وصفی کے مطلق بولا جائے وہاں شمس الائمہ سرخسی مراد ہوں گے اور ان کے سوا کو جب کسی مقام میں شمس الائمہ کہیں گے تو ضرور مقید ذکر کیے جائیں گے اور کہیں گے شمس الائمہ حلوانی اور شمس الائمہ زرنجری اور شمس

marfat.com

الائمہ کردری اور شمس الائمہ اوزجندی۔ وہکذا۔

تبصرہ

فقہاء جب کراہت مطلق بلا قید بولیں تو اس کراہت سے کراہت تحریمہ مراد ہوتی ہے مگر اس صورت میں کہ جب کراہت تنزیہی پر کوئی نص یا دلیل موجود ہو۔

تبصرہ

لفظ عندہ اور لفظ عنہ کا فرق یہ ہے کہ اول اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ قول امام اعظم کا مذہب ہے اور ثانی اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ قول امام اعظم کا مذہب نہیں ہے بلکہ ان سے یہ روایت ہے۔

فائدہ: جب کوئی حنفی کسی مسئلہ میں ھذا عندنا کہے تو مراد اس کی یہی ہوگی کہ یہ قول امام اور صاحبین کا ہے اور جب کسی مسئلہ میں عند الائمہ الثلاثہ کہے تو اس سے مراد مالک شافعی ابن حنبل ہوں گے۔ جیسا کہ مدت حمل کے مسئلہ میں کہا ہے اکثر مدہ الحمل عندنا سنتان و عند الائمہ الثلاثہ اربع سنین یعنی حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک دو برس ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چار برس ہے۔ یہاں ائمہ ثلاثہ سے امام مالک اور امام شافعی اور امام ابن حنبل مراد ہیں۔

تبصرہ

جب بلا ذکر مرجع فقہاء لفظ عندہ کسی حکم کے بعد بولیں یا جملہ ھذا مذھبہ بلا ذکر مرجع بولیں تو مراد اس مرجع سے امام اعظم ہوں گے۔ اسی طرح لفظ

marfat.com

عندھما کی ضمیر کا مرجع صاحبین کو قرار دیں گے۔ اور کبھی لفظ عندھما سے ابو یوسف اور امام اعظم اور کبھی امام محمد اور امام اعظم اس سے مراد ہوں گے۔ اور جب تیسرے کا ذکر اس حکم کے مخالف میں صریحی ہو جیسے کہیں عند محمد کذا و عندھما کذا تو یہاں لفظ عندھما سے شیخین مراد ہوں گے اور اگر کہیں یوں بولیں عند ابی یوسف کذا و عندھما کذا تو اس وقت اس عندھما سے طرفین مراد ہوں گے۔

تبصرہ قاعدۂ دفع تعارض کے بیان میں

جب متون اور شروح اور فتاویٰ میں تعارض ہو تو اعتبار متون کا کیا جائے گا کہ ان میں رطب دیابس نہیں ہوتا بلکہ اصول اور ظاہر روایت کے موافق مسائل لکھنے کا ان کے مصنفین نے اپنے پر التزام کر لیا ہے اور اعلیٰ طبقے کو ادنیٰ پر ترجیح ہوگی اور یہ ظاہر ہے کہ متون کا درجہ شروح کے مرتبہ سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ پھر شروح معتبرہ کو فتاویٰ پر ترجیح ہوگی مگر جب تصحیح صریح متون میں نہ ہو اور شروح اور فتاویٰ میں ہو تو اس وقت البتہ ادنیٰ اعلیٰ پر مقدم اور مرجح کیا جائے گا اور مفضول افضل ہو جائے گا۔ علماء نے اس کی تصریح کر دی ہے کہ مضمون متون مضمون شروح پر مقدم کیا جائے گا۔ اسی طرح مطالب شروح معانی فتاویٰ پر مرجح ہوگا۔ یہ اس وقت ہے کہ جب دونوں مضمون کی بالتصریح تصحیح موجود ہو یا سرے سے مطلق تصحیح ہی نہ ہو لیکن کوئی مسئلہ متون میں ہو اور اس کی صریح تصحیح نہ کی گئی ہو بلکہ اس کے مقابل کی تصحیح پائی جائے تو اس کے مقابل کو اس پر ترجیح ہوگی۔ اس واسطے کہ تصریح صریح کے مقابل میں تصحیح التزامی مقدم نہ کی جائے گی اور قاعدہ مسلمہ ہے کہ تصحیح صریح تصحیح التزامی پر مقدم کی جاتی ہے۔ یعنی متون کی تصحیح التزامی ہے کہ مصنفین نے اپنے اوپر اس کا التزام کر لیا ہے کہ ظاہر روایت کے موافق اصح اقوال ہی جمع کریں گے اور شروع و فتاویٰ میں اس

marfat.com

شرط کا التزام نہیں کیا گیا۔ بلکہ ضرورتوں کے لحاظ سے ہر قسم کی روایات اس میں مندرج رہا کرتی ہیں۔

تبصرہ آداب مفتی کے بیان میں

واضح ہو کہ اس تبصرہ میں کئی فوائد ہیں جن کی نگہداشت فتوا نویسوں کو بہت ضروری ہے۔

فائدہ: مفتی کو لازم ہے کہ فتویٰ امام اعظم ہی کے قول پر دیا کرے کہ اس میں غالبا ہر صورت سے اطمینان اور احتیاط ہے۔ فتاویٰ سراجیہ میں ہے کہ فتویٰ علی الاطلاق امام ابو حنیفہ کے قول پر ہو گا۔ پھر ابو یوسف کے قول پر' پھر امام محمد کے قول پر' پھر امام زفر کے قول پر' پھر حسن بن زیادہ کے قول پر ہو گا اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کی رائے کسی مسئلہ میں ایک جانب ہو اور اس کے خلاف ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ہو تو مفتی کو اختیار ہے جس پر چاہے فتویٰ دے اور اول اصح ہے جبکہ مفتی مجتہد نہ ہو یعنی امام کے قول پر فتویٰ دینا اس کو لازم ہے۔ اگر ایسے موقع پر صاحبین کے قول پر فتویٰ دے گا تو حقیقت میں وہ بھی امام ہی کا قول مانا جائے گا۔ ہاں اتنا ہے کہ وہ سابق کے قول اور پہلے کی رائے کے موافق ہو اور یہ صاحبین کا قول گویا امام ہی کا قول ہے جیسا کہ صاحبین نے کہا ہے کہ ہم لوگ کسی مسئلہ میں کچھ نہیں کہتے جب تک کہ ہم کو امام سے اس میں روایت نہیں پہنچتی۔

فائدہ: جب امام سے کوئی روایت کسی مسئلہ میں نہ پائی جائے اس وقت امام قاضی ابو یوسف کا قول معتبر مانا جائے گا اور جب ان سے بھی اس میں کوئی روایت نہ ہوگی تو امام محمد صاحب کا قول معتبر مانا جائے گا۔ بعد اس کے امام زفر بعد اس کے حسن بن زیاد کا قول قابل سند ہو گا۔ پس مفتی کو اس ترتیب کا نگاہ رکھنا لازمی ہے۔

marfat.com

فائدہ: جب ایک مسئلہ میں کئی اقوال ہوں اور مفتی مجتہد ہو تو جس کے قول کی دلیل اقویٰ دیکھے اسی کے قول کے موافق فتویٰ دے ورنہ بالترتیب سابق فتویٰ دے۔ یعنی قول امام کا مقدم ہو گا پھر ثانی' پھر ثالث کا۔ اسی طرح جب امام سے ایک مسئلے میں کئی روایات ہوں اور وہاں دوسرے اصحاب کا قول نہ ملے تو جس قول کی دلیل اقویٰ ہو اسی پر عمل کیا جائے گا۔

فائدہ: جب کسی حادثہ میں اول طبقہ کے لوگوں میں سے کسی کے قول سے حادثہ کا جواب نہ معلوم ہو اور اس میں مشائخ متاخرین کا کوئی قول ملے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ پھر اگر متاخرین فقہاء کا بھی اس میں اختلاف ہو تو جس پر اکابر فقہا ہوں (اور وہ کبار مشاہرین کے معتمد علیہ ہوں جیسے ابو حفص کبیر اور امام فضلی اور خصاف اور ابو اللیث اور طحاوی وغیرہم ہیں) اسی پر عمل کیا جائے گا۔ اور جب ان لوگوں سے بھی اس کے جواب میں کوئی قول نہ ہو تو مفتی تامل اور تدبر اور اجتہاد کی نظر سے کام لے گا اور تلاش کرتا رہے گا تاکہ اس کے جواب کے واسطے کوئی ایسی صورت پائے جس سے وہ اپنے فرض منصبی کو ادا کر سکے اور اس کو آسان سمجھ کر بے ہودہ کلام اس میں نہ کرے اور وہ خداوند کریم سے ڈرے کہ یہ بڑا بھاری کام ہے۔ اس پر سوائے جاہل بدبخت کے کوئی جسارت و ہمت نہیں کرتا اور اس کا خیال رکھے کہ یہ معاملہ بنی و بین اللہ ہے۔

فائدہ: علماء نے اس کو مسلم کر لیا ہے کہ عبادات میں مطلقاً امام اعظم ہی کے قول پر فتویٰ ہو گا جب تک کہ امام اعظم سے کوئی روایت مخالف کے موافق نہ ہو اور امام محمد کے قول پر مسائل ذوی الارحام میں فتویٰ ہو گا اور امام ابو یوسف کے قول پر قضا اور شہادت کے مسائل میں فتویٰ ہو گا اور امام زفر کے قول پر صرف سترہ مسئلے میں فتویٰ ہو گا جو بجائے خود مصرح ہیں اور یہ جب ہو گا کہ متون میں تصحیح مسائل نہ ہو۔

marfat.com

ورنہ متون کے موافق فتویٰ ہوگا کیونکہ وہ متواتر ہوگئے ہیں اور اس پر وثوق زیادہ ہے۔

فائدہ: اب اس زمانے میں مفتی کا وجود مفقود ہے۔ فتح القدیر میں اس بات کو ظاہر کر دیا ہے کہ "مفتی مجتہد کو کہتے ہیں اور غیر مجتہد جو مجتہد کے اقوال کو حفظ رکھتا ہے تو وہ مفتی نہیں ہے۔ اس پر واجب ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے تو مجتہد امام کا قول بطور حکایت کے ذکر کر دے۔" مگر اس زمانے میں جو لوگ اقوال صاحب مذہب کے نقل کر دیتے ہیں ان کو مفتی کہتے ہیں تو ان کو مفتی کہنا حقیقتاً نہیں ہے بلکہ یہ کہنا مجازاً ہے۔

فائدہ: مفتی کو ضرور ہے کہ جس کے قول کے موافق فتویٰ دیتا ہے اس کا حال خوب جانے۔ فقط نام اور نسب کا جاننا کافی نہیں ہے بلکہ اس کی روایت کے حال اور اس کے درایت کے درجہ اور اس کے طبقہ کو بھی پورے طور سے جانے کہ یہ کس طبقہ کا شخص ہے تاکہ اس کو اچھی طرح دو مخالف قولوں میں ترجیح دینے کا موقع ملے۔ اور دو مخالف قائل کے کلام کے درجہ و مرتبہ کو تمیز کر سکے اور یہ مفتیوں کا اعلیٰ درجہ ہے۔

تبصرہ

جامع المضمرات میں ہے کہ "مفتی کو حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے فائدہ کی غرض سے اقوال مہجورہ سے فتویٰ دے۔" اور اشباہ کی کتاب القضا میں ہے کہ "مفتی مصلحت دیکھ کر فتویٰ دے گا۔" سید احمد حموی نے اپنے حاشیہ میں اس پر یہ لکھا ہے کہ مفتی سے ان کی مراد شاید مجتہد ہے تو یہ بات اسی کے لیے کہی گئی ہے اور مقلد کا تو یہ حکم ہے کہ وہ فتویٰ صحیح روایت کے موافق دے گا۔ چاہے اس میں مستفتی کی مصلحت کے موافق حکم ہو یا نہ ہو اور اشباہ میں جو مفتی کا حکم بیان کیا ہے تو اس سے مقلد مراد لینا بھی جائز ہے۔ اس صورت میں کہ جب مسئلہ میں دو قول صحیح ہوں ایسی حالت میں وہ

marfat.com

مفتی مقلد مخیر بالفتویٰ ہے یعنی اس کو مصلحت دیکھ کر فتویٰ دینے کا اختیار ہے۔

تبصرہ

فقیہ پر واجب نہیں ہے کہ ہر مسئلہ کا جواب دے مگر یہ اس وقت واجب ہوتا ہے کہ جب جان لے کہ میرے سوا اس مسئلہ کا جواب کوئی اس کو نہ دے سکے گا۔ پس ایسی حالت میں فتویٰ بتلانا اور تعلیم علوم کرنا فرض کفایہ ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اکثر امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ مسئلہ کے جواب دینے میں ایک برس تک رکے رہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ خطا کرنا سمجھنے کے بعد بہتر ہے اس سے کہ بے سمجھے بوجھے ٹھیک کہے۔ سنن سعید بن منصور اور دارمی اور بیہقی میں ابن مسعود کا قول مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: من افتی الناس فی کل ما یستفتونہ فھو مجنون یعنی جو ہر مسئلہ میں لوگوں کو فتویٰ دے تو وہ پاگل ہے اور سنن بیہقی میں ابن عباس کا قول بھی ایسا ہی ہے اور ایسا ہی فتاویٰ سراجیہ اور تنقیح حامدیہ میں بھی ہے۔

تبصرہ

مفتی پر واجب ہے کہ فتویٰ نقل کرتے وقت کتب معتبرہ کی طرف رجوع کرے اور ہر کتاب پر اعتماد نہ کرے خاص کر فتاویٰ کی کتاب پر کہ وہ ایک بڑے وسیع میدان کی طرح ہے کہ ہر قسم کے مسائل اس میں ہوا کرتے ہیں مگر اس کا اعتبار جب ہو گا کہ اس کے مصنف کا حال اور اس کی علمی کیفیت اور جلالت قدر معلوم ہو۔ اگر کسی کتاب میں کوئی ایسا مسئلہ ملے کہ کتب معتبرہ میں اس کا وجود نہ ہو تو واجب ہے کہ اس کو کتب معتبرہ میں خوب ڈھونڈے۔ اگر مراجعت تامہ اور تحقیق کثیر کے بعد اس میں مل جائے تو خیر ورنہ اس کے موافق فتویٰ دینے میں کبھی جرات اور ہمت نہ کرے۔

marfat.com

اسی طرح کتب مختصرۂ معتبرہ سے بھی بغیر اس کے حواشی و شروح کی استعانت کے فتویٰ دینے کی ہمت نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا اختصار غلطی میں ڈال دے اور نفس مسئلہ کی صورت سمجھنے میں دھوکا ہو۔

تبصرہ مفتی بہ کے بیان میں

مفتی کو لازم ہے کہ اقوال مفتی بہ کی علامات کو یاد رکھے اور علامات مفتی بہ کے یہ ہیں

(۱) وعلیہ الفتوی (۲) وبہ یفتی (۳) وبہ ناخذ (۴) وعلیہ الاعتماد (۵) وعلیہ عمل الیوم (۶) وعلیہ عمل الامہ (۷) وھو الصحیح (۸) وھو الاصح (۹) وھو الاظہر (۱۰) وھو الاشبہ (۱۱) وھو الاوجہ (۱۲) وھو المختار (۱۳) وبہ جری العرف (۱۴) وھو المتعارف (۱۵) وبہ اخذ علماونا۔

تبصرہ الفاظ مستعملہ فقہاء کے بیان میں

کبھی لفظ یجوز کا اطلاق بہ معنے یصح اور کبھی بہ معنی یحل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء مکروہ نماز پر جاز ذلک اور صح ذلک بول جایا کرتے ہیں اور اس سے مراد ان کی نفس صحت ہوتی ہے جو بطلان کا مقابل ہے۔ وہاں اباحت اور عدم کراہت مراد نہیں ہوتی۔ اسی خیال سے شراح اور محشی لوگ لفظ جاز اور لفظ صح کی تصریح اس طرح کر دیا کرتے ہیں (صح) ای مع الکراھہ یا بلفظ بغیر الکراھہ پس جواز جب مطلق بلا قید کے مذکور ہو تو کبھی اس سے غیر ممنوع بہ معنے عام مراد لیا جاتا ہے کہ مباح اور مکروہ اور مندوب اور واجب سب کو شامل رہے۔

marfat.com

تبصرہ

لفظ قالوا کا استعمال فقہاء اس مقام پر کرتے ہیں جہاں مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہو۔ علامہ تفتازانی نے حاشیہ کشاف میں حتی یتبین لکم الخیط الابیض کے تحت میں لکھا ہے کہ لفظ قالوا میں اشارہ اس طرف ہے کہ مقولہ قول ضعیف ہے۔ یعنی جو انہوں نے کہا ہے' ضعیف ہے لیکن فقہاء کے عرف میں وہی شائع ہے جو پہلے لکھا گیا۔

تبصرہ

قیل کے ساتھ بہت سے مسئلہ کے حکم بیان کیے جاتے ہیں اور شراح اور محشیون کی عادت ہے کہ اس کے نیچے یہ لکھ دیا کرتے ہیں کہ یہ اشارہ ضعف کی طرف ہے یعنی جو کہا گیا ہے یہ مضمون ضعیف قول ہے تو اس امر کی تحقیق یہ ہے کہ اگر کتاب لکھنے والے نے اس کا التزام کر لیا ہو کہ جو مرجوح نقل کیا جائے گا' وہ اسی صیغہ قیل کے ساتھ لکھا جائے گا اور یہ ضعیف کی طرف اشارہ کرے گا تو البتہ یہ قیل ضعف کے واسطے مسلم مانا جائے گا اور اس قیل کے مقولہ کو ضعیف ہی تصور کریں گے جیسا کہ کتاب ملتقی الابحر کے مصنف نے اس کا التزام کر لیا ہے اور کتاب مذکور کے دیباچہ میں ظاہر بھی کر دیا ہے کہ قیل اور قالوا سے میں مرجوح قول کی طرف اشارہ کرتا ہوں اور علامہ حسن شرنبلالی نے کہا ہے کہ صیغہ قیل لیس کل ما دخلت علیہ یکون ضعیفا یعنی یہ بات نہیں ہے کہ جس پر صیغہ قیل ہو وہ ضعیف ہی ہو۔ پس یہ جو مشہور ہے کہ قیل اور یقال وغیرہما صیغہ تمریض ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ صیغے اس واسطے موضوع ہیں اور جہاں صیغہ تمریض مستعمل ہوگا وہاں ضعف ہی کی طرف اشارہ ہوگا بلکہ ایسا اس وقت خیال کیا جائے گا کہ جب قائل اس کا التزام بھی اپنے اوپر کر لے کہ جہاں میں قیل کہوں

marfat.com

وہاں تمریضی صیغہ ہوگا اور اس سے ضعف اور مرجوح کی طرف اشارہ سمجھنا یا سیاق و سباق اور مقام کے قرینے سے ظاہر ہوئے کہ مقولہ قیل مرجوح و ضعیف ہے۔

تبصرہ

لفظ ینبغی متاخرین فقہاء کے نزدیک مستحب کے محل میں اور لفظ لاینبغی کا استعمال مکروہ تنزیہی کی جگہ میں مشہور ہے۔ اگرچہ متقدمین فقہاء کے عرف میں اس کا استعمال اعم ہے اور ایسا قرآن شریف میں جابجا ہے جیسا کہ اس آیت ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء میں اور آیت کریمہ واما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور آیت شریفہ وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا میں ہے۔

اور مصباح المنیر کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی اس کے معنے یجب کے ہوتے ہیں اور کبھی یندب کے جیسا موقع ہوگا ویسا استعمال کیا جائے گا اور علامہ شامی نے کہا ہے کہ فقہاء نے لفظ ینبغی سے وجوب مراد لیا ہے باوجود اس کے کہ غیر وجوب میں اس کا استعمال غالبا ہوتا ہے۔

تبصرہ

لفظ لاباس کا استعمال ترک اولیٰ کے واسطے مطرد نہیں ہے بلکہ مندوب میں بھی یہ استعمال کیا جاتا ہے۔ لفظ لا باس دلیل اس پر ہے کہ اس کا غیر مستحب ہے۔ یعنی مدخول علیہ لا باس مستحب نہیں ہے۔ اس واسطے کہ باس کے معنی شدت ہے اور مندوب میں لفظ لا باس کا جو استعمال ہوتا ہے تو یہ وہیں ہوگا جہاں باس اور شدت کا توہم ہو۔ مثلاً وضو موجود رہنے پر پھر دوبارہ وضو کرے تو یہ فعل مستحب ہے

marfat.com

اور وانہ نور علی نور آیا ہے اور یہاں کہیں الوضوء علی الوضوء لا باس بہ تو مطلب اس کا یہ ہوگا کہ یہ مستحب ہے مکروہ نہیں۔ اگرچہ اس کا زیادہ استعمال ترک اولیٰ کے محل پر ہوتا ہے لیکن مندوب و مستحب میں بھی کبھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح فقہاء کہتے ہیں لا باس بتکبیر التشریق عقب العید تو یہاں اس سے استحباب مراد ہے۔ یعنی یہ فعل مستحب ہے اس واسطے کہ مسلمانوں کا اس پر توارث اور تعامل ہے یعنی علماء و فقہاء کا ہمیشہ سے اس پر عمل در آمد ہے تو ان کی اتباع و پیروی واجب ہے۔ تنویر الابصار اور در مختار اور بحر رائق اور رد المحتار کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیے۔

تبصرہ

تین قسم کی کتابوں سے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ شامی نے شرح اشباہ سے نقل کیا ہے۔

۱- کتب مختصرہ سے چاہے وہ معتبر ہوں یا نہ ہوں۔ محض اختصار کی وجہ سے منع کیا گیا ہے کہ اختصار مخل ہو سکتا ہے۔ بعض مقام پر بغیر شرح اور حاشیہ دیکھنے کے مطلب سمجھا نہیں جاتا۔ جب بخوبی اصلی مطلب اور مفس مسئلہ کو عبارت کتاب سے نہ سمجھے گا تو غلطی کرنے کا احتمال قوی ہے۔ مثال کتب مختصرہ کی نہر اور شرح کنز عینی کی اور در مختار شرح تنویر الابصار اور اشباہ وغیرہ ہے۔

۲- ان کتابوں سے جن کے مصنف کا حال خوب معلوم نہ ہو کہ بڑا معتمد علیہ فقیہ تھا یا معمولی فقیہ رطب یابس کا جامع تھا جیسے شرح کنز ملا مسکین کی ہے کہ ملا مسکین کا حال مجہول ہے۔ اسی طرح جامع الرموز نقایہ کی شرح جو قہستانی کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں بھی رطب و یابس بھرا ہے اور وہ معتمد فقیہ بھی نہ تھا۔

۳- ان کتابوں سے جن میں اقوال ضعیفہ اور مسائل شاذہ غیر معتبر کتابوں سے

marfat.com

منقول ہوں جیسے زاہدی غزمینی معتزلی کی قنیہ اور حاوی ہے۔ پس ان کتابوں سے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے جب تک کہ منقول عنہ اور ماخذ کا پتہ نہ لگے۔

تبصرہ جامع الرموز کے حال میں

کتاب جامع الرموز مصنفہ شمس الدین محمد قہستانی کو بسب رطب و یابس مسائل کے جمع ہونے اور مصنف کے حال اچھی طرح نہ معلوم ہونے کے کتب غیر معتبرہ میں شمار کیا ہے۔ یہاں تک کہ مولانا عصام الدین نے قہستانی کے حق میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ وہ فقہ وغیرہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ وہ شیخ الاسلام ہروی کے زمانے میں کتابوں کا دلال تھا اور وہ حاطب لیل ہے۔ دبلا موٹا صحیح ضعیف سب کچھ جمع کر لیتا ہے اور یہ عارضہ رافضیوں کا سا ہے۔ یہ مضمون کشف الظنون وغیرہ میں ہے۔

تبصرہ قنیہ کے حال میں

قنیہ کو کتب غیر معتبرہ میں شمار کیا ہے۔ اس کے مصنف کا نام ابو الرجاء مختار بن محمود زاہدی غزمینی معتزلی ہے۔ چونکہ اس میں روایات ضعیفہ اور مسائل شاذہ ہیں اور نیز غیر معتبر کتابوں سے اس میں نقل کرتے ہیں لہٰذا علماء نے اس کو بھی غیر معتبر بتلایا ہے۔ یہاں تک کہ مولانا برکلی رومی نے صاف قنیہ کے حق میں کہا ہے کہ "اس کا درجہ کتب غیر معتبرہ سے اوپر ہے اور بعضے عالموں نے اپنی کتابوں میں اس سے نقل کیا ہے لیکن یہ قنیہ علماء کے نزدیک ضعف روایت کے ساتھ مشہور ہے اور اس کا مصنف معتزلی تھا۔" اور علامہ طحطاوی نے حاشیہ در مختار کے باب ما یفسد الصوم میں لکھا ہے کہ جو قنیہ میں یہ لکھا ہے کہ "(دسویں محرم عاشورا کے روز سرمہ نہ لگانا واجب ہے) اس پر اعتماد نہ کیا جائے۔ کیونکہ قنیہ حنفی فقہ کی معتبر کتابوں سے نہیں ہے۔" اور فتاویٰ تنقیح حامدیہ کے کتاب الاجارہ میں صاف

marfat.com

لکھ دیا ہے کہ "زاہدی مصنف حاوی و قنیہ کا قول جب کسی فقیہ کے مخالف ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے اور یہ قول ابن وہبان علامہ کا ہے۔" اور ایسا ہی کشف الظنون اور نافع کبیر وغیرہما میں بھی ہے۔ اور واضح ہو کہ فتاویٰ تنقیح حامدیہ کے مصنف علامہ محمد امین مشہور بابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ہجری ہیں۔

فہرست کتب غیر معتبرہ جن سے فتویٰ دینا منع کیا گیا

مع نام مصنف کتب و نام علمائے مانعین رحمہم اللہ

یہاں کتب غیر معتبرہ کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے جن سے فتویٰ دینا منع کیا گیا ہے اور ہر غیر معتبر کتاب کے مقابل اسی سطر میں اس کے مصنف کا نام بھی لکھ دیا ہے اور مانعین علماء کا نام بھی درج کر دیا گیا ہے تاکہ فتویٰ نویس لوگ تامل کے بعد فتویٰ نقل کریں اور دھوکہ نہ کھائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

نمبر شمار / نام کتاب	نام مصنف کتاب	نام مانعین
۱۔ قنیہ	ابوالرجا نجم الدین مختار بن محمود زاہدی غزمنی معتزلی	ابن وہبان مولانا برکلی شامی طحاوی
۲۔ حاوی	ایضاً	ابن عابدین شامی
۳۔ جامع الرموز	شمس الدین محمد خراسانی قہستانی	مولانا عصام الدین
۴۔ السراج الوہاج	ابوبکر بن علی بن محمد حدادی	مولانا برکلی
۵۔ مشتمل الاحکام	فخر الدین رومی	ایضاً
۶۔ کنز العباد	علی بن احمد غوری	جمال الدین مرشدی ملا علی قاری

marfat.com

۷- مطالب المومنین	بدر الدین بن تاج بن عبد الرحیم لاہوری	ابن عابدین شامی
۸- خزانہ الروایات	قاضی بکن حنفی ساکن قصبہ کن ضلع گجرات	ایضاً
۹- شرعہ الاسلام	رکن الاسلام امام زادہ محمد بن ابوبکر چوغی	ابن عابدین شامی
۱۰- الفتاویٰ الصوفیہ	فضل اللہ محمد بن ایوب	مولانا برکلی، ابن کمال باشا
۱۱- فتاویٰ طوری	x	ابن عابدین شامی
۱۲- فتاویٰ ابراہیم شاہی	قاضی شہاب الدین ملک العلماء یا نظام الدین گیلانی	مولانا عبد القادر بدایونی
۱۳- خلاصۃ الکیدانی	لطف اللہ نسفی	مولانا عبد الحی لکھنوی
۱۴- فتاویٰ ابن نجیم	زین العابدین مصری	ابن عابدین شامی
۱۵- شرح کنز	ملا مسکین	ایضاً
۱۶- شرح مختصر وقایہ	ابو المکارم	ایضاً

نقشہ موالید و وفیات ائمہ اربعہ مع ذکر اعمار و مزار

نمبر شمار / نام	موالید	وفیات	عمر	مزار
۱- امام ابو حنیفہؒ	۸۰ھ	۱۵۰ھ	۷۰	دار السلام بغداد
۲- امام مالکؒ	۹۰ھ	۱۷۹ھ	۸۹	دار الہجرۃ مدینہ منورہ
۳- امام شافعیؒ	۱۵۰ھ	۲۰۴ھ	۵۴	مصر
۴- امام احمدؒ	۱۶۴ھ	۲۴۱ھ	۷۷	بغداد

marfat.com

تذکرہ اکابر علمائے اسلام کے مختصر تراجم و وفیات کے

یہاں دوسری صدی سے تیرہویں صدی تک کے اکابر علمائے اسلام کے مختصر تراجم و وفیات لکھے جاتے ہیں۔ اس میں مراتب علماء کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ تقدیم و تاخیر باعتبار سال وفات کے ہے۔ فافہم۔

دوسری صدی کے علماء

ابراہیم بن میمون مروزی محدث صدوق امام ابو حنیفہ اور عطا سے روایت کرتے تھے۔ امام بخاری نے ان سے معلق روایت کی ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے اپنی اپنی سنن میں ان سے تخریج کی ہے۔ مرو میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

فائدہ: امام ہمام ابو حنیفہ سے اگرچہ صریحی روایت صحیحین میں نہیں ہے مگر امام اعظم کے تلامذہ کی روایتوں سے صحیحین بلکہ صحاح ستہ بھری ہیں اور حافظ ابو عیسیٰ اکمہ ترمذی جو امام بخاری و مسلم کے ایک حدیث میں استاد بھی ہیں۔ کتاب العلل میں یعنی جامع ترمذی کے آخر میں امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے۔ یعنی توثیق و تعدیل اور جرح میں امام ہمام ابو حنیفہ کے قول کی تقلید کی۔ صاحب بصیرت اسی مقام پر اگر خوض کرے تو امام کے پایہ و مرتبہ کو بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور دیکھو جامع ترمذی، مطبوعہ مصر، ۱۲۹۲ ہجری، جلد ۲، صفحہ ۳۳۳ میں ترمذی روایت کرتے ہیں: حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو یحیی الحمانی قال سمعت اباحنیفه یقول ما رایت احدا اکذب من جابر الجعفی ولا فضل من عطاء بن ابی رباح قال (ابوعیسی) وسمعت الجارود یقول سمعت وکیعا یقول لو لا جابر الجعفی کان

marfat.com

اهل الکوفه بغیر حدیث ولولا حماد کان اهل الکوفه بغیر فقه، اگر کسی کو شبہ ہو تو راقم الحروف کے پاس آکر دیکھ جائے فورا وسواس خناس دور ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ مسعر بن کدام ہلالی کوفی ابو سلمہ حافظ احادیث ثقہ امام ابو حنیفہ اور قتادہ اور عطا سے روایت کرتے تھے اور ان سے سفیان ثوری نے روایت کی ہے۔ سفیان ثوری اور شعبہ کے مباحثہ میں یہی حکم مانے جاتے تھے۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ سفیانین آپ کے شاگرد تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے۔ وفات آپ کی ۱۵۳ ہجری یا ۱۵۵ ہجری میں ہے۔

داؤد بن نصیر طائی کوفی ابو سلیمان محدث ثقہ تھے۔ انہوں نے اعمش اور ابن ابی لیلیٰ سے حدیث اور امام ابو حنیفہ سے فقہ پڑھی۔ سفیان بن عیینہ نے ان سے روایت کی ہے اور نسائی نے ان سے تخریج کی ہے۔ ان حضرت نے امام ابو حنیفہ کی بیس برس تک شاگردی کی ہے۔

سفیان بن سعید بن مسروق شیخ الاسلام سید الحفاظ ابو عبداللہ ثوری کوفی فقیہ، امیرالمومنین فی الحدیث تھے۔ آپ کے والد بھی علمائے کوفہ سے تھے۔ آپ کا حافظہ بہت ہی قوی تھا۔ آپ کا قول ہے کہ میں نے جس چیز کو اپنے دل میں رکھا، پھر میں بھولا نہیں۔ آپ نے اپنے والد سعید اور زبید بن حارث اور حبیب بن ابی ثابت اور اسود بن قیس اور زیاد بن علاقہ اور محارب بن دثار وغیرہم سے حدیث کی روایت کی اور آپ سے ابن مبارک اور یحییٰ قطان اور وکیع وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ابن جوزی علامہ نے آپ کے مناقب میں ایک مجلد تصنیف کی ہے۔ جس کا خلاصہ ذہبی نے اپنی تاریخ میں داخل کر لیا ہے۔ ثوری کی ولادت ۹۷ ہجری میں ہوئی۔ خلیفہ مہدی کے خوف سے آپ روپوش ہو کر بصرہ بھاگے اور وہیں بہ ماہ شعبان ۱۶۱ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

marfat.com

عمرو بن میمون بلخی محدث فقیہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔ حافظ ترمذی رحمہ اللہ نے ان سے تخریج کی ہے۔ یہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ (متوفی: ۱۷۱ہجری)

شریک بن عبداللہ کوفی امام ابو حنیفہ کی صحبت میں بہت رہے اور امام سے روایت بھی کی ہے۔ آپ سے عبداللہ بن مبارک اور یحییٰ بن سعید نے روایت کی۔ امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ کو امام ابو حنیفہ ؒ نے کثیرالعقل کا خطاب عطا فرمایا مگر آخر عمر میں آپ کا حافظہ بگڑ گیا تھا اور اکثر روایت میں خطا کرنے لگے تھے۔ (متوفی: ۱۷۷ہجری)

عافیہ بن یزید بن قیس ازدی کوفی۔ امام ابو حنیفہ ؒ کے اصحاب میں سب سے بڑے درجے کے آپ فقیہ اور محدث تھے۔ اور آپ روایت حدیث میں صدوق مانے گئے ہیں۔ امام اعمش اور ہشام بن عروہ سے آپ نے حدیث پڑھی ہے۔ آپ کوفہ کے قاضی بھی تھے۔ نسائی نے آپ سے تخریج کی ہے۔

عبدالکریم بن محمد جرجانی قاضی فقیہ محدث تھے اور امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ترمذی نے آپ سے تخریج کی ہے۔ (متوفی: ۱۸۰ہجری)

عبداللہ بن مبارک مروزی شہر مرو کے باشندہ تھے۔ مرو سے بغداد آئے اور امام ابو حنیفہ کی خدمت میں مدت تک حاضر رہ کر فیض ظاہری و باطنی سے مالامال ہوئے۔ پھر بعد وفات امام ابو حنیفہ ؒ کے آپ نے امام مالک اور سفیانین اور ہشام اور عاصم احول اور سلیمان تیمی وغیرہم سے استفادہ کیا اور سفیان ثوری نے بھی آپ سے اخذ کیا ہے۔ یحییٰ ابن معین اور امام احمد بن حنبل اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم آپ کے شاگردوں میں تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اور ۱۱۸ہجری میں پیدا ہوئے۔ (متوفی: ۱۸۱ہجری)

یحییٰ بن زکریا ہمدانی کوفی ابو سعید حافظ حدیث فقیہ جامع فقہ و حدیث تھے۔ امام ابو حنیفہ ؒ کے چالیس اصحاب جو تدوین کتب فقہ میں مشغول تھے، ان میں سے آپ عشرۂ متقدمین میں داخل تھے۔ آپ نے مدت تک دارالسلام بغداد میں حدیث کا درس

marfat.com

دیا۔ امام احمد اور یحییٰ بن معین اور قتیبہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے آپ سے حدیث پڑھی ہے۔ ۹۳ سال کی عمر میں آپ نے شہر مدائن میں وفات پائی۔ (متوفی: ۱۸۴ ہجری)

فضیل بن عیاض بن مسعود تیمی خراسانی عالم ربانی عابد زاہد ثقہ صاحب کرامات امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے۔ ایک مدت تک امام صاحب کی خدمت میں رہ کر فقہ و حدیث پڑھی۔ اور آپ سے امام شافعی وغیرہ نے روایت کی اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے۔ آپ نے کوفہ سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ کی مجاورت اختیار کی اور وہیں محرم الحرام کے مہینے میں آپ کا وصال ہوا۔ (متوفی: ۱۸۷ ہجری)

عیسیٰ بن یونس کوفی محدث ثقہ فقیہ جید تھے۔ حدیث کو اعمش اور امام مالک سے سنا اور علم فقہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے پڑھا۔ آپ نے ۴۵ غزوے اور ۴۵ حج کیے۔ امام بخاری و مسلم وغیرہما نے آپ سے تخریج کی ہے۔ (متوفی: ۱۸۷ ہجری)

علی بن مسہر کوفی ابوالحسن فقیہ محدث صاحب روایت و درایت اور ثقہ تھے۔ حدیث اعمش اور ہشام بن عروہ سے سنی اور آپ سے سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ کا علم اور ان کی کتب کو اخذ و نقل کیا۔ عرصہ تک آپ موصل کے قاضی تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ہے۔ (متوفی: ۱۸۹ ہجری)

عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمٰن اودی کوفی فقیہ محدث امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے اور اعمش اور ابن جریج اور ثوری اور شعبہ سے بھی روایت کی ہے اور آپ سے امام مالک اور ابن مبارک اور امام احمد نے روایت کی۔ بواسطہ ان کے بھی امام مالک امام ابو حنیفہ کے تلامذہ میں ہوئے۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی ہے۔ (متوفی: ۱۹۲ ہجری)

حفص بن غیاث بن طلق کوفی عالم محدث ثقہ زاہد امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے اور حدیث امام ابو یوسف اور سفیان ثوری اور اعمش اور ابن جریج اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے پڑھی اور آپ سے امام احمد اور یحییٰ بن

marfat.com

اور علی بن المدینی اور یحییٰ بن سعید القطان نے روایت کی اور آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی۔ (متوفی: ۱۹۴ ہجری)

وکیع بن جراح کوفی فقہ و حدیث کے امام حافظ ثقہ زاہد عابد امام شافعی اور امام احمد کے شیخ تھے۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے پڑھی۔ اور علم حدیث امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور ابن جریج اور سفیانین اور اوزاعی اور اعمش وغیرہم سے پڑھا اور آپ سے ابن مبارک اور یحییٰ بن اکثم اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن راہویہ نے حدیث پڑھی اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ امام ابو حنیفہ ہی کے قول پر فتویٰ دیتے اور یحییٰ بن سعید القطان آپ ہی کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ستر سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ (متوفی: ۱۹۰ ہجری)

سفیان بن عینیہ بن میمون ہلالی کوفی محدث علامہ حافظ شیخ الاسلام ثقہ فقیہ کوفہ میں ۱۵ شعبان ۱۰۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ پھر بیس سال کی عمر میں مکہ سے کوفہ آئے اور امام ابو حنیفہ سے ملے اور ان سے حدیث کی روایت کی۔ امام ابو حنیفہ ہی نے آپ کو درس حدیث کے لیے جامع مسجد میں پہلے پہل بٹھایا تھا اور آپ نے عمرو بن دینار اور زہری اور زیاد بن علاقہ اور ابو اسحٰق سبیعی اور اسود بن قیس اور زید بن اسلم اور عبداللہ بن دینار اور محمد بن المنکدر اور منصور بن معتمر اور قاری امام عاصم اور اعمش اور عبدالملک بن عمیر سے حدیث پڑھی اور آپ سے اعمش اور ابن جریج اور شعبہ وغیرہم آپ کے استادوں نے اور ابن مبارک اور ابن مہدی اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور اسحٰق بن راہویہ اور احمد صالح اور زعفرانی اور علی بن حرب اور محمد بن عیسیٰ بن حیان مدائنی اور زکریا بن یحییٰ مروزی اور احمد بن سنان رملی اور محمد بن اسحٰق اور زہیر بن بکار اور عبدالرزاق بن ہمام اور یحییٰ بن اکثم نے روایت کی ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے بکثرت آپ سے تخریج کی اور آپ نے بترجمے کیے اور

marfat.com

مکہ معظمہ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ مدلس بھی تھے۔ (متوفی: ۱۹۸ہجری)

شعیب بن اسحٰق بن عبدالرحمٰن دمشقی امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے محدث ثقہ فقیہ جید متہم بالارجاء تھے۔ آپ سے شیخین اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی۔ (متوفی: ۱۹۸ہجری)

حفص بن عبدالرحمٰن بلخی امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں محدث صدوق اور افقہ تھے۔ آپ نے سفیان ثوری سے بھی روایت کی ہے۔ آپ پہلے بغداد کے قاضی تھے۔ پھر قضا چھوڑ کر عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے۔ آپ سے نسائی نے اپنی کتاب میں تخریج کی ہے۔ (متوفی: ۱۹۹ہجری)

معروف کرخی بن فیروز قطب وقت مستجاب الدعوات تھے۔ آپ امام علی بن موسیٰ رضا کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور آپ نے داؤد طائی شاگرد امام ابوحنیفہ سے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی۔ سری سقطی نے آپ ہی سے ظاہری و باطنی علوم پڑھے۔ (متوفی: ۲۰۰ہجری)

حماد بن دلیل ابوزید فقیہ محدث صدوق امام ابوحنیفہ کے ان بارہ اصحاب میں سے تھے جن کی طرف امام صاحب نے اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ یہ لوگ قضا کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حدیث امام ابوحنیفہ اور ثوری اور حسن بن عمارہ سے پڑھی۔ مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ جب فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ ابوزید سے پوچھ لو۔ ابوداؤد نے اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی ہے۔

تیسری صدی کے علماء

ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی فقیہ تبحر محدث حافظ تھے، فقہ امام محمدؒ سے اور حدیث عبداللہ بن مبارک اور امام ابویوسف اور امام محمدؒ سے پڑھی۔ آپ ہی استاذ الفقہاء ہیں۔ (متوفی: ۲۰۱ہجری)

marfat.com

یزید بن ہارون ابو خالد واسطی اپنے زمانے کے امام کبیر اور محدث ثقہ تھے۔ حدیث امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور سفیان ثوری سے پڑھی اور آپ سے یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے روایت کی۔ آپ شہر واسط کے رہنے والے تھے۔ (متوفی: ۲۰۵ ہجری)

حسین بن حفص فضل ہمدانی اصفہانی فقیہ جید محدث صدوق تھے۔ آپ نے فقہ امام ابو یوسف سے پڑھی، چونکہ آپ امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی پر فتویٰ دیتے تھے، اس لیے امام اعظم کی فقہ ملک اصفہان میں آپ ہی کے ذریعہ سے شائع ہوئی۔ مدت تک آپ اصفہان کے قاضی تھے۔ مسلم اور ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی ہے۔ (متوفی: ۲۱۰ یا ۲۱۱ ہجری)

معلی بن منصور ابو یحییٰ رازی حافظ حدیث فقیہ متورع امام ابو یوسف اور امام محمد کے اصحاب کبار سے تھے۔ حدیث امام مالک اور لیث اور حماد اور ابن عیینہ سے روایت کی اور آپ سے علی بن مدینی اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور امام بخاری اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ صحاح کی کتابوں میں آپ سے بکثرت روایات ہیں اور آپ سے امام ابو یوسف اور امام محمد کی کتابوں اور امالی اور نوادر کی روایتیں لوگوں نے کی ہیں۔ (متوفی: ۲۱۱ ہجری)

ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم شیبانی بصری امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ معتمد تھے اور ابو عاصم کنیت رکھتے تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے تخریج کی۔ نوے (۹۰) سال کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔ (متوفی: ۲۱۲ ہجری)

خلف بن ایوب بلخی امام محمد اور امام زفر کے اصحاب میں سے فقیہ محدث عابد زاہد صالح تھے۔ فقہ امام ابو یوسف سے اور حدیث اسرائیل بن یوسف اور معمر وغیرہ سے پڑھی۔ اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی۔ ترمذی میں آپ سے

marfat.com

روایت موجود ہے۔ آپ ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں بہت رہے اور ان سے فیض لیا۔ (متوفی: ۲۱۵ ہجری)

محمد بن عبداللہ بن مثنیٰ بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری صحابی امام زفر کے اصحاب میں سے فقیہ محدث ثقہ تھے۔ آپ سے امام احمد اور علی ابن مدینی اور ایمہ صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔ (متوفی: ۲۱۸ ہجری)

علی بن معبد بن شدا درقی امام محمد کے اصحاب میں سے محدث ثقہ مستقیم الحدیث فقیہ حنفی المذہب امام احمد کے طبقے کے تھے۔ حدیث ابن مبارک اور امام محمد اور امام مالک اور امام لیث اور امام شافعی اور وکیع اور ابن عینیہ وغیرہم سے پڑھی۔ آپ سے یحییٰ بن معین اور محمد بن اسحاق اور قاسم بن سلام اور علی بن معبد ابن نوح اور اسحاق بن منصور اور یونس بن عبدالاعلی وغیرہم نے روایت کی ہے۔ ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی کتاب میں آپ سے تخریج کی ہے۔ (متوفی: ۲۱۸ ہجری)

عیسیٰ بن ابان بن صدقہ ابو موسیٰ حفاظ حدیث میں افقہ تھے۔ پہلے آپ کو امام محمد کی مجلس درس میں حاضر ہونے سے انکار تھا اور امام محمد کو مخالف حدیث سمجھا کرتے تھے۔ ایک روز محمد بن سماعہ نے زبردستی آپ کو امام محمد کی مجلس میں حاضر کر دیا۔ بعد درس کے امام محمد سے عیسیٰ نے ۲۵ باب حدیث کے پوچھے۔ امام محمد نے ہر ایک کا جواب مع دلائل و شواہد و ناسخ و منسوخ کے بڑی شرح و بسط کے ساتھ دیا کہ آپ قائل ہوگئے اور چھ ماہ تک امام محمد سے فقہ پڑھی اور آپ سے شیخ طحاوی(۱) نے تفقہ کیا۔ (متوفی: ۲۲۱ ہجری)

خزاعی نعیم بن حماد مروزی محدث صدوق فقیہ فاضل تھے۔ آپ ہی نے پہلے پہل مسند جمع کی اور امام ابو حنیفہ سے فرضیت وتر کی روایت کی۔ یہ وہی خزاعی ہیں جو امام بخاری اور یحییٰ بن معین کے شیخ ہیں۔ آپ نے بمقام سامرہ بحالت حبس وفات

(۱) یعنی قاضی ابو حازم عبدالحمید محدث استاد امام طحاوی نے آپ سے فقہ پڑھی ہے۔ عفی عنہ۔

marfat.com

پائی۔ (متوفی: ۲۲۵ ہجری)

فرخ محدث ثقہ فقیہ فاضل امام ابویوسف کے غلام تھے۔ آپ نے صغرسنی میں امام ابوحنیفہ کو دیکھا تھا۔ اور امام صاحب کے جنازے کی نماز میں شریک تھے۔ آپ نے فقہ امام ابویوسف سے پڑھی اور آپ سے امام احمد اور یحیٰی بن معین اور امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد اور ابوزرعہ اور بغوی نے حدیث لی ہے۔ اور آپ سے احمد بن ابی عمران نے فقہ پڑھی ہے اور احمد بن ابی عمران سے امام طحاوی نے فقہ پڑھی۔ (متوفی: ۲۳۰ ہجری)

علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی امام ابویوسف کے اصحاب میں سے تھے۔ حافظ حدیث ثقہ صدوق تھے۔ آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا اور ان کے جنازے میں شریک تھے۔ حدیث جریر بن عثمان اور شعبہ اور سفیان ثوری اور امام مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہم سے سنی اور پڑھی۔ اور آپ سے امام بخاری اور ابوداؤد اور یحیٰی بن معین اور ابوبکر بن شیبہ اور ابوقلابہ اور زیاد بن ایوب اور خلف بن سالم اور ابن ابی الدنیا اور حافظ ابوزرعہ اور ابو یعلی اور ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بغوی وغیرہم نے روایت کی ہے۔ آپ کا حافظہ بے حد قوی تھا۔ (متوفی: ۲۳۲ ہجری)

محمد بن سماعہ تمیمی کوفی ۱۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ فقیہ محدث حافظ ثقہ صدوق امام محمد کے اجل تلامذہ سے تھے۔ فقہ ابویوسف اور حسن بن زیاد سے اور حدیث امام لیث بن سعد اور امام ابویوسف اور امام محمد سے پڑھی اور آپ سے احمد بن ابی عمران شیخ طحاوی اور ابوبکر بن محمد قمی وغیرہ نے فقہ پڑھی ہے۔ نوادر محمد بن سماعہ اور کتاب ادب القاضی اور کتاب المحاضر و السجلات آپ کی یادگار ہے۔ جب آپ فوت ہوئے تو یحیٰی بن معین نے بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا قد مات ریحانہ العلم من اهل السرای باوجود اس کے آپ نوے سال کے تھے آپ روزانہ دو سو رکعات نفل پڑھا کرتے تھے۔

marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ۔ (متوفی: ۲۳۱ ہجری)

بشر بن ولید بن خالد کندی فقیہ محدث ثقہ صالح عابد۔ فقہ میں وہ امام ابویوسف کے اور حدیث میں امام مالک وغیرہ کے شاگرد تھے اور آپ سے حافظ ابو نعیم موصلی اور ابو یعلی اور حامد بن شعیب نے تلمذ کیا۔ ابوداؤد نے اپنی سنن میں آپ سے روایت کی۔ معتصم باللہ کے عہد میں آپ قاضی بغداد تھے۔ مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں معتصم نے آپ کو قید کیا تھا پھر متوکل کے عہد میں رہا ہوئے۔ زمانہ پیری میں باوجود مفلوجی کے بھی آپ روزانہ دو سو رکعات نفل پڑھتے تھے۔ ابن عینیہ آپ ہی سے فتویٰ دلواتے تھے۔ (متوفی: ۲۳۸ ہجری)

داؤد بن رشید خوارزمی امام محمد و حفص بن غیاث کے اصحاب سے محدث ثقہ فقیہ تھے۔ امام مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و نسائی نے آپ سے روایت کی۔ بخاری نے بالواسطہ آپ سے ایک حدیث لی۔ (متوفی: ۲۳۹ ہجری)

ابراہیم بن یوسف بلخی شیخ اجل محدث ثقہ صدوق تھے۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں آپ کی بڑی عزت تھی۔ مدت تک امام ابویوسف کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا۔ حدیث سفیان اور امام مالک اور وکیع سے پڑھی۔ امام نسائی نے اپنی کتاب میں آپ سے روایت کی ہے اور آپ کو ثقہ بتلایا ہے۔ (متوفی: ۲۴۱ ہجری)

یحییٰ بن اکثم مروزی قاضی علامہ فقیہ محدث صدوق عارف مذہب بصیر احکام تھے۔ مامون عباسی کے بڑے رفیق تھے۔ حدیث امام محمد اور ابن مبارک اور سفیان بن عینیہ سے پڑھی۔ اور آپ سے امام بخاری نے غیر جامع میں اور ترمذی نے روایت کی ہے۔ تراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ (متوفی: ۲۴۲ یا ۲۴۳ ہجری)

ابراہیم بن ادہم بلخی محدث صدوق عارف والی تارک الدنیا صاحب کرامات تھے۔ مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہ کر ان سے علم حاصل کیا۔ آپ فضیل بن عیاض کے مرید و خلیفہ تھے۔ بادشاہی چھوڑ کر آپ نے فقر اختیار کیا اور بہت سے

marfat.com

مشائخ طریقت سے بھی آپ نے فیض لیا۔ امام بخاری و مسلم نے غیر صحیحین میں آپ سے روایت کی ہے۔ (متوفی: ۲۶۲ ہجری)

بکار بن قتیبہ بن اسد بصری فقیہ زاہد محدث ثقہ تھے۔ بصرے میں ۱۸۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ فقہ ہلال رازی کے بیٹے یحییٰ تلمیذ امام ابویوسف سے پڑھی اور امام زفر سے بھی استفادہ کیا ہے اور آپ سے ابوعوانہ اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ (متوفی: ۲۷۰ ہجری)

محمد بن سلمہ بلخی فقیہ کامل عالم متبحر تھے اور ۱۹۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ فقہ ابوسلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے پڑھی اور محمد بن شجاع سے بھی بہت روز تک فقہ پڑھی ہے اور آپ سے ابوبکر اسکاف نے تفقہ کیا۔ (متوفی: ۲۷۸ ہجری)

سلیمان بن شعیب امام محمد کے اصحاب میں سے بڑے فقیہ متبحر تھے۔ نوادر آپ کی تصنیفات سے یادگار ہے۔ آپ سے ابو جعفر طحاوی محدث نے روایت(۱) کی ہے۔ (متوفی: ۲۷۸ ہجری)

چوتھی صدی کے علماء

محمد بن سلام بلخی ابو حفص کبیر کے معاصر فقیہ متبحر صاحب فتاویٰ تھے۔

ابوسعید احمد بردعی ابو علی دقاق اور اسمٰعیل بن حماد کے شاگرد رشید اور ابوالحسن کرخی کے استاد تھے۔ (متوفی: ۳۰۵ ہجری)

طحاوی ابو جعفر احمد بن محمد ازدی نے مذہب شافعی چھوڑ کر مذہب حنفی اختیار کیا۔ بڑے فقیہ جید اور محدث جلیل القدر تھے۔ شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار اور شرح جامعین آپ کی یادگار ہے۔ (متوفی: ۳۱۷ ہجری)

اسکاف ابوبکر محمد بن احمد بلخی محمد بن سلمہ کے شاگرد اور ابو جعفر ہندوانی کے استاد

(۱) امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کی معانی الآثار دیکھنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔

marfat.com

اور بڑے جلیل القدر فقیہ جید تھے۔ (متوفی: ۳۲۱ ہجری)

حاکم شہید محمد بن محمد بن احمد بلخی مروزی فقیہ محدث حاکم صاحب مستدرک کے استاد تھے۔ (متوفی: ۳۳۳ ہجری)

صفار ابوالقاسم احمد بن عصمہ بلخی شاگرد نصیر بن یحییٰ تلمیذ محمد بن سماعہ کے تھے۔ آپ اپنے وقت کے امام کبیر فقیہ جید تھے۔ (متوفی: ۳۳۶ ہجری)

کرخی عبیداللہ بن حسن امام مجتہد فی المسائل فقیہ عابد زاہد ابوسعید بردعی کے شاگرد اور ابوبکر جصاص رازی کے استاد تھے۔ اکابر فقہاء آپ کے تلامذہ تھے۔ (متوفی: ۳۴۰ ہجری)

سبذ مونی المعروف بہ لقب استاذ' ابوعبداللہ بن ابوحفص کبیر کے شاگرد اور ابن مندہ محدث کے استاد تھے۔ آپ اصحاب وجود سے تھے۔ آپ کا ذکر مقدمے میں بعنوان سبذ مونی کر دیا گیا ہے۔ (متوفی: ۳۴۰ ہجری)

طبری احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بغداد کے اکابر فقہا سے تھے۔ آپ ابوسعید بردعی کے شاگرد اور کرخی کے معاصر' شارح جامعین تھے۔ آپ طبرستان کے باشندہ تھے۔ (متوفی: ۳۴۰ ہجری)

قاضی الحرمین ابوالحسن احمد بن محمد نیشاپوری شیخ حنفیہ اور امام ابوالحسن کرخی کے شاگرد فقیہ کامل امام فاضل تھے۔ (متوفی: ۳۵۱ ہجری)

ہندوانی امام محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بلخی فقیہ محدث' ابوحنیفہ کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ فقیہ ابواللیث کے استاد تھے۔ آپ نے ابوبکر اسکاف کے شاگرد ابوبکر اعمش سے فقہ پڑھی اور آپ روزانہ اپنی والدۂ ماجدہ کا قدم چوما کرتے تھے۔ آپ کا ذکر مقدمے میں کر دیا گیا ہے۔ (متوفی: ۳۶۲ ہجری)

سیرانی قاضی ابوسعید حسن بن عبداللہ' شہر سیراف کے باشندہ جامع علوم و فنون ابوالفرج اصفہانی کے معاصر اور ابن درید لغوی اور ابن سراج نحوی کے شاگرد تھے۔ پچاس برس تک آپ رصافہ میں مفتی حنفیہ رہے۔ سیبویہ نحوی کی الکتاب کی

marfat.com

شرح بھی آپ نے لکھی ہے۔ (متوفی: ۳۲۸ ہجری)

جصاص ابو بکر احمد بن علی رازی 'ابو سہل زجاج سے فقہ اور ابو حاتم اور عثمان دارمی سے حدیث پڑھی۔ آپ کو اصحاب تخریج میں شمار کیا ہے 'مگر آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں کہنا بجا ہے۔ آپ کی عمر پینسٹھ برس کی تھی۔ (متوفی: ۳۷۰ ہجری)

ابو اللیث سمرقندی امام الہدیٰ نصر بن محمد فقیہ محدث لاکھ حدیث کے حافظ تھے۔ علوم صفار سے حاصل کئے۔ آپ تمام عمر میں کبھی جھوٹ نہیں بولے۔ آپ کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کتب امام محمد و امام وکیع و ابن مبارک و امالی امام ابو یوسف سب آپ کو حفظ تھیں۔ بستان العارفین وغیرہ آپ کی یادگار ہے۔ (متوفی: ۳۷۳ ہجری)

زعفرانی ابو الحسن محمد بن احمد فقیہ ثقہ صالح ابو بکر رازی کے شاگرد تھے۔ زعفرانی یا تو نسبت ہے شہر زعفرانیہ کی طرف جو بغداد کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے یا نسبت ہے بیع زعفران کی طرف اور نیز زعفران دو شہروں کا نام بھی ہے۔ ایک تو علاقہ بغداد میں اور دوسرا ہمدان اور اسد آباد کے درمیان میں ہے' واللہ اعلم۔ (متوفی: ۳۹۳ ہجری)

فقیہ جرجانی ابو عبداللہ محمد بن یحیٰ علامہ فہامہ افقہ الفقہاء ابو بکر رازی کے شاگرد اور قدوری اور احمد ناطفی کے استاد تھے۔ صاحب ہدایہ نے آپ کو اصحاب تخریج میں شمار کیا ہے۔ (متوفی: ۳۹۸ ہجری)

اسی صدی کے علما سے امام رستغفنی(۱) اور دامغانی(۲) اور زجاجی(۳) اور خیزاخزی

---

(۱) نام آپ کا علی بن سعید سمرقندی ہے۔ آپ ابو منصور ماتریدی کے صحبت یافتہ اور بڑے فقیہ اصولی قصبہ رستغفن کے باشندے تھے اور آپ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ مقدمے میں آپ کا ذکر کر دیا گیا ہے' فانظر ثمہ۔

(۲) آپ کا نام ابو بکر احمد بن محمد ہے۔ آپ بڑے فقیہ محدث امام طحاوی اور ابو سعید بردعی اور امام کرخی کے شاگرد تھے۔ آپ شہر دامغان کے باشندے تھے جو خراسان میں کوہستان کے پاس واقع ہے۔

(۳) آپ کی شہرت ابو سہل کے نام سے ہے۔ آپ بڑے فقیہ اور عالم جید تھے۔ آپ امام کرخی کے شاگرد تھے۔ ابو بکر احمد بن علی رازی وغیرہ فقہاء آپ کے تلامذہ سے تھے۔ عفا اللہ عنہ ما جناہ۔

marfat.com

اور ابو جعفر اشتروشنی اور ابوبکر محمد کلاباذی اور ابو عبداللہ حسن زعفرانی وغیرہم ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

پانچویں صدی کے علماء

قدوری ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد جعفر فقیہ محدث صدوق تھے۔ فقیہ جرجانی کے شاگرد اور خطیب(۱) بغدادی کے استاد تھے۔ آپ اجل فقہا تھے۔ کتاب مختصر قدوری آپ کی یادگار ہے۔ مقدمے میں آپ کا حال لکھا گیا ہے۔ (متوفی: ۴۲۸ ہجری)

ابن سینا رئیس الحکما' شیخ رئیس' ابوعلی حسن بن عبداللہ بن سینا اہل اسلام میں اعلیٰ درجے کا حکیم طبیب عالم جامع علوم و فنون صاحب تصانیف' یہ شخص گزرا ہے۔ شفا کتاب انہیں کی یادگار ہے۔ ان کا خاتمہ موت بہت اچھا ہوا۔ الحمدللہ علی ذلک۔ (متوفی: ۴۴۸ ہجری)

دبوسی ابو زید عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ قاضی فقیہ جید تھے۔ مدت تک علمائے بخارا اور سمرقند سے مناظرے کئے۔ مقدمے میں آپ کا حال گزرا ہے۔ (متوفی: ۴۳۰ ہجری)

صیمری حسین بن علی بن محمد بن جعفر محدث صدوق تھے۔ ۳۵۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ شہر صیمر کے پہاڑ پر رہا کرتے تھے جو ملک خورستان میں نہر بصرہ پر واقع ہے۔ آپ نے ابوالحسین دارقطنی سے حدیث پڑھی ہے۔ آپ قاضی القضاۃ دامغانی کے استاد اور خطیب بغدادی کے شیخ تھے۔ بغداد میں آپ کا انتقال ہوا۔ (متوفی: ۴۳۶ ہجری)

ناطفی احمد بن محمد ابوالعباس فقیہ محدث تھے۔ آپ نے فقہ ابو عبداللہ جرجانی سے پڑھی اور جرجانی ابوبکر جصاص رازی کے شاگرد تھے۔ مقدمے میں آپ کا حال گزر

(۱) صاحب تاریخ ابوبکر احمد بن علی بغداد میں بماہ ذی الحجہ ۴۶۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ (تاریخ خمیس صفحہ ۴۰۰)

marfat.com

چکا ہے۔ (متوفی: ۴۴۶ ہجری)

شمس الائمہ حلوانی عبدالعزیز بخاری بڑے علامہ فقیہ جید تھے۔ ابن کمال باشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ شمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ زرنگری اور فخرالاسلام بزدوی اور صدرالاسلام بزدوی آپ کے تلامذہ سے تھے۔

عکبری ابوالقاسم عبدالواحد بن علی بڑے فقیہ نحوی لغوی مورخ ادیب تھے۔ حنبلی مذہب سے رجوع کرکے حنفی المذہب اختیار کیا۔ یہ احمد قدوری کے شاگرد تھے۔ عکبر بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلے پر دریائے دجلہ پر واقع ہے۔

سغدی رکن الاسلام ابوالحسن علی شمس الائمہ سرخسی کے شاگرد تھے۔ آپ بخارا کے قاضی بھی تھے۔ قاضی خان وغیرہ فتاویٰ میں آپ کے مکرر جابجا اقوال مذکور ہیں۔ سغد سمرقند کے نواح میں ایک علاقے کا نام ہے۔

کرابیسی ابوالمظفر جمال الاسلام اسعد بن محمد بن حسین نیشاپوری فقیہ ادیب اصولی تھے۔ کرابیس کرباس کی جمع ہے اور وہ ایک قسم کے کپڑے کو کہتے ہیں۔ یا تو آپ اس کی تجارت کرتے تھے یا بیع و شرا کرتے تھے۔

دامغانی ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد حنفی، صیمری کے شاگرد تھے اور فقہ قدوری سے پڑھی۔ دامغان میں ۳۹۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ تیس سال سے زیادہ آپ بغداد میں قاضی تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قبے کے زیرسایہ آپ کا مزار ہے۔ قاضی القضاۃ بڑے دامغانی آپ ہی ہیں۔ چھوٹے دامغانی چھٹی صدی کے ہیں۔

اسبیجابی ابونصر احمد بن منصور امام متبحر، فقیہ جید تھے، بعد وفات سید ابوشجاع کے آپ ہی کو لوگوں نے فتوے فرائض میں ان کا قائم مقام سمجھا۔ مختصر طحاوی کی شرح نہایت ہی عمدہ آپ نے لکھی ہے۔ سمرقند کے علماء و فقہا سے آپ کے بہت سے مناظرے ہوئے۔ (متوفی: ۴۸۱ ہجری)

بزدوی علی بن محمد ۴۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ فقیہ محدث اصولی حفظ مذہب میں

marfat.com

ضرب المثل اپنے زمانے کے امام۔ شیخ حنفیہ مرجع انام تھے۔ آپ نے اصول بزدوی و شرح جامعین کے علاوہ قرآن شریف کی ایک بڑی تفسیر ایک سو بیس جلدوں میں لکھی ہے۔ (متوفی: ۴۸۲ ہجری)

شمس الائمہ سرخسی محمد بن احمد ۴۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے امام علامہ متکلم مناظر اصولی فقیہ محدث مجتہد تھے۔ ابن کمال باشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ آپ شمس الائمہ حلوانی کے شاگرد اور برہان الائمہ عبدالعزیز اور محمود اوزجندی اور رکن الدین مسعود اور عثمان بیکندی وغیرہم کے استاد تھے۔ آپ کا حافظہ امام شافعی سے زیادہ قوی تھا' چنانچہ کسی نے آپ کے سامنے امام شافعی کا ذکر کیا کہ ان کو تین سو جلد کتابوں کی یاد تھیں۔ اس پر آپ نے اپنی محفوظ جلدوں کو شمار کیا تو وہ بارہ ہزار نکلیں' واللہ اعلم۔ (متوفی: ۴۹۰ یا ۵۰۰ ہجری)

سید ابو شجاع محمد بن احمد بن حمزہ بڑے عالم فقیہ' رکن الاسلام علی سغدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے۔ آپ کے زمانے میں جس فتوے پر ان تینوں کے دستخط ہوتے وہ بڑا معتبر خیال کیا جاتا تھا۔

اسی صدی میں عطاء بن حمزہ سغدی استاد نجم الدین عمر نسفی اور صیمری کے شاگرد ابوالحسن نیشاپوری صاحب تفسیر وغیرہما تھے۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

چھٹی صدی کے علماء

شمس الائمہ زرنگری بکر بن محمد ۴۲۷ ہجری میں بخارا کے قریب قصبہ زرنگر میں پیدا ہوئے۔ یہ ابو حنیفہ صغیر کے نام سے پکارے جاتے تھے کیونکہ یہ بڑے اعلیٰ درجہ کے فقیہ تھے۔ (متوفی: ۵۱۲ ہجری)

دامغانی قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن قاضی القضاۃ محمد بن علی دامغانی حنفی بڑے جلیل القدر فقیہ تھے۔ بغداد میں چونسٹھ برس کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ (متوفی: ۵۱۳ ہجری)

marfat.com

خیزاخزی احمد بن عبداللہ فقیہ محدث امام جامع بخارا تھے۔ آپ قصبہ خیزاخز کے رہنے والے تھے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ (متوفی: ۵۱۸ ہجری)

کشانی(۱) ابوسعید رکن الدین مسعود بن حسین فقیہ محدث شمس الائمہ سرخسی کے شاگرد اور صدر شہید کے استاد اور کتاب مختصر مسعودی کے مصنف تھے۔ مزار آپ کا سمرقند میں ہے۔ (متوفی: ۵۲۰ ہجری)

صفار ابواسحٰق رکن الاسلام ابراہیم بن اسمٰعیل معروف بہ زاہد صفار فخرالدین قاضی خان کے استاد بڑے فقیہ عابد تھے۔ آپ تانبے کے ظروف بیچا کرتے تھے۔ (متوفی: ۵۳۴ ہجری)

اسبیحانی(۲) علی بن محمد بن اسمٰعیل شیخ الاسلام صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ مختصر طحاوی اور مبسوط کی شرح بھی آپ نے لکھی ہے۔ سمرقند ہی میں ۶ جمادی الاولیٰ ۴۵۴ ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔

منہاج الشریعہ محمد بن محمد بن حسین اپنے زمانے کے امام بڑے ذی عزت کثیرالعلم صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ آپ کے وقت میں آپ سا فاضل دوسرا نہیں تھا۔ (متوفی: ۵۳۵ ہجری)

صدر شہید ابومحمد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز فقیہ محدث عالم یگانہ امام زمانہ صاحب ہدایہ کے استاد تھے۔ آپ نے علوم اپنے والد برہان الدین کبیر سے پڑھے۔ (متوفی: ۵۶ ۳ ہجری)

مفتی الثقلین نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد نسفی بڑے اصولی فقیہ محدث مفسر لغوی نحوی ادیب صاحب ہدایہ کے استاد صدر الاسلام ابوالیسر بزدوی کے شاگرد تھے۔ (متوفی: ۵۲۷ ہجری)

(۱) کشانی، کشانیہ کی طرف منسوب ہے جو نواح سمرقند میں ایک شہر کا نام ہے۔
(۲) اسبیجانی نسبت ہے سبیجاب کی طرف جو تاش کند اور سیرام کے درمیان ایک شہر ہے۔

marfat.com

زمخشری ابوالقاسم محمود بن عمر امام علامہ نحوی لغوی فقیہ محدث مفسر ادیب بیانی مناظر کلمانی حنفی معتزلی تھے۔ تفسیر حدیث لغت ادب میں آپ نے اپنا اعجاز دکھایا ہے۔ آپ شہر زمخشر علاقہ خوارزم میں ۴۶۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ (متوفی: ۵۳۸ ہجری)

ولوالجی ابوالفتح عبدالرشید صاحب فتاوے ولوالجیہ علامہ فاضل فقیہ کامل تھے۔ مقدمے میں آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ (متوفی: ۵۴۰ ہجری)

طاہر بخاری افتخار الدین امام مجتہد فی المسائل اور قاضی خان کے شاگرد تھے۔ خلاصۃ الفتاوے اور خزانہ الواقعات اور کتاب نصاب کے مصنف تھے۔ (متوفی: ۵۴۲ ہجری)

شمس الائمہ کردری عبدالغفور بن لقمان بن محمد شارح جامعین اور زیادات تھے۔ حیرہ الفقہاء آپ کی تصنیف سے ہے۔ آپ شہر کردر کے رہنے والے تھے جو خوارزم میں واقع ہے۔ ابوالمفاخر آپ کی کنیت اور تاج الدین اور شمس الائمہ لقب تھا۔ (متوفی: ۵۶۲ ہجری)

امام زادہ چوغی رکن الاسلام محمد بن ابوبکر ادیب واعظ صوفی مفتی بخارا' شمس الائمہ بکر زنگری کے شاگرد اور برہان اسلام زرنوجی صاحب تعلیم المتعلم اور عبید اللہ محبوبی اور محمد بن عبدالستار کردری کے استاد تھے۔ چوغ ایک شہر کا نام ہے جو سمرقند کے علاقے میں ہے۔ (متوفی: ۵۷۳ ہجری)

بقالی زین المشائخ محمد بن ابوالقاسم خوارزمی امام فقیہ محدث مناظر ادیب شاعر جار اللہ زمخشری کے شاگرد تھے۔ آپ ترکاری وغیرہ بیچا کرتے تھے۔ (متوفی: ۵۷۶ ہجری)

عتابی ابونصر زاہد الدین احمد بن محمد' بخارا کے محلے عتاب کے رہنے والے شارح جامعین وزیادات تھے۔ فتاوے عتابیہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (متوفی: ۵۸۲ ہجری)

شمس الائمہ عماد الدین شمس الائمہ بکر بن محمد بن علی زرنگری اپنے وقت کے نعمان ثانی تھے۔ جمال الدین عبید اللہ محبوبی اور شمس الائمہ بکر ابن عبدالستار کردری آپ کے تلامذہ سے تھے۔ (متوفی: ۵۸۴ ہجری)

marfat.com

قاضی خان ابو المفاخر فخرالدین حسن بن منصور اوزجندی مجتہد فی المسائل تھے۔ جمال الدین حصیری اور شمس الائمہ محمد کروری اور نجم الائمہ اور نجم الدین یوسف خاصی وغیرہم اکابر علما آپ کے تلامذہ سے تھے۔ مقدمہ میں آپ کا حال گزر چکا ہے۔ (متوفی: ۵۹۲ ہجری)

صاحب ہدایہ ابوالحسن علی بن ابوبکر فرغانی مرغینانی ملقب بہ برہان الدین ۵۱۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے امام اعظم تھے۔ بدھ کے روز بعد نماز ظہر بماہ ذیقعدہ ۵۷۳ ہجری میں آپ نے ہدایہ لکھنا شروع کیا۔ تیرہ برس میں آپ نے ہدایہ کو تمام کیا اور اس مدت تصنیف میں آپ برابر روز رکھتے تھے۔ بلاد فرغانہ میں سے مرغینان ایک شہر کا نام ہے' آپ وہیں کے باشندہ تھے۔ (متوفی: ۵۹۳ ہجری)

صاحب محیط برہانی محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبدالعزیز مجتہد فی المسائل مصنف محیط اور ذخیرہ اور تجرید اور تتمہ الفتاویٰ اور شرح جامع صغیر وغیرہا اور حمیر الوبری محمد بن ابوبکر خوارزمی زین الائمہ شاگرد ابوبکر محمد بن علی زرنگری اسی صدی میں تھے۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

ساتویں صدی کے علماء

صاحب مغرب ناصر الدین ابوالفتح خوارزمی فقیہ ادیب لغوی اصولی حنفی معتزلی تھے۔ کتاب مغرب لغات فقہ میں اور ادب میں اصلاح المنطق اور ایضاح شرح مقامات حریری وغیرہ آپ کی تصنیف سے ہے۔ اسی ایضاح کو شرح مطرزی کہتے ہیں۔ (متوفی: ۶۱۰ ہجری)

صاحب ظہیریہ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری بڑے فقیہ تھے۔ آپ کی تصانیف سے فوائد ظہیریہ اور فتاوے ظہیریہ مشہور ہے۔

استروشنی مجد الدین محمد بن محمود صاحب فصول استروشنی صاحب ہدایہ کے شاگرد

marfat.com

تھے۔ یہ کتاب فصول تیس (۳۰) فصلوں پر مشتمل ہے۔ (متوفی: ۶۳۲ ہجری)

خواجہ معین الدین حسن حسینی چشتی اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور حنفی المذہب تھے۔ ہندوستان میں مروج اسلام آپ ہی ہیں۔ آپ جناب حضرت شیخ عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ تھے اور آپ جناب حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ہمعصر تھے۔

شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری امام محقق فقیہ محدث صاحب ہدایہ اور قاضی خان کے شاگرد تھے اور مطرزی صاحب مغرب سے بھی فقہ پڑھی۔ (متوفی: ۶۴۲ ہجری)

صغانی رضی الدین حسن بن محمد جامع علوم عقلیہ و نقلیہ' فقہ' حدیث' لغت وغیرہ میں امام زمانہ ماہر یگانہ' استاد مسلم الثبوت تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد شہر صغان کے باشندہ تھے' مگر آپ لاہور میں پیدا ہوئے اور غزنہ میں نشوونما پائی۔ آپ نے تصانیف بکثرت کئے ازاں جملہ مشارق الانوار' شرح صحیح بخاری' تکملہ صحاح جوہری' مجمع البحرین' کتاب العباب' کتاب العروض' زبدۃ المناسک' مصباح الدجیٰ' شرح ابیات مفصل وغیرہا ہیں۔ خلیفہ معتصم کے عہد میں آپ کی وفات ہے۔ (متوفی: ۶۵۰ ہجری)

زاہدی ابوالرجاء مختار بن محمود غزمینی حنفی معتزلی صاحب قنیہ و مجتبیٰ شرح قدوری بڑے علامہ تھے' مگر ان کی قنیہ غیر معتبر ہے۔ (متوفی: ۶۷۳ ہجری)

صاحب وقایہ تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد بن عبیداللہ محبوبی بخاری بڑے جید فقیہ حنفی اصولی تھے۔ ان کے پوتے صدر الشریعہ ثانی عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود تھے۔ انہوں نے اپنے پوتے کے حفظ کرنے کے لیے وقایہ لکھی تھی۔ (متوفی: ۶۷۳ ہجری)

نسفی محمد بن محمد بن محمد ابوالفضل اپنے زمانے کے امام مفسر محدث فقیہ اصولی متکلم تھے۔ آپ نے علم کلام میں ایک نفیس رسالہ تصنیف کیا۔ جس کو عقائد نسفی کہتے ہیں۔ اس کی شرح علامہ تفتازانی نے کی ہے جو متداول اور داخل درس ہے۔

marfat.com

(متوفی: ۶۸۶ ہجری)

صاحب مختار ابوالفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی جمال الدین حصیری کے شاگرد تھے اور آپ کا اکابر علماء کے بڑے بڑے فتاوے حفظ تھے۔ متون اربعہ معتبرہ میں آپ ہی کی تصنیف کتاب مختار داخل ہے۔ (متوفی: ۶۸۳ ہجری)

اسی صدی میں صاحب فصول عمادیہ عبدالرحیم اور صاحب اصول شاشی نظام الدین اور شارح مشکوٰۃ علامہ تورپشتی محدث اور ابوالفرج بن جوزی کے نواسے علامہ یوسف صاحب تاریخ مرآۃ الزماں اور عیسیٰ بن ملک عادل سیف الدین حنفی وغیرہم اکابر علما تھے۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

آٹھویں صدی کے علماء

نسفی ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد شہر نسف کے رہنے والے محقق مدقق فقیہ اصولی مفسر چھٹے طبقے کے فقہا سے تھے۔ آپ تاج الشریعہ کے ہمعصر تھے اور فقہ شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری اور مولانا حمید الدین ضریر اور خواہرزادہ بدرالدین سے پڑھی ہے۔ (متوفی: ۷۱۰ ہجری)

سغناقی حسام الدین حسن بن علی فقیہ نحوی شہر سغناق کے رہنے والے تھے جو ترکستان میں واقع ہے۔ نہایہ شرح ھدایہ آپ ہی کی تصنیف ہے۔ علامہ قوام الدین محمد کاکی صاحب معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور سید جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ نے آپ ہی سے فقہ پڑھی ہے۔ (متوفی: ۷۱۱ ہجری)

حضرت نظام الدین اولیا سلطان المشائخ، سلطان الاولیا محمد بن احمد بن علی بخاری بدایونی دہلوی صوفی کامل مکمل فقیہ محدث مفسر نحوی منطقی ادیب تھے۔ مقامات حریری کو آپ نے حفظ کر لیا تھا۔ (متوفی: ۷۲۵ ہجری)

یوسف بن عمر صوفی، فضل اللہ صاحب فتاوائے صوفیہ کے استاد تھے۔ آپ کی

marfat.com

تصانیف سے جامع المضمرات شرح مختصر قدوری ہے۔

زیلعی ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی مفتی مدرس فقیہ نحوی محقق مدقق تھے۔ آپ نے جامع کبیر کی بھی شرح لکھی ہے۔ اور کنزالدقائق کی شرح تبیین الحقائق آپ کی تصنیف راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ (متوفی: ۷۴۳ ہجری)

طرسوی قاضی القضاۃ نجم الدین ابراہیم بن علی مصنف فتاوائے طرسوسہ اور انفع الوسائل فقیہ اصولی دمشق کے مدرس اور قاضی تھے۔ (متوفی: ۷۵۸ ہجری)

امام زیلعی جمال الدین فقیہ محدث محقق حافظ مدقق شارح کنز فخرالدین زیلعی کے شاگرد اور حافظ زین عراقی کے معاصر اور دوست تھے۔ احادیث ہدایہ و خلاصہ و تفسیر کشاف کی تخریج آپ ہی نے کی ہے۔ آپ کی تخاریج سے حافظ ابن حجر نے بڑی مدد لی ہے۔ (متوفی: ۷۶۲ ہجری)

بابرتی اکمل الدین محمد بن محمد امام محقق فقیہ مدقق محدث جید لغوی نحوی صرفی قوی النفس عظیم الھیبت وافر العقل میر سید شریف علی جرجانی کے استاد تھے۔ عنایہ شرح ہدایہ اور شرح تجرید طوسی اور شرح اصولی بزدوی اور شرح مشارق الانوار وغیرہا آپ کی تصانیف سے ہے۔ بابرتی شہر بابرتا کی طرف نسبت ہے جو بغداد کے ضلع میں ہے۔ (متوفی: ۷۸۶ ہجری)

علامہ تفتازانی سعد الدین مسعود بن عمر شافعی، شہر تفتازان واقع خراسان میں ۷۲۲ ہجری میں تولد ہوئے۔ آپ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ صاحب تصانیف کثیرہ وسیع النظر تھے۔ آپ کی تصانیف سے شرح زنجانی اور سعدیہ اور فتاوائے حنفیہ اور شرح تہذیب اور مقاصد اور شرح مقاصد اور شرح عقائد نسفی اور مطول اور مختصر اور تلویح اور تکملہ شرح ہدایہ وغیرہا ہیں، چونکہ آپ حنفیہ کے اصول و فروع کے عالم اور احناف کے مفتی تھے اس لیے یہاں آپ کا بھی ذکر استطرادا کر دیا گیا۔ (متوفی: ۷۹۱ ہجری)

اسی صدی میں مصنف کفایہ سید جلال الدین خوارزمی کرلانی اور ابوبکر بن مظفر

marfat.com

فقیہ عابد مصنف سراج الوہاج شرح قدوری اور جوہرہ نیرہ شرح مختصر قدوری اور تفسیر کشف التنزیل اور قاضی عبدالمقتدر استاد جناب حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری مصنف شرح ہندی کافیہ اور علی سیرانی اور محمود قونوی اور محمد قونوی وغیرہم ہیں' رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

نویں صدی کے علماء

ابن شحنہ محب الدین ابوالولید محمد بن محمد ۷۴۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اکابر علما سے فقہ ادب نحو معانی بیان وغیرہ علوم پڑھے اور آپ سے ابن الہمام نے تلمذ کیا۔ آپ کی تصانیف سے سیرۃ نبویہ اور روضتہ المناظر تاریخ میں یادگار ہے۔ آپ کا قول بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ (متوفی: ۸۱۵ ہجری)

سید شریف علی بن محمد جرجانی بڑی ذکی و فطین اکمل الدین بابرتی کے فقہ میں شاگرد تھے۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ آپ نے سترہ مرتبہ شرح مطالع پڑھی۔ تصانیف بھی پچاس سے زیادہ آپ نے کئے ہیں۔ ازاں جملہ شرح وقایہ شرح سراجیہ' شرح مواقف' شرح مفتاح' شرح کافیہ' حاشیہ ہدایہ' حاشیہ مشکوۃ' حاشیہ تلویح' حاشیہ نصاب الصبیان' نحو میر' صرف میر' صغریٰ' کبریٰ' حاشیہ کشاف' حاشیہ قطبی وغیرہا ہیں۔ (متوفی: ۸۲۹ ہجری)

کردری محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ شمس الدین فناری سے اور آپ سے روم میں بہت مباحثے ہوئے۔ کتاب وجیز جسے فتاویٰ بزازیہ بھی کہتے ہیں' آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (متوفی: ۸۲۷ ہجری)

قاری الہدایہ سراج الدین عمر بن علی بڑے مستند فقیہ تھے۔ تعلیقات ہدایہ اور فتاویٰ آپ کا یادگار ہے۔

محمد بن علامہ سید شریف جرجانی جامع عالم تھے۔ علوم اپنے والد سید شریف سے پڑھے اور تفتازانی کی ارشاد فی النحو کی شرح لکھی اور نیز ہدایہ الحکمتہ اور فوائد غیاثیہ کی

marfat.com

شرح لکھی اور منطق میں بھی ایک رسالہ تصنیف کیا۔ (متوفی: ۸۳۸ ہجری)

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری فقیہ مفسر نحوی لغوی ادیب بلیغ بیانی وحید العصر فرید الدہر صاحب تصانیف قاضی عبدالمقتدر کے شاگرد تھے۔ آپ کی تصنیفات سے شرح کافیہ اور ارشاد النحو اور بدیع البیان بلاغت میں اور تفسیر بحر مواج فارسی اور شرح اصول بزدوی تا بحث امر اور رسالہ مناقب السادات اور شرح قصیدہ بانت سعاد اور رسالہ تقسیم علوم اور رسالہ تقسیم صنائع وغیرہا ہیں۔ آپ کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ مزار آپ کا بجانب دکن مسجد اٹالہ واقع جونپور میں ہے۔ بعضوں کے نزدیک فتاوائے ابراہیم شاہی آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (متوفی: ۸۴۸ ہجری)

عینی قاضی القضاۃ بدرالدین محمود بن احمد محدث فقیہ لغوی علامہ فہامہ سریع الکتابہ اکابر علمائے احناف سے تھے۔ حدیث زین الدین عراقی سے حاصل کی۔ صحیح بخاری اور ہدایہ اور کنز اور تحفہ الملوک اور معانی الاثار اور درر البحار اور منار کی شرحیں لکھی ہیں اور آپ نے نوے سال کی عمر میں بنایہ شرح ہدایہ لکھی ہے۔ عینی عین تاب کی طرف منسوب ہے۔ (متوفی: ۸۵۵ ہجری)

شیخ ابوالفتح جونپوری عالم فاضل فصیح بلیغ جامع معقول و منقول اپنے جد امجد قاضی عبدالمقتدر کے شاگر اور مرید تھے۔ موافق وصیت قاضی صاحب کے ہمیشہ افادۂ علوم میں مشغول رہے۔ عربی و فارسی میں قصائد بھی آپ کہا کرتے تھے۔ ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے اور آپ سے بہت مباحثے ہوئے۔ ملک العلما اور شیخ موصوف وغیرہما اکابر علما امیر تیمور کے واقع میں دہلی سے جونپور آئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔ پیدائش شیخ ابوالفتح کی ۷۷۲ ہجری میں ہے۔ (متوفی: ۸۵۸ ہجری)

ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبدالحمید امام محقق علامہ مدقق فقیہ اصولی مفسر حافظ نحوی کلامی منطقی تھے۔ بعضوں نے آپ کا طبقہ اہل ترجیح سے اور بعضوں نے طبقہ اہل اجتہاد سے شمار کیا ہے۔ آپ کے والد شہر سیواس کے قاضی تھے اور اس وجہ سے ابن

marfat.com

الہمام کو سیواسی کہتے ہیں۔ (متوفی: ۸۶۱ ہجری)

خیالی شمس الدین احمد بن موسیٰ بڑے ذکی معقولی تھے۔ عقائد نسفی کا بہت مختصر اور نہایت ہی عمدہ حاشیہ آپ نے لکھا ہے اور خیالی کے حاشیہ پر مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے حاشیہ لکھا اور خیالی نے اوائل شرح تجرید پر بھی حاشیہ لکھا۔ افسوس کہ اس علامہ نے کل تینتیس (۳۳) سال کی عمر پائی۔ (متوفی: ۸۷۰ ہجری)

ابن امیر حاج شمس الدین حلبی شاگرد ابن ہمام فقیہ حدیث مفسر تھے۔ آپ کی تصانیف سے ذخیرۃ الفقر فی تفسیر سورۃ العصر اور حلیتہ المحلی شرح منیتہ المصلی اور شرح مقدمہ ابواللیث سمرقندی ہے۔ (متوفی: ۸۷۶ ہجری)

قاسم بن قطلوبغا حنفی فقیہ محدث علامہ فہامہ جامع عقلیہ و نقلیہ تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج الدین قاری الہدایہ اور ابن الہمام سے حدیث پڑھی۔ (متوفی: ۸۷۹ ہجری)

ملا خسرو محمد بن فراموز فقیہ اصولی تھے۔ غررالاحکام اور دررالحکام اور مرقات الاصول وغیرہ کتب معتبرہ آپ کی تصانیف سے یادگار زمانہ ہیں۔ (متوفی: ۸۸۵ ہجری)

اسی صدی میں علامہ حسن چلپی اور ملا نورالدین عبدالرحمٰن جامی اور قاضی زادہ رومی اور ابن ملک اصولی وغیرہم بھی ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

دسویں صدی کے علماء

اخی چلپی یوسف بن جنید توقانی ذخیرۃ العقبی حاشیہ شرح وقایہ کے مصنف جامع علوم عقلیہ و نقلیہ حاوی فروغ و اصول تھے۔ یہ ملا خسرو مذکور کے شاگرد تھے۔ حاشیہ چلپی انہیں کے حاشیہ کو کہتے ہیں جو شرح وقایہ کے ساتھ کلکتہ میں چھپا ہے۔ آپ نے اس حاشیہ کو دس برس میں لکھا ہے۔ تلویح اور بیضاوی کے محشی آپ نہیں ہیں بلکہ وہ حسن چلپی نویں صدی کے ہیں۔ (متوفی: ۹۰۵ ہجری)

marfat.com

کاشفی صاحب تفسیر حسینی حسین بن علی واعظ بڑے عالم ماہر کامل تھے لیکن علوم نجوم اور انشا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ جواہر التفسیر اور روضۃ الشہداء اور انوار سہیلی اور اخلاق محسنی اور مخزن الانشاء اور رشحات وغیرہا آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ (متوفی:۹۱۰ہجری)

مولانا عبدالغفور لاری ملقب بہ رضی الدین مولانا جامی کے اجلہ تلامذہ و اعاظم خلفا سے تھے۔ آپ حضرت سعد بن عبادہ کی اولاد سے جامع علوم ظاہریہ و باطنیہ تھے۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح جامی اور حاشیہ نفحات الانس یادگار ہے۔ حضرت جامی بہت کم مرید کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک مرید کامل واکمل عبدالغفور لاری ہزار مرید سے بہتر ہے۔ (متوفی: ۹۱۲ ہجری)

مولانا الہدا دجونپوری دارالسرور جونپور کے اکابر علما سے تھے۔ ہدایہ و اصول بزدوی و قنیہ و مدارک و کافیہ کی شرح لکھی ہے۔ آپ بیک واسطہ حضرت ملک العلما قاضی شہاب الدین کے شاگرد تھے۔

ابن کمال پاشا رومی شمس الدین احمد بن سلیمان جامع جمیع علوم و فنون فقیہ محدث (مثل علامہ امام سیوطی) تھے۔ کفوی نے آپ کو اصحاب ترجیح میں شمار کیا ہے۔ مقدمہ میں آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ (متوفی: ۹۴۰ ہجری)

مولانا عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ فقیہ کامل صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ شرح عقائد نسفی اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے ہیں اور شرح وقایہ کی شرح اور تلخیص المعانی کی شرح بنام اطول تصنیف کی ہے۔ (متوفی: ۹۴۴ ہجری)

سعدی چلپی سعد اللہ بن عیسیٰ ابن امیر خان رومی مفتی و مدرس بڑے زبردست عالم تھے۔ آپ نے عنایہ اور بیضاوی پر حواشی لکھے ہیں۔ (متوفی: ۹۴۵ ہجری)

عرب چلپی قاضی احمد بن حمزہ فقیہ محشی شرح وقایہ تھے۔

شیخ زادہ رومی محی الدین محمد بن مصلح الدین جامع معقول و منقول حاوی فروع و

marfat.com

اصول وقایہ اور مفتاح اور سراجیہ کے شارح تھے۔ آپ نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ بہت ہی نفیس آٹھ جلدوں میں لکھا ہے۔ (متوفی: ۹۵۰ ہجری)

حلبی ابراہیم محمد بن ابراہیم فقیہ محدث حلب کے رہنے والے اور ملتقی الابحر کے مصنف تھے۔ اسی ملتقی الابحر کی شرح مجمع الانہر ہے۔ آپ نے منیتہ المصلی کی دو شرحیں لکھی ہیں ایک کبیری اور دوسری صغیری اور دونوں چھپ گئی ہیں۔ (متوفی: ۹۵۶ ہجری)

علی متقی جونپوری بڑے جید محدث علامہ تھے۔ آپ کے استاد ابن حجر ہیتمی نے آپ سے بیعت ارادت اور خرقہ خلافت حاصل کی۔ آپ کی تصانیف ایک سو سے زیادہ ہیں۔ کنز العمال آپ ہی کی تصانیف سے یادگار ہے۔ (متوفی: ۹۷۵ ہجری)

اسی صدی میں مولانا معین الدین فراہی واعظ جامع ہرات اور مصنف معارج النبوت اور میر جمال الدین عطاء اللہ محدث صاحب روضتہ الاحباب اور طاش کبری زادہ اور عرب زادہ اور مولانا محمد کلی صاحب طریقہ محمدیہ اور مفتی ابوالسعود مفسر رومی اور مولانا کلان استاد علی قاری اور مورخ نامی محمود بن سلیمان کفوی مصنف اعلام الاخیار اور علامہ عبدالعلی برجندی شارح مختصر وقایہ اور شیخ اسمٰعیل حقی افندی حنفی مصنف تفسیر روح البیان وغیرہم ہیں، رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

گیارہویں صدی کے علماء

شیخ عبدالوہاب متقی شیخ الحرمین تھے۔ بیس سال کی عمر میں ۹۶۳ ہجری میں حج سے فارغ ہو کر علی متقی کی خدمت میں رہ کر بارہ سال تک علوم پڑھے اور جملہ علوم شرعیہ نقلیہ میں ماہر استاد ہوئے اور نیز آپ علی متقی کی بیعت و خلافت سے مشرف ہو کر چھبیس سال تک مکہ معظمہ میں ظاہری و باطنی علوم کی اشاعت میں مصروف رہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ ہی سے حدیث پڑھی ہے اور شیخ نے آپ ہی سے

marfat.com

بیعت کی اور خلافت لی ہے۔ شیخ نے کتاب الاخبار الاخیار میں آپ کا حال بڑی شرح کے ساتھ لکھا ہے۔ (متوفی: ۱۰۰۱ ہجری)

تمرتاشی محمد بن عبداللہ صاحب تنویر الابصار بڑے فقیہ زین الدین ابن نجیم مصری صاحب بحرالرائق کے شاگرد تھے اور منح الغفار شرح تنویر الابصار آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ مقدمہ میں آپ کا حال لکھا گیا ہے۔ (متوفی: ۱۰۰۴ ہجری)

ابن نجیم مصری عمر بن ابراہیم بن محمد، سراج الدین لقب تھا۔ اپنے بھائی صاحب بحرالرائق زین العابدین ابن نجیم کے شاگرد، نہرالفائق شرح کنز کے مصنف تھے۔ علوم شرعیہ میں بڑے ماہر اور متبحر اور فقیہ محقق تھے۔ (متوفی: ۱۰۰۵ ہجری)

باقی باللہ حضرت خواجہ محمد باقی نقشبندی دہلوی" نہایت کم گو، کم خور، کم خواب فقیہ محدث مفسر تھے۔ آپ بعد نماز عشا تہجد تک دو ختم قرآن شریف کا کرتے تھے۔ آپ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے مگر امام اعظم ابوحنیفہ کی روح پرفتوح کے منع کرنے سے آپ نے قرات خلف الامام ترک کر دی۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔ (متوفی: ۱۰۱۲ ہجری)

ملا علی قاری علی بن سلطان محمد ہروی ملقب بہ نور الدین مجاور مکہ معظمہ حنفی المذہب جامع علوم عقلیہ و نقلیہ محدث محقق مدقق تھے۔ آپ ہرات میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے احمد بن حجر مکی اور ابوالحسن بکری اور قطب الدین مکی اور عبداللہ سندی سے علوم مروجہ پڑھے۔ تصانیف آپ کی بکثرت ہیں اور مزار آپ کا مکہ معظمہ میں ہے۔ (متوفی: ۱۰۱۴ ہجری)

ملا آخوند محمد کمال الدین برادر مولانا جمال الدین بڑے علامہ فہامہ جامع العلوم و الفنون تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی ظاہری علوم میں آپ ہی کے شاگرد تھے۔ (متوفی: ۱۰۱۷ ہجری)

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد فاروقی سرہندی ۹۷۱ ہجری میں عالم

marfat.com

امکان میں جلوہ افروز ہوئے۔ بعد حفظ قرآن مجید کے محقق کمال الدین کاشمیری سے کتب معقولات بکمال تحقیق پڑھیں۔ آپ بڑے زبردست فقیہ محدث جامع الکمالات فاضل محقق کامل مدقق تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ کے مرید تھے۔ مجدد الف ثانی کا خطاب آپ کو مولانا سیالکوٹی نے پہلے پہل دیا۔ (متوفی: ۱۰۳۵ ہجری)

ملا عصمت اللہ سہارنپوری مشاہیر علمائے ہند سے تھے۔ آپ نے تمام عمر اپنی درس تدریس میں صرف کر دی۔ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ حاشیہ عصمت بر شرح ملا آپ کا یادگار ہے۔ (متوفی: ۱۰۳۹ ہجری)

شیخ دہلوی ابوالمجد عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ بخاری دہلوی ۹۵۸ ہجری میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظ قرآن شریف بقیۃ السلف حجۃ الخلف فقیہ محدث محقق تھے۔ شرح عقائد اور مطول پڑھنے کے بعد آپ نے قرآن حفظ کیا۔ کئی مرتبہ آپ کا عمامہ اور سر کے بال مطالعہ کے وقت چراغ سے جل گئے۔ ہندوستان میں علم حدیث نے آپ ہی کی ذات سے شیوع پایا۔ تصانیف آپ کے بڑے مفید اور مستند سمجھے جاتے ہیں۔ ازاں جملہ لمعات شرح مشکوۃ عربی اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ فارسی' اور شرح سفر السعادت' اور شرح فتوح الغیب' اور مدارج النبوۃ اور اخبار الاخیار اور ماثبت بالسنہ اور جذب القلوب اور مرج البحرین وغیرہا ہیں۔ (متوفی: ۱۰۵۲ ہجری)

ملا محمود جونپوری بن محمد فاروقی مصنف شمس بازغہ والفرائد ہند کے اکابر علمائے نامدار و فضلائے کبار سے علامہ اجل ادیب حکیم تھے۔ جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ و فنون متداولہ رسمیہ اپنے دادا شاہ محمد اور استاذ الملک شیخ محمد افضل جونپوری سے حاصل کر کے سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر مسند افادت پر متمکن ہوئے۔ تمام عمر میں آپ سے کوئی ایسا قول صادر نہیں ہوا جس سے آپ نے رجوع کیا ہو۔ (متوفی: ۱۰۶۲ ہجری)

استاذ الملک مولانا شیخ محمد افضل جونپوری بڑے علامہ تھے۔ آپ کی منقبت میں

marfat.com

اسی قدر کہنا کافی ہے کہ آپ ملا محمود جونپوری صاحب شمس بازغہ کے استاد تھے۔ بعد وفات ملا محمود جونپوری کے چالیس روز تک آپ نے کبھی تبسم نہیں کیا اور اس فاضل کامل حکیم لاثانی کے غم میں آپ کا بھی انتقال ہوگیا۔

ملا کاتب چلپی مصطفیٰ بن عبداللہ مورخ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ آپ قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ آپ کی تصنیف سے کتاب کشف الظنون ایسی لاجواب ہے جس کا ایک عالم مقر ہے گو تقیید سنوات میں کہیں کہیں مسامحہ بھی ہوا ہے۔ (متوفی: ۱۰۶۷ ہجری)

آفتاب پنجاب مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی فقیہ منطقی صاحب تصانیف عالیہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو آفتاب پنجاب کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ جہانگیر و شاہجہان کے دربار میں آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی۔ (متوفی: ۱۰۶۸ ہجری)

اسی صدی میں علامہ فقیہ حسن شرنبلالی (متوفی: ۱۰۶۹ ہجری) اور علامہ احمد خفاجی (متوفی: ۱۰۶۹ ہجری) اور زین العابدین صاحب بحرائق (متوفی: ۱۰۷۰ ہجری) اور شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب تفسیر القاری شرح صحیح بخاری (متوفی: ۱۰۸۸ ہجری) اور علامہ خیرالدین رملی صاحب فتاویٰ (متوفی: ۱۰۸۱ ہجری) اور علامہ فقیہ محمد حصکفی صاحب درمختار (متوفی: ۱۰۸۸ ہجری) اور بیری زادہ حنفی مفتی مکہ مکرمہ (متوفی: ۱۰۹۹ ہجری) وغیرہم اکابر علماء اور اعاظم فضلا گزرے ہیں، رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

بارہویں صدی کے علماء

میر زاہد بن قاضی محمد اسلم ہروی عالم متبحر منطقی ذہین فطین طباع ہندوستان میں پیدا ہوئے اور علوم و فنون اپنے والد سے پڑھے اور بعض اکابر علمائے ہند سے بھی استفادہ کیا۔ حاشیہ شرح مواقف اور حاشیہ ملا جلال وغیرہ آپ کا یادگار ہے۔

marfat.com

(متوفی:۱۱۰۱ ہجری)

ملا قطب الدین سہالوی بڑے علامہ اور محب اللہ بہاری کے تملیذ التلمیذ تھے۔ شرح عقائد دوانیہ کا حاشیہ نہایت دقیق آپ کا یادگار ہے۔ قصبہ سہال علاقہ لکھنؤ میں آپ پیدا ہوئے۔ (متوفی: ۱۱۰۳ ہجری)

محب اللہ بہاری علامہ فہامہ ۔بحرزخار فقیہ اصولی منطقی حجتہ الخلف موضع کڑہ واقع بہار کے رہنے والے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو لکھنؤ کا قاضی بنایا تھا' پھر حیدر آباد کے قضا پر مامور کیا تھا۔ پھر عہدہ قضا سے برطرف کرکے اپنے پوتے کے پڑھانے کے لیے آپ کو مقرر کیا۔ شاہ عالم بن عالمگیر نے آپ کو فاضل خان کا لقب عطا فرمایا تھا۔ آپ کے تصانیف نہایت دقیق اور پر معنی اور عمدہ ہوتے تھے۔ ازاں جملہ اسلم اور مسلم الثبوت وغیرہما ہیں۔ (متوفی: ۱۱۱۹ ہجری)

ملا جیون شیخ احمد صدیقی امیٹھوی فقیہ اصولی محدث جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول علامہ وقت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے استاد صاحب فتویٰ تھے۔ سات برس کی عمر میں قرآن شریف یاد کر لیا تھا۔ آپ بڑی قوی الحافظہ تھے۔ فضلائے وقت سے اوائل علوم کی کتابوں کے پڑھنے کے بعد مولانا لطف اللہ جہاں آبادیؒ سے کل علوم دینیہ شرعیہ و فنون مروجہ رسمیہ کی تکمیل سولہ سال کی عمر میں کر کے سند فراغ حاصل کی۔ تفسیر احمدی و نور الانوار آپ کی یادگار ہے۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بنارسی جامع معقول و منقول تھے۔ شاہ عالمگیر کی طرف سے صدارت لکھنؤ پر مقرر تھے۔ اسی زمانے میں قاضی محب اللہ بہاری بھی وہاں قاضی تھے۔ ان دونوں حضرات میں مناظرے و مباحثے برابر جاری رہے۔ حافظ صاحب کی تصانیف سے اصول فقہ میں ایک متن بنام مفسر اور اس کی شرح محکم الاصول اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ تلویح اور حاشیہ قدیمہ اور حاشیہ شرح مواقف اور حاشیہ

marfat.com

حکمۃ العین اور حاشیہ شرح عقائد دوانیہ وغیرہا ہیں۔

ملا نظام الدین سہالوی بن مولانا قطب الدین بڑے زبردست عالم فاضل کامل مکمل تھے۔ آپ نے علوم شیخ غلام نقشبند سے پڑھے اور حضرت شیخ عبدالرزاق بانسوی متوفی ۱۱۳۶ ہجری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ غلام علی آزاد کہتے تھے کہ آپ کی جبین انور پر نور اقدس چمکتا تھا اور آپ سلف صالح کے طریقے پر ٹھیک تھے۔ آپ کی تصنیف سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیہ صدرا ہے۔

شاہ ولی اللہ عمری محدث دہلوی سید المفسرین سند المحدثین تھے۔ ۱۱۱۴ ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔ پانچویں سال مکتب بٹھائے گئے اور ساتویں سال قرآن شریف ختم کیا۔ پھر کتب درسیہ فارسیہ کے پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ دسویں سال شرح ملا جامی شروع کی۔ چودہویں سال آپ کا نکاح ہوا۔ پندرہویں سال اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم شاہ وجیہ الدین سے بیعت کی۔ سترہویں سال آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ بعد ان کے بارہ سال تک تدریس و تعلیم میں مصروف و مشغول رہے۔ ۱۱۴۳ ہجری میں حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ اور وہاں ایک سال تک قیام کیا اور وہاں کے علمائے محدثین سے استفادہ کیا۔ پھر چودہ رجب ۱۱۵۴ ہجری میں دہلی واپس آئے۔ آپ کی تصانیف بہت نافع اور مفید ہیں' ازاں جملہ حجۃ اللہ البالغہ' ازالہ الخفا' قول جمیل' فوز الکبیر' فیوض الحرمین' ترجمہ فارسی قرآن مسمی بہ فتح الرحمٰن' انفاس العارفین' فتح الخبیر مصفے' مسوی' عقدالجید' انصاف' شرح حزب البحر وغیرہا ہیں۔ (متوفی:۱۱۷۶ ہجری)

آزاد بلگرامی حسان الہند سید غلام علی حنفی چشتی بلگرامی ۱۱۱۶ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کل کتب درسیہ مولانا سید طفیل محمد بلگرامی استاذ المحققین سے پڑھی اور کتب لغت اور حدیث اور سیر اور فنون ادب اپنے نانا مولانا میر عبدالجلیل بلگرامی سے پڑھی۔ اور فن عروض و قوافی کو اپنے ماموں میر محمد سے سیکھا اور سید لطف اللہ بلگرامی کے

marfat.com

مرید تھے۔ آپ بڑے نامی گرامی شاعر اور اعلیٰ درجہ کے ناثر تھے۔ آپ کے سات دیوان عربی زبان کے مدون ہیں۔ تصانیف آپ کی بہت ہیں۔ ازاں جملہ شرح صحیح بخاری، شمامتہ العنبر، تسلیتہ الفواد، روضتہ الاولیا، یدبیضا، تذکرۃ الشعرا، ماثرالکرام، خزانہ عامرہ، سبحتہ المرجان، غزلان الہند، مرآۃ الجمال، شفاء العلیل، مظہرالبرکات، دیوان فارسی سرو آزاد ہیں۔ صوبہ اودہ میں بلگرام ایک قصبہ کا نام ہے جہاں کے لوگ فطرتاً طباع اور سلیم الطبع ہوتے ہیں۔ (متوفی: ۱۲۰۰ ہجری)

اس صدی میں علمائے کبار بہت گزرے ہیں جن کی تفصیل اور تراجم کی یہاں گنجائش نہیں، چند مشاہیر کے نام یہاں تبرکاً لکھ دیئے گئے، رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تیرہویں صدی کے علماء

سید مرتضیٰ بلگرامی حسینی حنفی قادری زبیدی امام لغت، ادیب جامع علوم عقلیہ و نقلیہ محدث فقیہ تھے۔ ۱۱۴۵ ہجری میں قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے اور اوائل عمر میں ۱۲۶۴ ہجری میں حرمین شریفین پہنچے۔ بعد تحصیل علوم کے مدت تک شہر زبید میں مقیم رہے پھر وہاں سے مصر تشریف لے گئے اور وہاں عرصے تک مسند افادت پر متمکن رہے۔ آپ کو تیرہویں صدی کا مجدد بھی کہتے ہیں۔ آپ کی تصانیف بکثرت ہیں، ازاں جملہ عقود الجواہر المنیفہ اور ارجوزۃ الفقہ اور تاج العروس شرح قاموس اور شرح احیاء العلوم وغیرہا ہیں۔ (متوفی: ۱۲۰۵ ہجری)

بحرالعلوم ملا عبدالعلی بن مولانا نظام الدین ۱۷ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر تدریس علوم عقلیہ و نقلیہ میں مشغول ہوئے۔ آپ جامع جمیع علوم اور علامہ محقق اور فاضل مدقق تھے۔ متاخرین میں بالخصوص معقولات کے امام سمجھے جاتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ کی تصانیف اس زمانے میں علما کے درس میں ہیں۔ شرح سلم، شرح مسلم،

marfat.com

شرح مواقف، حاشیہ ہدایہ الحکمۃ، شرح منار حاشیہ میر زاہد، شرح مثنوی معنوی آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ (متوفی: ۱۲۲۵ ہجری)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی پرہیزگار علامہ فہامہ فقیہ عارف باللہ کامل اور بڑے متبع شریعت تھے۔ آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ فرمایا اور سولہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ زمانہ تحصیل میں ایک سو پچاس کتابوں کا (علاوہ کتب درسیہ رسمیہ کے) مطالعہ فرمایا۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب کمالات فرمایا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ آپ کو بیہقی وقت کے لقب سے اور حضرت مرزا صاحب علم الہدیٰ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر مظہری نہایت ضخیم سات جلدوں میں اور سیف مسلول اور ارشاد الطالبین اور رسالہ مالا بدمنہ اور تذکرۃ الموتیٰ والقبور وغیرہا ہیں۔ (متوفی: ۱۲۲۵ ہجری)

شاہ رفیع الدین بن مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع علوم ظاہری و باطنی فقیہ و محدث تھے۔ عربی شعر بہت پاکیزہ کہتے تھے۔ اردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ لفظی اور رسالہ شق القمر اور کتاب مقدمہ العلم اور قیامت نامہ فارسی آپ کی یادگار ہے۔ (متوفی: ۱۲۳۸ ہجری)

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جامع جمیع علوم و فنون شیخ المشائخ سید العلماء تھے۔ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی مشہور زمانہ ہیں۔ ہندوستان میں کون سی ایسی جگہ ہے جہاں آپ کا فیض نہ پہنچا ہو۔ آپ کا تاریخی نام غلام حلیم ہے۔ پیدائش آپ کی ۱۱۵۹ ہجری میں ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز یادگار زمانہ اور مجموعہ فتاوے کارآمد علماء ہے۔ نوے سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔ دہلی کے ترکمان دروازے کے باہر اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہیں۔

شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آپ کے علم و فضل کی حالت آپ

marfat.com

کے ترجمہ اردو قرآن شریف اور اردو تفسیر موضح القرآن سے بخوبی ظاہر ہے لیکن آپ کا ورع و تقویٰ اور زہد نہایت بڑھا ہوا تھا۔ آپ مولانا شاہ عبدالعزیز کے شاگرد اور عارف بانسبت تھے۔ (متوفی: ۱۲۴۲ ہجری)

طحطاوی علامہ سید احمد فقیہ زمان محدث دوران مدت دراز تک مصر کے مفتی تھے۔ درالمختار پر ان کا ایک ضخیم مستند حاشیہ مشہور و مقبول و متداول ہے جس کو علماء و فقہا نے بہت پسند کر لیا ہے اور وہ بھی چھپ گیا ہے۔ اس حاشیہ کو علامہ شامی نے ردالمحتار کی تصنیف کے وقت پیش نظر رکھا اور اس سے بھی مدد لی۔ (متوفی: ۱۹۴۳ ہجری)

شامی سید محمد امین جو ابن عابدین کے نام سے شام کے حنفی علماء میں سے مشہور ہیں۔ علامہ فہامہ فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ رد المحتار حاشیہ درالمختار کو جو شامی کے نام سے مشہور ہے' ۱۲۴۹ ہجری میں تصنیف کیا اور تحقیقات مسائل میں جو موشگافیاں کیں وہ قابل تحسین ہیں۔ بعضوں نے ان کی وفات ۱۲۶۰ ہجری میں بتلائی ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ ۱۲۵۲ ہجری میں ان کی وفات ہے۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی مصطفیٰ آبادی ظاہری علوم میں شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اور باطنی علوم میں شاہ غلام علی صاحب کے شاگرد تھے بعد تکمیل علوم آپ نے بھوپال کا قیام اختیار فرمایا اور اردو میں ایک تفسیر کامل تفسیر روفی کے نام سے آپ کی مشہور ہے۔ مکہ جاتے وقت جہاز پر وفات پائی۔ (متوفی: ۱۲۵۳ ہجری)

مولانا محمد اسحٰق محدث دہلوی آپ مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ کے نواسے تھے۔ آپ فقیہ محدث صاحب فتویٰ تھے۔ جناب حضرت مولانا نواب محمد قطب الدین خان صاحب آپ کے مشاہیر تلامذہ سے گزرے ہیں۔ آپ نے مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ (متوفی: ۱۲۶۴ ہجری)

مولانا احمد علی عباسی چریاکوٹی معقولی اصولی حکیم فلسفی فقیہ جید بڑے زبردست

marfat.com

عالم گویا جمیع علوم و فنون کے حافظ تھے۔ (متوفی: ۱۲۷۲ ہجری)

مولانا فضل حق خیر آبادی بن مولانا فضل امام عمری فقیہ معقولی محدث اصولی ادیب ماہر لغات عرب حکمت فلسفہ معقولات کے شیخ وقت تھے۔ ولادت آپ کی ۱۲۱۲ ہجری میں ہے۔ علم حدیث میں آپ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ کا حافظہ نہایت ہی قوی تھا کہ آپ نے قرآن پاک چار ماہ میں یاد کر لیا تھا۔ آپ تیرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ عربی کلام آپ کا عرب العربا کے کلام کے ہم پایہ ہوتا تھا۔ عربی اشعار آپ کے شمار کئے گئے ہیں۔ آپ کے تین قصیدہ ہمزیہ' دالیہ' سینیہ راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ آپ کے تلامذہ ہندوستان میں بڑے بڑے علامہ ہوئے جن میں سے مولانا عبدالحق خیر آبادی اور مولانا فیض الحسن ادیب سہارنپوری اور مولانا محمد ہدایت اللہ خان رامپوری اور مولانا عبداللہ بلگرامی بہت مشہور ہیں اور اب آپ کے شاگردوں میں سے سوائے مولانا ہدایت اللہ کے شاید کوئی باقی نہ ہو۔ اس وقت فن معقولات میں آپ امام مانے جاتے ہیں۔ آپ کے سینکڑوں تلامذہ علامہ وقت ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ (متوفی: ۱۲۷۸ ہجری)

مولانا تراب علی لکھنوی ابن شیخ شجاعت علی بن مفتی فقیہ الدین بن مفتی محمد دولت مفتی ابوالبرکات مصنف فتاویٰ جامع البرکات' جمع معقول و منقول حاوی فروع و اصول استاد مسلم الثبوت تھے۔ ولادت آپ کی ۱۲۱۳ ہجری میں ہے۔ مولوی ظہور اللہ و مولوی مظہر علی لکھنوی سے تکمیل علوم فرما کر مشغول تدریس ہوئے اور تمام عمر افادہ طلبہ میں بسر کی۔ مزار آپ کا قصبہ محمد آباد ضلع اعظم گڈہ میں ہے۔ آپ کے تلامذہ ابھی تک ماشاء اللہ بہت موجود ہیں اور آپ کے اجل تلامذہ سے حضرت استاذی مولانا حافظ عبدالحق صاحب الٰہ آبادی مہاجر مکی دام فیضہ ہیں۔ مولانا لکھنوی کی تصنیفات سے حاشیہ حمد اللہ' حاشیہ ملا حسن' حاشیہ قاضی مبارک' حاشیہ صدرا' ہلالین حاشیہ جلالین ناتمام شرح شمس بازغہ ناتمام حاشیہ شرح جامی' شرح قصیدہ بردہ' حل اشعار

marfat.com

مطول وغیرہا ہیں۔ (متوفی: ۱۲۸۱ ہجری)

مفتی صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی ہر ایک علم میں کمال رکھتے تھے۔ علوم عقلیہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اور فنون عقلیہ رسمیہ میں مولوی فضل امام مرحوم کے شاگرد تھے۔ بہت سے فتاوے آپ کے اور عمدہ عمدہ تحقیقات لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ آپ کی تصنیفات سے منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشدوا الرحال اور الدر المنضود فی حکم امراہ المفقود یادگار ہے۔ آپ نے بمرض فالج انتقال فرمایا۔ (متوفی: ۱۲۸۵ ہجری)

نواب محمد قطب الدین خان محدث دہلوی ۱۲۱۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی کے اجل تلامذہ سے تھے۔ آپ اکثر تیسرے چوتھے سال حج کو تشریف لے جایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا انتقال بھی مکہ معظمہ میں ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہاجر مکی نے آپ سے بھی حدیث پڑھی ہے۔ آپ کی تصنیفات سے مظاہر حق' جامع التفاسیر' ظفر جلیل' خلاصہ جامع صغیر' تحفہ الزوجین وغیرہا یادگار ہیں۔ (متوفی: ۱۲۸۹ ہجری)

مولانا کرامت علی بن مولوی ابوابراہیم معروف بہ شیخ امام بخش بن شیخ جار اللہ بن شیخ گل محمد بن شیخ محمد دائم صدیقی حنفی جون پوری فقیہ جید محدث مفسر صوفی قاری مجود خوشنویس مرشد کامل مکمل ہادی واعظ بقیۃ السلف حجۃ الخلف عالم ربانی فاضل حقانی صاحب طریقت جامع حقیقت و شریعت مصنف کتاب دینیہ تھے۔ ولادت حضرت والد ماجد مولانا کرامت علی مرحوم کی ۱۲۱۵ ہجری ۱۸ محرم الحرام میں ہوئی۔ علوم و فنون اپنے وقت کے علما سے پڑھے۔ معقولات مولانا احمد علی چریاکوٹی سے اور حدیث مولانا احمد اللہ انامی سے اور علم تجوید قاری سید ابراہیم مدنی اور قاری سید محمد اسکندرانی سے عملاً و علماً حاصل کیا۔ آپ نے جامع مسجد جونپور کو بدعتیوں اور بدمعاشوں کے قبضے سے نکلا اور اس کو بعض منکرات و بدعات سے جو وہاں ہوا کرتے تھے' پاک کیا اور اس میں

marfat.com

جمعہ و جماعت قائم کرکے اس کی آبادی کے لیے اس میں ایک مدرسہ قرآنیہ حفظ قرآن کا جاری فرمایا جس کے مصارف کے لیے اب تک شہر و اطراف کے مسلمان چندہ دیا کرتے ہیں' چونکہ مولانا مرحوم اکثر ملک بنگال میں رہا کرتے تھے اس لیے اس کا انتظام مولوی محمد سخاوت علی مرحوم کے متعلق کیا تھا۔ آپ نے اکثر اضلاع ہند میں وعظ کے ذریعہ سے عام مسلمانوں کو نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت پر مضبوط اور اوامر الٰہی کا پابند کر دیا پھر بحکم اپنے مرشد برحق حضرت مولانا سید احمد مجدد بریلوی کے اپنی ہدایت کے لیے سفر بنگال اختیار فرمایا اور بہت بڑا حصہ اپنی عمر شریف کا اجرائے شریعت و اعلائے کلمتہ اللہ میں صرف کرکے اہل بنگال کو دین حق تعلیم فرمایا اور بہت سی کتابیں تصنیف کرکے لوگوں کو فیض پہنچایا۔ وہ کونسی جگہ ہے جہاں آپ کی کوئی نہ کوئی تصنیف نہ پہنچی ہو۔ آپ کے تصانیف سے مفتاح الجنہ اور زینت المصلی اور زینت القاری اور کوکب دری اور دعوات مسنونہ اور مخارج الحروف اور شرح جزری اور رسالہ میلاد شریف اور ترجمہ شمائل ترمذی اور ترجمہ مشکوۃ جلد اول اور زاد التقویٰ اور نور الہدیٰ اور رفیق السالکین اور فیض عام وغیرہا ہیں۔ مزار آپ کا رنگ پور میں ہے۔ (متوفی: ۱۲۹۰ ہجری)

مفتی سعد اللہ مراد آبادی بڑے علامہ محقق فقیہ اصولی معقولی لغوی نحوی صاحب تصانیف مولانا مفتی محمد صدر الدین خان کے شاگرد تھے۔ آپ کے تصانیف بہت چست اور باتحقیق انیق ہوتے تھے۔

مولانا حافظ محمود بن مولانا کرامت علی حنفی جونپوری حافظ طلیق اللسان واعظ فصیح البیان عالم باعمل فاضل بے بدل منصف مزاج کریم و خلیق مد صاحب وجاہت بڑے ذہین تھے۔ قرآن شریف تمام حضرت والد ماجد سے یاد کیا اور کتب درسیہ ابتدائیہ والد ماجد سے اور متوسطات اپنے بڑے بھائی مولانا حافظ احمد صاحب مرحوم سے اور بقیہ کتب مولانا مفتی محمد یوسف صاحب سے پڑھیں اور کتب ریاضی ملا عبداللہ قندھاری

marfat.com

سے پڑھیں اور بعض تفاسیر و تصوف و اوراد والد ماجد سے اخذ کئے۔ آپ کا وعظ نہایت ہی پر اثر ہوا کرتا تھا اور آپ ہمیشہ بالالتزام جامع مسجد جونپور میں بعد نماز جمعہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی کمال ہمت و استقلال کی بنا پر ابتدائے قرآن پاک سے سلسلہ وعظ شروع کیا تھا۔ بہت زمانہ نہ گزرا تھا کہ یکایک بعد اذان عشا بمرگ مفاجات آپ نے انتقال کیا۔ اس وجہ سے صرف آیہ کریمہ واستعینوا بالصبر والصلوہ تک بیان فرمانے کا اتفاق ہوا۔ تاریخ وفات آپ کی فسبحان الذی اسری بعبدہ سے نکلتی ہے جو نہایت مناسب حال و بے مثل ہے۔

مولانا رجب علی برادر مولانا کرامت علی قدس سرہ' عامل کامل متبع سنت شجاع بہادر شاگرد مولوی سخاوت علی و مولوی قدرت علی ردولوی اور مولانا احمد علی چریاکوٹی کے تھے۔ آپ بھی حضرت سید احمد مجدد بریلوی رحمتہ اللہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جامع مسجد جونپور میں بعد نماز اکثر آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ مثنوی مولانا روم اور مکتوبات امام ربانی اکثر آپ کے پیش نظر رہا کرتے تھے۔ اپنے فرزند ارجمند مولانا مصلح الدین احمد اعلی اللہ مکانہ فی جنتہ کے ہمراہ حج کو گئے۔ سفرِ حج سے پلٹنے کے بعد ہی تھوڑے روز بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہو گئے اور مسجد ملا ٹولہ کے باب شرقی کے پاس اپنے والد کے ہم پہلو مدفون ہیں۔ (متوفی: ۱۲۹۶ ہجری)

آپ کے صاحبزادے مولانا مصلح الدین احمد' مولانا کرامت علی مرحوم مغفور کے داماد اور خاص خلیفہ اور بڑے محبوب اور پیارے تھے اخیر وقت میں والد ماجد مولانا کرامت علی کے آپ ہی ہمراہ تھے اور بہت بڑی خدمت آپ نے والد ماجد کی کی جو کچھ فیض لینا تھا' اخیر وقت میں آپ ہی کے نصیب ہوا اور آپ ہی نے لیا۔ حضرت والد ماجد کی دعا کی برکت سے حق تعالیٰ نے آپ کو عالم باعمل واعظ فصیح مناظر عدیم النظیر کیا تھا۔ آپ نے اکثر بنگال کے اضلاع میں بڑے شدومد کے ساتھ وعظ و نصیحت فرمایا۔ آپ کے حسن بیان کا شہرہ بنگال میں بالخصوص نوا کھالی سندیب' ڈھاکہ'

marfat.com

میمن سنگھ، کمرلہ، پبنا، دھوبڑی، گوالپاڑہ، چاٹگام، رنگون، ارکان، رنگ پور، دیناج پور، مالدہ، سراج گنج وغیرہ میں بہت کچھ ہے۔ آپ بڑے حسین ذہین ذکی فطین جری خلیق کریم النفس سلیم القلب کثیر الحساد فقیہ جید تھے۔ بمقام سراج گنج مرگ مفاجات میں ۱۳۰۶ ہجری میں انتقال فرمایا۔ اس تیرہویں صدی میں بہت سے بڑے بڑے علماء فضلا گزرے ہیں، رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

ضمیمہ تذکرہ

موجودہ چودہویں صدی کے اوائل میں اکابر علماء و مشاہیر فضلاء نے انتقال فرمایا ہے جن کے نام ابھی تک مرتب نہیں کیے گئے۔ تبرکا بلا کسی ترتیب کے بطور یادداشت چند نام یہاں لکھے جاتے ہیں:

۱- مولانا حاجی مصلح الدین احمد جونپوری واعظ۔

۲- مولانا فیض الحسن سہارنپوری ادیب۔

۳- مولانا محمد عبدالحی لکھنوی جامع العلوم محشی۔

۴- مولانا محمد حسن سنبھلی جامع العلوم محشی۔

۵- مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری جامع العلوم۔

۶- مولانا امانت اللہ غازی پوری واعظ۔

۷- مولانا شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

۸- علامہ رحمت اللہ مہاجر مدرس۔

۹- مولانا شاہ عبدالحق کانپوری واعظ۔

۱۰- مولانا حافظ احمد جونپوری ہادی بنگال ابن مولانا کرامت علی جونپوری مرحوم۔

۱۱- شیخ نذیر حسین دہلوی محدث۔

۱۲- مولانا شاہ امید علی جونپوری زاہد۔

marfat.com

۱۳- مولانا مفتی اسد اللہ فقیہ نحوی جونپوری۔

۱۴- مولانا علی عباس ادیب چریاکوٹی۔

۱۵- مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی محدث۔

۱۶- مولانا محمد ابراہیم آروی واعظ۔

۱۷- مولانا ناصر علی آروی شاعر و واعظ۔

۱۸- مولانا محمد محسن جونپوری خوشنویس۔

۱۹- مولانا حکیم سید قائم علی رئیس کھیتا سرائے۔

۲۰- مولانا الٰہی بخش فیض آبادی مہاجر مکی علامہ۔

۲۱- مولانا شاہ فضل الرحمٰن محدث شیخ طریقت۔

۲۲- مولانا عبدالقادر بدایونی فقیہ۔

۲۳- مولانا محمد نعیم لکھنوی زاہد متوکل جامع العلوم۔

۲۴- مولانا شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی عابد۔

۲۵- مولانا حضرت نور پنجابی مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ۔

۲۶- مولانا حافظ عبداللہ بن سید حسین فقیہ مجود قاری محدث۔

۲۷- مولانا مفتی عبدالرحمٰن سراج مفتی مکہ معظمہ۔

تتمہ مفیدہ

بعض موجودہ اکابر علما کے نام جن سے راقم الحروف کی جسمانی ملاقات یا روحانی مؤانست و تعلق ہے اور جن کے وجود سے اس چودھویں صدی کو بہت بڑا فخر حاصل ہے' بطور یادداشت یہاں ثبت کئے جاتے ہیں۔ راقم الحروف کو جن سے محض روحی تعلق ہے' ان کے نام بعد خط فاصل کے علیحدہ مندرج ہیں۔ متعنی اللہ بلقائھم امین۔

marfat.com

۱- مولانا استاذی حافظ شاہ محمد عبدالحق آلہ آبادی مہاجر مکی شیخ وقت۔
۲- مولانا محمد ہدایت اللہ خان رامپوری معقولی مدرس مدرسہ حنفیہ جونپور استاد وقت۔
۳- مولانا حافظ شاہ محمد حسین طبیب، صوفی الٰہ آبادی شیخ طریقت۔
۴- مولانا حافظ احمد حسن پنجابی کانپوری، صوفی معقولی مدرس۔
۵- مولانا عبدالعلی آسی مدراسی، شاعر ادیب لکھنوی، پروفیسر ہائی اسکول رامپور۔
۶- مولانا ابوالجلال محمد اعظم چریاکوٹی، ادیب ملازم حیدر آباد دکن۔
۷- مولانا محمد فاروق منطقی ادیب چریاکوٹی مدرس، صوفی۔
۸- مولانا سید شیر علی بلند شہری جامع العلوم والفنون، ملازم حیدر آباد دکن۔
۹- مولانا عبدالحق دہلوی مولف تفسیر حقانی، مناظر مشہور، اصولی۔
۱۰- مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری مولف کتب، ملازم حیدر آباد دکن۔
۱۱- مولانا سید محمد شاہ محدث رامپوری، صوفی، واعظ، مدرس کامل۔
۱۲- مولانا شاہ سلامت اللہ اعظم گڑھی رامپوری، صوفی مدرس و مولف کتب۔
۱۳- مولانا مفتی محمد لطف اللہ بن مفتی سعد اللہ مرحوم رامپوری، فقیہ۔
۱۴- مولانا محمد طیب عرب ادیب مدرس اول، مدرسہ عالیہ رامپور۔
۱۵- مولانا منور علی محدث رامپوری، مدرس حدیث مدرسہ ریاست رامپور۔
۱۶- مولانا محمد ظہور حسین رامپوری، مدرس خطیب واعظ جامع مسجد رامپور۔
۱۷- مولانا حافظ محمد وزیر ادیب رامپوری، مدرس۔
۱۸- مولانا محمد فضل حق، معقولی اصولی، مدرس مدرسہ رامپور۔
۱۹- مولانا محمد معز اللہ خان، مدرسہ رامپور، فقیہ۔
۲۰- مولانا محمد شبلی نعمانی اعظم گڑھی، مورخ ناظم ندوۃ العلما۔
۲۱- مولانا وصی احمد محدث سورتی، مدرس مدرسہ پیلی بھیت۔
۲۲- مولانا سعادت حسین بہاری، محدث مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

marfat.com

۲۳- مولانا ولایت حسین' فقیہ اصولی مدرس محدث مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۲۴- مولانا میر محمد محدث' مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۲۵- مولانا حافظ عبدالرؤف مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۲۶- مولانا غلام سلمان صوفی' مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۲۷- مولانا عبدالوہاب بہاری' معقولی مناظر' مدرس واعظ۔

۲۸- مولانا عبدالسلام فقیہ اصولی عابد' سابق مدرس اول مدرسہ محسنیہ' ڈھاکہ۔

۲۹- مولانا محمد لطف الرحمٰن بردوانی معقولی ادیب سابق مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

۳۰- مولانا عبدالمنعم سلہٹی ادیب' سپرنٹنڈنٹ مدرسہ ڈھاکہ۔

۳۱- مولانا محمد فضل الکریم بردوانی ادیب معقولی محدث مدرس اول مدرسہ ڈھاکہ۔

۳۲- مولانا دوست محمد معقولی اصولی تملیذ مولانا ہدایت اللہ خان۔

۳۳- مولانا حافظ شہاب الدین پانی پتی' قاری منقولی' مدرس۔

۳۴- مولانا شرف الدین دہلوی واعظ اسلام' مناظر نصاریٰ۔

۳۵- مولانا محمد ہادی حسن گورکھ پوری فقیہ اصولی مدرس دوم مدرسہ حنفیہ جونپور۔

۳۶- مولانا حافظ عبدالمجید فرنگی محلی لکھنوی' فقیہ واعظ' مدرس کالج لکھنؤ۔

۳۷- مولانا عبدالحمید فرنگی محلی لکھنوی' فقیہ واعظ' صوفی۔

۳۸- مولانا عبدالباقی فرنگی محلی لکھنوی' فقیہ واعظ' صوفی۔

۳۹- مولانا محمد وجیہ اللہ خان معقولی محدث فقیہ مناظر واعظ۔

۴۰- مولانا فتح محمد ولایتی دہلوی معقولی محدث' فقیہ' مدرس۔

۴۱- مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی' ادیب مورخ مولف۔

۴۲- مولانا ظہیر احسن شوق نیموی' محدث فقیہ' مناظر' مولف۔

۴۳- مولانا حافظ احمد رضا خان بریلوی فقیہ اصولی مناظر معقولی ادیب جامع العلوم' صوفی۔

۴۴- مولانا محمد ذکاء اللہ مولف' مورخ' شمس العلماء۔

marfat.com

۴۵- مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد مترجم قرآن پاک و مولف کتب مفیدہ۔

۴۶- مولانا حافظ اشرف علی تھانوی فقیہ مفسر اصولی مدرس اول، مدرسہ کانپور، صوفی۔

۴۷- رشید احمد محدث جید فقیہ گنگوہی، صوفی۔

۴۸- مولانا محمد کمال عظیم آبادی، فقیہ معقولی اصولی، صوفی۔

۴۹- مولانا محمد ذوالفقار علی دیوبندی، ادیب شارح کتب ادبیہ۔

۵۰- مولانا محمد حسن دیوبندی، معقولی اصولی فقیہ محدث، مدرس اول، مدرسہ دیوبند۔

۵۱- مولانا سید احمد حسن محدث امروہی، مدرس اول، مدرسہ امروہہ۔

۵۲- مولانا حافظ محمد ناظر مدرس اول مدرسہ محمودیہ ریاست چھتاری۔

۵۳- مولانا عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند، فقیہ جید۔

۵۴- مولانا حافظ عبداللہ ٹونکی معقولی، پروفیسر دار العلوم لاہور۔

۵۵- مولانا محمد لطف اللہ شیخ العلماء والمدرسین، معقولی فقیہ اصولی۔

۵۶- مولانا غلام احمد، فقیہ جید مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور۔

۵۷- مولانا عبدالودود، صاحب فتاویٰ ودودیہ، سابق مدرس اول مدرسہ چاٹگام۔

۵۸- مولانا ذوالفقار علی ادیب، سابق مدرس اول مدرسہ چاٹگام۔

۵۹- مولانا امجد علی ادیب، پروفیسر کالج الہ آباد۔

۶۰- مولانا سید علی بلگرامی، ادیب مورخ۔

ماخذ مقدمہ

۱- تاریخ ابن خلکان

۲- خلاصہ الاثر

۳- تذکرہ الحفاظ ذہبی

۴- ارشاد القاصد

marfat.com

۵- کشف الظنون

۶- درمختار

۷- شامی

۸- فتاویٰ عالمگیری

۹- مقدمہ عمدہ الرعایہ

۱۰- نافع کبیر

۱۱- تعلیق ممجد

۱۲- تاریخ خمیس

۱۳- فوائد بہیہ

۱۴- حدائق الحنفیہ

۱۵- تذکرہ علماء ہند

۱۶- قاموس

۱۷- صراح

۱۸- مقدمہ ہدایہ۔

خاکسار عبدالاول حنفی جونپوری

۲۷ رجب ۱۳۲۱ ہجری

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما

حرف الالف

ادب القاضی: اس کی تعریف میں اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اس کے مصنف حضرت امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی مجتہد حنفی ہیں جو اپنے زمانے میں اپنے نظیر آپ ہی تھے۔ ساتھ ہی اس کے آپ بہت بڑے درجے کے محدث بھی تھے۔ اس کی شہادت میں اس سے زیادہ کہنا فضول ہے کہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین وغیرہ اکابر محدثین آپ کے شاگردوں میں ہیں۔ وفات قاضی ابویوسف کی ۱۸۲ ہجری میں ہے۔

اس کی بہت سی شرحیں ہوچکی ہیں۔ بخوف طوالت دو چار شارح کے نام بتلائے جاتے ہیں:

marfat.com

(۱) ایک امام ابوبکر احمد بن علی جصاص متوفی ۳۷۰ ہجری۔

(۲) دوسرے امام ابو جعفر بن عبداللہ ہندوانی متوفی ۳۶۲ ہجری۔

(۳) تیسرے امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری متوفی ۴۳۸ ہجری۔

(۴) چوتھے شیخ الاسلام علی بن حسین سغدی متوفی ۴۶۱ ہجری۔

(۵) پانچویں شمس الایہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۲ ہجری۔

(۶) شمس الائمہ عبدالعزیز بن احمد الحلوانی متوفی ۴۵۶ ہجری۔

(۷) امام برہان الائمہ عمر بن عبدالعزیز ابن مازہ معروف بحسام شہید متوفی مقتولاً ۵۳۶ ہجری اور یہی شرح تمام شرحوں میں زیادہ مقبول و متداول ہے۔

(۸) قاضی خان امام فخرالدین حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۵۹۲ ہجری۔

الاصل: یہ بڑی مستند و معتمد فقہ کی کتاب ہے اور یہی مبسوط امام محمدؒ کی ہے۔ اس کی تعریف میں یہی کہنا کافی ہے کہ یہ کتاب امام ربانی ابوحنیفہ ثانی بن حسن شیبانی کی یادگار ہے۔ امام محمد صاحب نے اسی کو سب سے پہلے لکھا ہے' اس کے بعد جامع صغیر پھر جامع کبیر پھر زیادات پھر سیر کبیر پھر سیر صغیر اور انہیں کو اصول بھی کہتے ہیں۔

کتب فقہ حنفیہ میں جہاں کہیں ظاہر الروایات بولیں وہاں یہی اصول مصنفات امام محمد صاحب مراد ہوں گے۔ امام محمد حسن صاحب فقیہ مجتہد ذہین ذکی الطبع سلیم القلب بڑے متقی محدث مفسر تھے۔ وفات ان کی ۱۸۹ ہجری میں ہوئی۔ امام محمد صاحب امام اعظم اور قاضی ابویوسف کے شاگرد اور امام شافعی کے استاد ہیں۔ ان کی مبسوط کو امام شافعی نے زبانی یاد کر لیا تھا۔

حکایت : ایک یہودی مبسوط کو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا۔ کچھ روز کے بعد مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا ھذا کتاب محمد کم الاصغر فکیف کتاب محمد کم الاکبر۔ یہ کتاب تمہارے چھوٹے محمد کی ہے تو تمہارے بڑے محمد کی کتاب کیسی ہوگی؟ جیسے یہ مبسوط امام محمد کی اول تصنیف ہے ویسے ہی سیر کبیر

marfat.com

آخری تصنیف ان کی ہے۔ (فوائد)

فائدہ : کتب ظاہر روایت میں علما کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے امام محمد کی مشہور چھ کتابوں کو کتب ظاہر الروایت اور اصول کہا ہے۔ نام ان چھ کے یہ ہیں: جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، مبسوط، زیادات اور بعضوں نے کتب ظاہر روایت میں سیر صغیر کو نہیں شمار کیا ہے۔ نتائج الافکار میں ظاہر روایت کی صرف چار کتابوں کو بتلایا ہے: جامع صغیر، جامع کبیر، مبسوط، زیادات، اس کے سوا کو غیر ظاہر روایت کہا ہے اور انہیں کو اصول بتلایا ہے۔

فائدہ : امام محمد صاحب کی تصانیف نو سو ننانوے ہیں۔ اور نوادر بھی امام محمد کی مشہور تصنیف ہے لیکن اکثر کتابیں اس زمانے میں دستیاب نہیں ہوتیں۔

فائدہ : امام محمد صاحب نے جن کتابوں کا نام جامع رکھا ہے، ان کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔

فائدہ : امام محمد جس تالیف کے نام کو صغیر کے ساتھ موصوف کریں اس کو امام ابویوسف کی روایت سے سمجھنا چاہئے جو ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں اور جس کو کبیر کے ساتھ موصوف کریں اس کو امام محمد کی خاص روایت بلاواسطہ ابوحنیفہ سے تصور کرنا چاہئے۔

فائدہ : امام محمد کی تصنیفات میں نوادر اور کیسانیات اور ہارونیات اور جرجانیات اور رقیات بھی ہیں لیکن ان کا مرتبہ کتب ظاہر روایت سے کم ہے کہ ان میں اصحاب مذہب کے سوا اور لوگوں سے بھی روایتیں ہیں اور کتب ظاہر روایت میں مسائل مرویہ۔ کل اصحاب مذاہب ہی سے لیے ہیں، دوسرے سے نہیں۔

فائدہ : حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی اور حضرت قاضی

marfat.com

ابو یوسف یعقوب محدث اور حضرت امام ربانی محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ علیہم کو اصحاب مذاہب کہتے ہیں۔

فائدہ : سیر کبیر لکھنے کا یہ سبب ہوا کہ اتفاقاً سیر صغیر امام اہل شام یعنی اوزاعی کے پاس پہنچی تو اس کو دیکھ کر اوزاعی حاسدانہ طور پر یہ کہنے لگے کہ اس بارے میں کہاں عراقی اور کہاں تصنیف کہ عراقیوں کو سیر کی خبر کہاں۔ یہ کلام اوزاعی کا امام محمد کے گوش گزار ہو۔ امام محمد سمجھ گئے کہ یہ جملہ ان کی زبان سے بسبب ہم عصر ہونے کے بے اختیار نکل گیا ہے کہ مشہور ہے المعاصرہ سبب المنافرہ۔ اسی وقت امام محمد صاحب نے امام ابو حنیفہ کی روایت کے ساتھ سیر کبیر کی تصنیف کر ڈالی۔ کہتے ہیں کہ جب امام اوزاعی کی نظر اس پر پڑی تو کہنے لگے کہ اگر اس میں صحیح حدیثیں نہ ہوتیں تو میں ضرور کہتا کہ یہ شخص بات گڑھتا اور اپنی طرف سے کہتا ہے۔ بیشک خدائے پاک نے اس شخص پر اپنا فضل کیا ہے۔ اس کی رائے میں خطا نہیں ہے اور کہا کہ خدا نے سچ فرمایا ہے وفوق کل ذی علم علیم۔ پھر امام محمد صاحب کے حکم سے سیر کبیر ساٹھ جلدوں میں لکھائی گئی۔ امام محمد نے اس کو بادشاہ وقت کی خدمت میں بھیج دیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنی سعادت مندی اور مفاخر ایام سے سمجھا۔

فائدہ : کہتے ہیں کہ امام محمد صاحب نے امام شافعی کی ماں سے نکاح کیا تھا اور اپنی کل کتابیں اور مال امام شافعی کے حوالے کر دیا تھا۔ اسی سبب سے امام شافعی اتنے بڑے فقیہ گزرے کہ لاکھوں آدمی ان کے مذہب پر اب تک قائم ہیں۔ امام شافعی نے کیا خوب انصافانہ بات کہی ہے کہ جس کو فقہ حاصل کرنے کا شوق ہو' اس کو ابو حنیفہ کے شاگردوں کی ملازمت کرنا چاہئے کہ مطالب انہیں کے واسطے آسان کئے گئے ہیں۔ قسم خدا کی میں فقیہ نہیں ہوا مگر امام بن حسن کی کتابوں کے پڑھنے سے۔ واسطے عموم فائدہ کے یہ مضمون نوادر العلوم سے لکھا۔

marfat.com

امالی الامام ابی یوسف: یہ فقہ کی ایک بڑی کتاب ہے جس کا حجم تین سو جلدوں سے زیادہ ہے۔ یہ امام ابو یوسف کے املا سے جمع کی گئی ہے۔

فائدہ : متقدین کی اصطلاح میں املا اس کو کہتے ہیں کہ استاد ماہر افادے کے لیے بیٹھے اور اس کے اردگرد شاگردوں کا گروہ ہو اور وہ سب قلم و دوات و کاغذ لے کر بیٹھیں، جو کچھ استاد بیان کرے، اس کو لکھیں اسی نوع سے متقدین فقہا و محدثین اہل لغت درس دیتے تھے، مگر بسبب علماء راسخین کے گزر جانے کے یہ طریقہ بھی بدل گیا، مگر اب بھی کہیں کہیں ملک عرب میں اسی کے مشابہ طریقہ درس کا پایا جاتا ہے۔ اس طریقہ تعلیم میں قوت حافظہ و استعداد علمی و معرفت محاورہ کی بڑی ضرورت ہے۔ سابق میں علمانے اسی طریقہ کو پسند کر لیا تھا لیکن تغیر زبان سے تغیر حال و احکام ہو جایا کرتا ہے اس لیے مابعد کے زمانے کے طالب العلموں کی استعداد و لیاقت و سخن فہمی دیکھ کر اساتذہ نے وہ طریقہ جاری کیا جس میں استعداد علمی باآسانی و تحقیق و کمال بہ سہولت ہو یعنی جیسا کہ علمائے اہل ہند کا طریقہ درس و تدریس کا ہے کہ اس میں قوت مطالعہ و سلیقہ کتب بینی کا کمال پیدا ہوتا ہے۔ علمائے متقدین کے امالی ہر فن میں ہیں، چنانچہ مسائل فقہیہ میں امالی حسن بن زیاد کی اور امالی شمس الائمہ سرخسی کی اور امالی صدر الاسلام بزودی کی اور امالی ظہیرالدین ولوالجی حنفی کی اور امالی فخرالدین قاضی خان اوزجندی کی۔

الاحکام فی فقہ الحنفی: اس کتاب میں اٹھائیس باب ہیں۔ مصنف اس کے شیخ امام ابوالعباس احمد بن محمد ناطفی حنفی ہیں۔ وفات ان کی ۴۴۶ ہجری میں ہے۔ ناطف ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے جس کو یہ بیچا کرتے تھے۔ اس کی طرف ان کی نسبت ہوئی۔ ان کا ایک مشہور فتاوے بھی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ فتاوے میں ہوگا۔

الاختیار شرح المختار : متن اور شرح دونوں ایک ہی مصنف کے ہیں جن کا

marfat.com

نام ابوالفضل مجدالدین عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی ہیں۔ وفات ان کی ۶ماہ محرم ۶۸۳ ہجری میں ہوئی۔ یہ مختار متن فروع حنفیہ میں ہے۔ شروع اس کا یوں ہے الحمد لله علی جزیل نعمائه اور شروع اختیار شرح مختار کا یوں الحمد لله الذی سترع لنا دینا قویما۔ پہلے ابتدائے شباب میں انہوں نے مختار فتوے کے کار آمد کتاب لکھی تھی اور لطف اس میں یہ رکھا تھا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کے قول کو جمع کیا تھا۔ اس وجہ سے یہ کتاب مقبول ہوگئی اور لوگوں نے اس کی نقلیں بکثرت کرلیں۔ اسی زمانے میں لوگوں نے مصنف سے اس کی شرح کی خواہش ظاہر کی تو مصنف نے ایک شرح اس کی لکھی جس کا نام اختیار رکھا' اس میں بڑی خوبی سے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور تمام مسئلوں کی علتوں اور معنوں کو .سط کے ساتھ بیان کیا اور بہت سے فروعی مسائل اس میں موقع و محل سے لکھ دیئے جن کی اکثر لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے۔ ابوالعباس احمد بن علی دمشقی نے متن مختار کو مختصر کرکے نام اس کا تحریر رکھا پھر اس کی شرح کی مگر ناتمام رہ گئی اس لیے کہ ۷۸۲ ہجری میں ان کا انتقال ہوگیا اور اسی مختار متن کی شرح جمال موصلی حنفی نے بھی لکھ کر اس کے ماتن مصنف کو کئی مرتبہ سنائی۔ آخری سنانا ۶۵۲ ہجری جمادی الاولی کے مہینے میں تھا اور نام اس شرح کا توجیہ المختار رکھا تھا۔ زیلعی نے بھی اس کی شرح لکھی ہے اور ابن امیر الحاج محمد بن محمد حلبی شارح منیہ المصلی نے بھی مختار کی شرح لکھی ہے۔ شرح منیہ میں اس کا ذکر ہے۔ حلبی کا انتقال ۸۷۹ ہجری میں ہوا اور اختیار کے احادیث کی تخریج شیخ قاسم بن قطلوبغا محدث حنفی نے کی ہے۔ وفات شیخ محدث حنفی کی ۸۷۹ ہجری میں ہوئی اور انہوں نے مختار کی بھی شرح لکھی ہے۔

اختیار مسائل حدود و قصاص میں بزبان فارسی مولانا سلامت علی معروف بہ حذاقت خان کی تصنیف سے ہے۔ ۱۲۱۲ ہجری میں اس کی تصنیف شروع ہوئی اور ۱۲۴۴ ہجری میں یہ کلکتہ میں چھپی ہے۔ ماخذ اس کا کتاب قدوری و ہدایہ و حواشی ہدایہ و

marfat.com

شرح وقایہ و فتاوے قاضی خان و فتاوے عمادیہ و فصول عمادیہ و فتاوے سراجیہ و فتاوے تاعمی و جامع الرموز و اشباہ ونظائر و منح الغفار و محیط برہانی و خلاصہ و خزانہ الروایات ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کو استاذی المکرم مولانا ابوالجلال محمد اعظم صاحب چریاکوٹی کے کتب خانے میں دیکھا ہے۔ یہ اوسط تقطیع پر ایک جلد میں ہے۔ فتاوے عالمگیری سے بھی اس میں مسائل لکھے ہیں۔ شروع اس کا یوں ہے کہ شکر و سپاس بے حد آن قاضی الحاجات را سزد--- الخ۔

الاسعاف فی احکام الاوقاف: یہ ایک مختصر کتاب ہے جس کے مصنف شیخ برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی حنفی ہیں۔ یہ قاہرہ میں رہا کرتے تھے۔ وہیں انتقال ان کا ۹۲۲ ہجری میں ہوا۔

الاشارۃ والرمز الی تحقیق الوقایہ والکنز: مصنف اس کے قاضی عبدالبر ابن محمد حلبی حنفی مشہور ابن شحنہ ہیں جن کی وفات ۹۲۱ ہجری میں ہوئی۔

الاشباہ والنظائر : یہ فقہ میں معتبر کتاب ہے۔ ابن نجیم مصری فقیہ حنفی کی یہ آخری تصنیف ہے۔ باوجود ناغہ وغیرہ ہونے کے مصنف نے اس کتاب کو چھ مہینے میں لکھا۔ یہ کتاب ماہ جمادی الاخری ۹۶۹ ہجری میں تمام ہوئی۔ شروع اس کتاب کا الحمد للہ علی ما انعم ہے۔ جس زمانے میں مصنف کنز کی شرح بحر رائق لکھتے تھے اور بیع فاسد کے بیان تک پہنچ چکے تھے کہ ضوابط و قواعد فقیہ میں ایک مختصر لکھنے کا اتفاق پڑا جس کا نام فوائد زینیہ رکھا۔ زینیہ نام اس مناسبت سے رکھا کہ مصنف کا مشہور نام زین العابدین ہے۔ اس فوائد زینیہ میں پانچ سو ضوابط اور قواعد جو مفتی اور مدرس کے لیے استاد کامل کا حکم رکھتے ہیں' جمع کئے' پھر ان کا ارادہ یہ ہوا کہ ایک کتاب اسی فوائد زینیہ کی طرح پر لکھی جائے کہ جس میں سات فن ہوں۔ اور یہ کتاب گویا فوائد زینیہ کی دوسری قسم ہو۔ پس یہ کتاب تالیف کی جو

marfat.com

سات فن پر مشتمل ہے۔

۱- معرفہ القواعد جو فقہ کی اصل حقیقت میں ہے اور انہیں قاعدوں پر ملکہ ہونے کے سبب سے فقیہ فتوے میں درجہ اجتہاد حاصل کر سکتا ہے۔

۲- ضوابط مصنف نے فرمایا ہے کہ سب سے انفع مدرس اور مفتی اور قاضی کے واسطے یہی فن ہے۔

۳- فن الجمع والفرق مصنف نے اس کو تمام نہیں کیا بلکہ ان کے بھائی شیخ عمر نے اس کی تکمیل کی ہے۔

۴- الغاز یعنی مسائل فقہیہ کو بطریق چیستان کے بیان کیا ہے۔

۵- لطائف الحیل جس کی اکثر مشکل کے وقت میں بڑی ضرورت پڑتی ہے۔

۶- اشباہ ونظائر یعنی احکام فقہیہ کو بسط و شرح کے ساتھ مع امثلہ کے لکھا ہے۔

۷- مرویات امام اعظم و صاحبین و مشائخ: اس میں وہ مسائل ہیں جو ان بزرگان دین سے منقول ہیں۔ مصنف علام کا اسم شریف زین العابدین بن ابراہیم ابن محمد بن نجیم ہے اور مشہور ابن نجیم مصری حنفی کے نام سے ہیں۔ مصر میں ۹۷۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ اس کتاب کے بہت سے حاشیے علمائے اسلام نے لکھے ہیں' چنانچہ محشیوں کے نام یہ ہیں:

۱- علامہ علی بن غانم خزرجی مقدسی متوفی ۱۰۳۶ ہجری۔ ان کا حاشیہ بہت مختصر اور بہت ہی عمدہ ہے۔

۲- مولانا محمد بن محمد جوی زادہ متوفی ۹۹۵ ہجری۔

۳- مولانا علی بن امر اللہ قنالی زادہ متوفی ۹۹۷ ہجری۔

۴- مولانا عبدالحلیم بن محمد اخی زادہ متوفی ۱۰۱۳ ہجری۔

۵- مولانا مصطفیٰ ابوالسیامن متوفی ۱۰۱۵ ہجری۔

۶- مولانا مصطفیٰ بن محمد عرفی زادہ متوفی ۱۰۳۷ ہجری مگر ان کا حاشیہ ملتا نہیں البتہ

marfat.com

اشباہ کے حاشیہ پر جا بجا نظر آتا ہے۔

۷ - مولانا محمد بن محمد حنفی زیرک زادہ لیکن یہ حاشیہ ناتمام ہے جو کتاب القضا ہی تک لکھا گیا۔

۸ - مولانا صالح محمد بن محمد تمرتاشی ان کا حاشیہ پورا ہے۔ نام ان کے حاشیہ کا زواھر الجواھر ہے۔ یہ حاشیہ ۱۰۱۴ ہجری میں ختم ہوا ہے۔

۹ - مولانا مصطفیٰ بن خیر الدین اس سے زیادہ بسط کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

۱۰ - علامہ سید احمد حموی۔ ان کی شرح مشہور ہے جو مصر اور کلکتہ میں چھپ گئی ہے۔

اصلاح الوقایہ : یہ بڑی معتبر کتاب ہے۔ ابن کمال باشا متوفی ۹۴۰ ہجری نے متن وقایہ اور اس کی شرح کی اصلاح کی ہے پھر شرح وقایہ کو شرح کے ساتھ لکھ کر اس کا نام ایضاح رکھا ہے۔ ابن کمال باشا نے ذکر کیا ہے کہ متن وقایہ میں بہت سی جگہوں میں سہو اور خلل اور زلت تھی اس کو میں نے درست کر دیا اور جو مسائل کہ ماتن سے چھوٹ گئے تھے، ان کو بھی موقع پر درج کر دیا اور شرح وقایہ صدر شریعہ کی بھی اصلاح کر دی ہے کہ اس میں تصرفاتِ فاسدہ اور اعتراضات نادارد بہت تھے، جن کی شارح نے مصنف کی تقلید کے پیچھے تحقیق نہ کی، اس لیے شارح سے بھی غلطی واقع ہو گئی۔ ابن کمال باشا نے ایک سال کے اندر بماہ شوال ۹۲۸ ہجری میں اس کتاب کو ختم کر کے سلطان سلیمان خان مرحوم کو ہدیہ دیا تھا۔ یہ سب کو خوب معلوم ہے کہ وقایہ اور شرح وقایہ تمام ملک میں مرغوب و مستعمل و متداول عندالجمہور ہے اور اصلاح اور ایضاح اگرچہ ازبس مفید اور راجح ہیں لیکن متروک و مہجور۔ اور یہ اللہ کی عادت ہمیشہ سے جاری ہے کہ متقدمین کے آثار پر متعدین متاخرین کا غلبہ نہیں ہونے دیتا۔ اس ایضاح پر بھی چھ حاشیے لکھے گئے، جن کا ذکر یہاں طول و فضول ہے۔

اعجوبہ الفتاوی : حنفی مذہب میں یہ ایک مختصر فقہ کی کتاب ہے جس میں

marfat.com

چوبیس باب ہیں چونکہ مصنف کا نام نہیں معلوم ہے اس لیے یہ کتاب اعتماد کے قابل نہیں ہے۔

انفع الوسائل الی تحریر المسائل : ضروری مسائل فقہ کے اس میں فقہ کی کتابوں کی طرح ترتیب وار مرتب ہیں۔ مصنف اس کے قاضی برہان الدین ابراہیم بن علی طرسوسی حنفی ہیں۔ یہ ایک مختصر کتاب مفید طلاب ہے۔ طرسوسی حنفی کا انتقال ۷۸۸ ہجری میں ہوا اور اس کا شروع الحمد للہ الذی نور قلوب العلماء ہے۔

ادب الاوصیاء : یہ کتاب فقہ میں ہے اور اس میں بتیس فصلیں ہیں۔ اس کے مصنف علامہ علی بن احمد بن محمد جمالی حنفی قاضی مکہ معظمہ اور روم کے مفتی ہیں جنہوں نے مکہ معظمہ میں بحالت قضا اس کتاب کو تصنیف کیا تھا۔ یہ کتاب چھپ بھی گئی ہے۔

ارکان اربعہ : یہ کتاب عربی زبان میں بڑی مفید و نافع کتاب ہے جو حال میں ہندوستان میں چھپی ہے۔ اس کا نام ارکان اربعہ اس مناسبت سے رکھا گیا ہے کہ اس میں مسائل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی کے ہیں۔ مصنف اس کے علامہ فہامہ مولانا عبدالعلی بحرالعلوم لکھنوی ہیں۔ اس کتاب میں لطف یہ ہے کہ مسائل فقہیہ کو احادیث صحیحہ سے مبرہن کیا ہے۔

حرف الباء

البیان : فقہ کی معتبر کتاب ہے جس کو امام محمد صاحب کے شاگرد ابواسحٰق اسمٰعیل بن سعید طبری حنفی متوفی ۲۳۰ ہجری نے تصنیف کیا ہے۔ اس کے مصنف شالنجی کے نام سے مشہور تھے۔ اس کتاب کا حال اس سے زیادہ نہیں معلوم ہوا اور

marfat.com

ایک کتاب البیان اور بھی ہے جس کو مختصر قدوری کی شرح کہتے ہیں لیکن اس کا کچھ پتا نہیں لگتا۔ ہاں البتہ ابوالخیر شافعی عمرانی کی البیان جو فقہ کی کتاب دس جلدوں میں ہے۔ اس کا پتا ملک عرب میں لگتا ہے۔ اس طرح البیان ایک فقہ کی کتاب امامیہ مذہب کی بھی ہے جس وقت کوئی نقل البیان سے ہو اس وقت خوب جانچ کر لینا چاہئے کہ یہ کون سی البیان اور کس مصنف کی تصنیف ہے تاکہ دھوکہ نہ ہو۔ پس احتیاط اس میں ہے کہ کتب متداولہ مشہورہ پر جو شائع ہو چکی ہیں' اعتماد کیا جائے اور اسی سے عبارت نقل کی جائے۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع : یہ تحفہ الفقہا کی شرح ہے جو تین جلدوں میں ہے۔ اس کا شروع یوں ہے: الحمد لله العالی القادر اس کے مصنف کا نام ابوبکر ابن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ ہجری ہے۔ جب یہ شرح تمام ہوگئی تو مصنف نے حضرت ماتن کی خدمت میں جو شارح کے استاد بھی تھے' پیش کی۔ استاد ماتن نے ان کی شرح کو بہت پسند فرمایا اور اپنی بیٹی فاطمہ فقیہہ کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ ماتن کا ذکر حرف التاء میں آئے گا' انشاء اللہ تعالیٰ۔ شارح نے دیباچہ میں ماتن کی ترتیب بیان کی بہت کچھ تعریف کی ہے۔ یہ بھی بہت معتبر کتاب ہے' لیکن اس ملک میں دستیاب نہیں ہوتی۔

بدایہ المبتدی : یہ فقہ کی ایک متن متین ہے جس کو مصنف نے مختصر قدوری اور جامع صغیر سے گویا انتخاب کرکے لکھا ہے اور ترتیب جامع صغیر کی تبرکا اختیار کی ہے۔ اس کا شروع یوں ہے: الحمد لله الذی ھدانا الی بالغ حکمتہ اس کے معتبر ہونے میں اسی قدر کہا جاتا ہے کہ اس کے مصنف صاحب ہدایہ حضرت امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی ہیں جنہوں نے ۵۹۳ ہجری میں انتقال فرمایا اور حرف الہاء میں کچھ ان کی کیفیت اس سے زیادہ کی جائے گی'

marfat.com

انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس متن بدایہ کو ابوبکر بن علی عالمی متوفی ۷۶۵ ہجری نے نظم کیا ہے اور بدایہ نام ایک کتاب عقائد میں حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی ہے اور ایک رسالہ بدایہ الھدایہ مختصر سا امام غزالی کا مواعظ میں بھی ہے۔ وفات امام غزالیؒ کی ۵۰۵ ہجری میں ہے۔

البحر الزاخر تجرید السراج الوہاج امام ابوبکر بن علی بن محمد حداوی عبادی متوفی تقریباً ۸۰۰ ہجری نے مختصر قدوری کی شرح تین جلدوں میں لکھی تھی اور اس کا نام السراج الوھاج الموضح لکل طالب محتاج رکھا تھا' پھر اسی سراج وہاج کو فقیہ احمد بن محمد بن اقبال نے مختصر کر کے اس کا نام البحر الزاخر رکھا۔

فائدہ : علامہ برکلی رومی نے سراج وہاج کو غیر معتبر اور ضعیف بتلایا ہے۔ کما مر سالفا۔

البزازیہ : ایک معتبر فتاوے ہے جس کا نام الجامع الوجیز ہے۔ اس کا ذکر فتاوے کے بیان میں آئے گا' انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے مصنف کا نام امام حافظ الدین محمد ابن محمد کردری حنفی ہے۔

البرہان فی شرح مواہب الرحمٰن : یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ اس کے متن کا نام مواہب الرحمٰن فی مذہب النعمان ہے۔ ماتن اور شارح دونوں ایک ہی شخص ہیں۔ متن کا شروع یوں ہے: الحمد للہ واھب الفقہ اور شرح کا شروع یوں ہے: الحمد للہ الذی احکم شریعتہ الغراء اس کے مصنف کا نام ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی ہے جو قاہرہ میں سکونت پذیر تھے۔ بماہ ذی الحجہ ۹۲۲ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق : یہ فقہ میں بڑی معتبر کتاب ہے۔ مسائل کی

marfat.com

تحقیق و تنقید خوب اچھی طرح کرتے ہیں جس مسئلے کو لکھتے ہیں، اس کی پوری تحقیق مع مالہ و ماعلیہ کے کر دیتے ہیں کیوں نہ ہو کہ اس کے مصنف زین العابدین ابن نجیم مصری ہیں جو اپنے وقت میں خاتم الفقہا تھے۔ زین العابدین کو زین الدین بھی کہتے تھے جیسا کہ ان کے بھائی مولانا سراج الدین عمر بن نجیم نے دیباچہ النہر القائق شرح کنز دقائق میں لکھا ہے اور ان کا لقب ختام المتاخرین بتایا ہے۔

البحر المحیط : اس کا نام مُنیہ الفقہاء ہے۔ مسائل قنیہ اس میں ہیں۔ اس کے مصنف کا نام فخر الائمہ فخر الدین بدیع بن ابی منصور عراقی حنفی ہے۔ یہ صاحب قنیہ کے استاد ہیں۔ اسی سے مسائل چھانٹ کر صاحب قنیہ نے ایک مجموعہ بنایا ہے۔ اس کے سوا اور کتابوں سے بھی نقل لی ہے۔ اسی مناسبت سے مختار معتزلی صاحب قنیہ نے اپنی کتاب قنیہ کا نام قنیہ المنیہ رکھا ہے۔

حرف التاء

تجرید : مصنف اس کے محمد بن شجاع ثلجی حنفی بغدادی فقیہ العراق ہیں۔ صاحب خلاصہ نے کتاب الزکوٰۃ میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ ثلجی منسوب ہے طرف ثلج بن عمرو بن مالک بن عبد مناف کے۔ ان کو ابن ثلجی بھی کہا کرتے تھے۔ یہ حسن بن زیاد لولوئی اور وکیع کے شاگرد تھے۔ پیدائش ان کی ۱۸۱ ہجری میں اور وفات ۲۶۶ ہجری میں ہوئی۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق : یہ معتبر کتاب عثمان بن علی ابو محمد فخر الدین زیلعی کی تصنیف سے ہے جو بڑے فقیہ اور نحوی اور فرضی تھے۔ یہ کتاب بہت معتبر ہے۔ کتاب بحر رائق میں قال الشارح سے مراد یہی فخر الدین زیلعی ہیں۔ بماہ رمضان ۷۴۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ راقم الحروف کے پاس یہ شرح موجود ہے۔

marfat.com

والحمدللہ علی ذالک۔ یہ کتاب بولاق مصر میں مع حاشیہ احمد شلبی کے چھپی ہے۔

تجرید القدوری : یہ فقہ کی معتبر کتاب ہے۔ مصنف اس کے امام ابوالحسین احمد بن محمد حنفی متوفی ۴۲۸ ہجری ہیں۔ یہ کتاب ایک بڑی جلد میں ہے۔ اس کا شروع یوں ہے اللھم اعصمنا من الزلل۔ یہ مبتدی اور متوسط کی سمجھ کے موافق مختصر لفظوں میں ان مسائل کی تحقیق کر دیتی ہے جن میں امام شافعی نے خلاف کیا ہے اور جانب حنفی کی ترجیح بتلا دی ہے۔ اس کو ۴۰۵ ہجری میں شروع کیا تھا۔ اس کا تکملہ ابوبکر عبدالرحمٰن بن محمد سرخسی متوفی ۴۳۶ ہجری نے لکھا اور نام تکملہ کا تکملہ التجرید رکھا اور جمال الدین محمود بن احمد قونوی حنفی متوفی ۷۷۰ ہجری نے تکملہ التجرید کا مختصر کر کے اس کا نام التفرید رکھا ہے۔

تاسیس النظائر : یہ فقہ کی ایک مختصر کتاب ہے جس کے مصنف کے نام میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک قاضی امام ابو جعفر احمد بلخی سرماری کی تصنیف سے ہے جیسا کہ فصول العمادی کے احکام مرضی میں ہے اور بعضوں کے نزدیک فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی متوفی ۳۷۵ ہجری کی تصنیف ہے۔ کشف الظنون میں لکھا ہے کہ یہ قول ابن شحنہ کا ہے۔ اس کتاب میں اماموں کے اختلاف کو بیان کیا ہے کہ کس مسئلے میں کس امام کا کیا قول ہے اور اس کی کیا دلیل ہے۔ اس کتاب کو کئی قسموں پر منقسم کیا گیا ہے لیکن اس قسم کو جس میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا اختلاف بیان کیا ہے، سب پر مقدم ہے۔

ترغیب الصلوۃ : یہ فقہ کی کتاب دو سو اڑتیس ورقوں میں خوشخط لکھی ہوئی کتب خانہ مولانا سخاوت علی جونپوری" میں موجود ہے۔ اس کتاب کی عبارت فارسی زبان میں ہے۔ شروع اس کتاب کا یوں ہے: الحمد للہ الذی جعل

marfat.com

الصلوہ وسیلہ الی النجاہ وسببا لرفع الدرجات اس کے مصنف محمد بن احمد زاہد نے اس کتاب کو ۱۰۵۸ ہجری میں تصنیف کیا ہے۔

تجرید الرکنی : یہ فقہ کی کتاب ہے اور مصنف اس کے امام رکن الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن محمد کرمانی(۱) حنفی ہیں۔ ابن امیرویہ کے نام سے یہ مشہور تھے۔ ان کا ایسا عالم فقیہ خراسان میں دوسرا نہ تھا۔ وفات ان کی ۵۴۳ ہجری میں ہوئی۔ اس کی شرح شمس الائمہ تاج الدین عبدالغفور بن لقمان کردری حنفی متوفی ۵۶۲ ہجری نے لکھی جس کا نام المفید والمزید ہے۔ یہ شرح تین جلدوں میں ہے اور یہ شمس الائمہ عبدالغفور مصنف کے شاگرد رشید تھے اور خود مصنف نے بھی اس کی شرح تین جلدوں میں لکھی ہے۔

تاسیس النظر فی اختلاف الائمہ : یہ کتاب قاضی امام ابوزید عبداللہ بن عمر دبوسی حنفی متوفی ۴۳۰ ہجری کی یادگار ہے۔ اس میں بھی مثل رحمتہ الامتہ فی اختلاف الائمہ کے ائمہ مجتہدین کے اختلاف کا بیان ہے۔ دبوسی کے حالات مقدمہ میں دیکھو۔

التجرید : یہ ایضاح شرح مختصر قدوری کے مختصر کا ملخص ہے یعنی مختصر الکرخی کی شرح امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری نے لکھی تھی۔ پھر اسی مختصر الکرخی کی شرح ابوالفضل کرمانی نے بھی لکھی ہے اور قدوری کی شرح سے مدد لی ہے گویا کہ قدوری کی شرح کو مختصر کر لیا ہے اور کرمانی نے اپنی شرح مختصر الکرخی کا نام ایضاح رکھا' پھر ایضاح کو مختصرو ملخص کر لیا اور اسی ملخص کا نام تجرید رکھا ہے پس یہ ایضاح اور تجرید علامہ ابوالفضل رکن الدین کرمانی متوفی ۵۴۳ ہجری کی تصنیف سے ہے اور دونوں کتابیں تجرید اور ایضاح ممالک روم میں متداول و مستعمل ہیں۔

(۱) کرمانی شہر کرمان کی طرف نسبت ہے۔ اصح یہ ہے کہ کرمان بہ فتح کاف ہے مگر شہرت کسرہ کے ساتھ ہے۔ یہ قول سمعانی کا ہے۔ کذافی الفوائد البہیہ۔

marfat.com

تبالہ الفتاوی : یہ ایک فقہ کے ضروری مسائل کا مجموعہ ہے جس میں عبادات اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور حج اور وقف اور وصایا کے مسائل ہیں۔ روم کے کسی زبردست عالم کی تصنیف سے ہے جس کا نام معلوم نہ ہوا۔

تاتار خانیہ : اس کا نام بقول بعض زاد المسافر ہے۔ اس کا ذکر فتاوے میں ہو گا۔

تقریب : یہ کتاب فقہ میں حضرت امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری رحمہ اللہ حنفی متوفی ۴۲۸ ہجری کی یادگار ہے جو دلائل سے مجرد ہے اور نفس مسائل فقہیہ اس میں مذکور ہیں۔

التجنیس والمزید : یہ کتاب فتاوے میں ہے۔ مصنف اس کے امام برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ہجری ہیں۔ یہ کتاب بڑی معتبر کتاب ہے کیونکہ اس کے مصنف صاحب ہدایہ ہیں۔ اس کا شروع یوں ہے: الحمد للہ القدیم الحکیم مصنف نے اس کے دیباچہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ صدر شہید حسام الدین نے اپنی ایک تصنیف میں مسائل فقہیہ چن کر جمع کئے تھے اور ہر مسئلے کی دلیل بھی ساتھ ساتھ بیان کی تھی اور ابواب بھی مرتب کر چکے تھے لیکن مسائل کی ترتیب نہ ہو سکی تھی۔ اس کی تکمیل میں نے کر دی اور حرف ن سے اشارہ نوازل ابواللیث سمرقندی کی طرف اور حرف ع سے عیون المسائل مصنفہ ابواللیث سمرقندی کی طرف اور حرف و سے واقفات ناطفی کی طرف اور حرف ت سے فتاوے ابوبکر بن الفضل کی طرف اور حرف س سے فتاوے ائمہ سمرقند کی طرف اور حرف ز سے زوائد کی طرف اور حرف ج سے اجناس ناطفی کی طرف اور حرف غ سے ابو شجاع کی غریب الروایت کی طرف اور حرف ن سے فتاوے نجم الدین عمر نسفی کی طرف اور حرف ش سے شرح کتب مبسوط کی طرف اور حرف ف سے فتاوے صغریٰ صدر شہید کی طرف

marfat.com

اور حرف م سے متفرقات کی طرف اشارہ ہے۔

تحفہ الاحباب: یہ جامع الفتاوے کا منتخب ہے۔

تحفہ الفقہاء: اس کی شرح بدائع الصنائع ہے جس کا بیان اوپر گزر چکا۔ تحفہ کے مصنف شیخ زاہد امام علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی حنفی ہیں۔ انہوں نے مختصر قدوری پر کچھ مسائل اضافہ کئے ہیں اور اس کی ترتیب عمدہ طریقے سے رکھی ہے۔ شروع اس متن کا الحمد للہ حق حمدہ ہے۔ ماتن کے شاگرد امام ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی نے اس کی شرح لکھی ہے۔ جب ماتن نے شرح کو ملاحظہ کیا تو بہت خوش ہوئے اور اپنی فقہ دان بیٹی فاطمہ سے شارح کا نکاح کر دیا۔

التذکرہ: اس میں خاص مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ذکر ہے' صاحبین کے اقوال بالکل نہیں۔ ملک معظم عیسیٰ بن الملک العادل سیف الدین بن ایوب سلطان شام ایوبی فقیہ ادیب حنفی متوفی ۶۲۴ ہجری نے فقہا کو اپنے وقت میں حکم دیا تھا کہ مذہب امام ابو حنیفہ کا چن کر الگ جمع کر دو اور اس میں صاحبین کا قول اور مذہب نہ ہو تو فقہا نے بادشاہ کے حکم کے موافق بکمال کوشش ایک کتاب دس جلدوں میں تیار کی اور اس کا نام تذکرہ رکھا جس کو بادشاہ نے پسند کیا اور سفر و حضر میں اس کو اپنے ہمراہ رکھتا اور ہمیشہ اس کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ سلطان عیسیٰ مذکور کو یہ کتاب ازبر ہو گئی تھی اور سلطان مذکور نے تذکرے کی ہر جلد میں لکھ دیا تھا کہ اس کو عیسیٰ نے حفظ کر لیا ہے۔ ایک روز سطان مذکور سے کسی نے کہا کہ آپ تو تدبیر مملکت میں مشغول رہتے ہیں' آپ کو کہاں اتنا وقت ملا کہ اسے آپ نے یاد کر لیا۔ سلطان نے جواب دیا کہ الفاظ کا کیا اعتبار' معانی کا اعتبار ہے۔ بسم اللہ پوچھو اس کے تمام مسئلے میں بیان کر دوں گا۔ یہ قول ان کے حفظ تام اور اطلاع عام پر دال ہے۔ اگلے بادشاہوں کی ایسی ہمت اس زمانے کے فارغ البال علما کو بھی نصیب نہیں۔ ہم لوگوں

marfat.com

کے زمانے میں ہمتیں مردہ ہوگئی ہیں اور اتنی بھی ہمت نہیں ہے کہ مختصر قدوری یا کنز کے تمام مسائل مستحضر رکھیں۔ اس زمانے کے علما کو حفظ کرنا کیسا صرف کتب فقہ و فتاوے کو حرفا حرفا من اولھا الی آخرھا دیکھنا بھی دشوار ہے۔ کم ایسے لوگ ملیں گے جو فتاوے عالمگیری و سراجیہ و قاضی خان و بزازیہ کو اول سے آخر تک ایک بار دیکھ لیتے ہوں۔ اس زمانے کے علما کے واسطے جامع صغیر اور آثار امام محمد اور قدوری کا حفظ کر لینا بھی بہت غنیمت سمجھا جائے گا۔ ہاں اس زمانے میں بعض ایسے اہل ہمت کابل خراسان پشاور' سمرقند و بخارا میں موجود ہیں' جنھوں نے منیہ خلاصہ کیدانی قدوری کنز مستخلص کو حفظ کر لیا ہے اور ممالک محروسہ مذکورہ کے طلباء عموماً متون فقہ کو ازبر رکھتے ہیں چنانچہ راقم الحروف نے افغانیوں میں بہت سے ایسے شخصوں کو دیکھا ہے جو منیہ کنز خلاصہ کیدانی قدوری وغیرہ کے حافظ ہیں۔

تحفہ الملوک : یہ فقہ کی ایک معتبر کتاب عبادات میں ہے۔ اس کے مصنف کا نام ہے زین الدین محمد بن ابی بکر عبدالمحسن رازی حنفی ہے۔ یہ دس کتاب پر مشتمل ہے: ۱۔ طہارت ۲۔ صلوۃ ۳۔ زکوٰۃ ۴۔ حج ۵۔ صوم ٦۔ جہاد ۷۔ صید ۸۔ کراہت ۹۔ فرائض ۱۰۔ کسب۔

شروع میں الحمد للہ والسلام علی عبادہ ہے۔ منحہ السلوک مصنفہ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی اس کی شرح ہے۔ یہ کتاب اگر معتبر نہ ہوتی تو اس کی شرح علامہ بدرالدین عینی نہ کرتے۔

تشنیف المسمع فی شرح المجمع : یہ مجمع البحرین کی شرح ہے جس کا حال حرف المیم میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

التطبیق : یہ وقایہ کی شرح ہے جس کے مصنف کا نام مولانا قاسم بن سلیمان نیکدی متوفی ۹۷۰ ہجری ہے۔

marfat.com

التفرید: یہ ایک فقہ کی کتاب ہے جس کے مصنف سلطان محمود بن سبکتگین غزنوی حنفی ہیں۔ سلطان محمود پہلے حنفی المذہب تھے۔ پھر قفال مروزی نے دھوکا دے کر مذہب حنفی سے ان کو نفرت دلا دی تھی اس وجہ سے وہ شافعی المذہب ہو گئے اور اس کا قصہ طویل ہے۔ ملا کاتب چلپی نے امام مسعود بن شیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ سلطان محمود بڑے زبردست فقہا سے تھے اور ان کی کتاب تفرید بلاد غزنہ میں بہت مشہور ہے اور یہ کتاب بہت چست اور درست لکھی گئی ہے۔ اس میں مسائل غالباً ساٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ تاتار خانیہ میں اس سے بھی مسائل نقل کئے گئے ہیں۔

التہذیب: یہ جامع صغیر کی شرح ہے۔ مصنف اس کے مطہر بن حسن یزدی ہیں جنہوں نے اس شرح کو دو جلدوں میں لکھا ہے اور یہ شرح ۵۵۹ ہجری میں تمام ہوئی۔

التوشیح: یہ شرح ہدایہ کی ہے۔ اس کا حال ہدایہ کی شرحوں میں دیکھو جو حرف الہاء میں آئے گا انشاء للہ تعالیٰ۔

التقسیم والتشجیر: یہ جامع صغیر کی شرح ہے۔ مصنف اس کے قاضی مسعود بن حسین بزدوی متوفی ۵۷۱ ہجری ہیں۔

تفہیم التحریر: یہ جامع کبیر منظوم مصنفہ احمد بن ابوالمویٔد نسفی کی شرح ہے جس کو امام ابوالقاسم محمود حارثی متوفی ۶۰۶ ہجری نے لکھا۔

توفیق العنایہ: یہ وقایہ کی شرح ہے۔

تلخیص الجامع الکبیر: یہ فقہ کی متن اور معتبر کتاب ہے جو امام محمد صاحب کی جامع کبیر کا خلاصہ ہے جس کو شیخ امام کمال الدین محمد بن عباد بن ملک داؤد بن حسن

marfat.com

بن داؤد خلاطی حنفی متوفی ۶۵۲ ہجری نے تصنیف کیا ہے۔ یہ متن متین کنز سے زیادہ مغلق ہے۔ یہ بڑے معرکہ کی کتاب ہے اور اس کی کئی شرحیں ہیں۔

ایک شرح اس کی بہت بڑی اور نہایت نفیس علامہ علاء الدین علی فارسی حنفی متوفی ۷۳۱ ہجری نے بنام تحفہ الحریص لکھی ہے۔

دوسری شرح علامہ فاضل شیخ اکمل الدین محمد بن محمود حنفی بابرتی متوفی ۷۸۶ ہجری نے شروع کی تھی لیکن ناتمام رہ گئی۔

تیسری شرح علامہ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری متوفی ۸۳۴ ہجری نے کی ہے۔

چوتھی شرح حضرت شیخ ابوالعصمہ مسعود بن محمد بن محمد غجدوانی کی شرح ممزوج ہے۔ حرف (م) علامت متن کی اور حرف (ش) علامت شرح کی رکھی ہے۔ غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں یہ ذکر بھی کر دیا ہے کہ میں نے جامع صغیر کی بہت سی شرحوں کو دیکھ کر اور تتبع کر کے بہت تحقیق کے ساتھ یہ شرح لکھی ہے چونکہ شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی شرح بہت ہی عمدہ اور بڑی ضخیم تھی اس لیے علامہ سعد الدین بن عمر تفتازانی نے اس کے ملخص کرنے کے ارادے سے مختصر کرنا شروع کر دیا تھا۔ لوگوں نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے آکر کہا کہ یا حضرت آپ کی شرح کا رواج نہ ہو گا اور نہ لوگوں میں اس کا نفع عام ہو گا نہ لوگوں میں اس کی شہرت ہوگی کیونکہ سعدالدین تفتازانی نے اس کا اختصار کرنا شروع کر دیا ہے۔ شیخ نے فرمایا: ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن تفتازانی کو یہ نصیب نہ ہو گا اور یہ کام ان کے لیے آسان نہیں ہے۔ پس شیخ نے جیسا فرمایا' ویسا ہی ہوا یعنی اس آرزو کے پورے ہونے سے پہلے ہی موت نے تفتازانی کو نہ چھوڑا اور ۷۵۶ ہجری میں غریق رحمت الٰہی ہو گئے۔

تنویر الابصار و جامع البحار: یہ فقہ کا متن ہے جس کے مصنف شیخ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد متوفی ۱۰۰۴ ہجری ہیں۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے۔ شروع اس کا حمدا لمن احکم احکام الشرع ہے۔ اس متن میں

marfat.com

مسائل معتبرہ متون کے جمع کئے گئے ہیں۔ انہوں نے اس متن کو قاضیوں اور مفتیوں کے یاد کرلینے کی غرض سے بماہ محرم الحرام ۹۹۵ ہجری میں تصنیف کیا تھا' پھر علامہ ماتن نے خود بھی اس کی شرح بڑی دو جلدوں میں بنام منح الغفار تصنیف کی۔ صاحب خلاصہ الاثر نے اس کے بارے میں یوں لکھا ہے: وھو من انفع کتب المذھب ایک جماعت اکابر علماء کی اس کی شرح لکھنے پر مستعد ہوئی ازاں جملہ علامہ محمد علاء الدین حصکفی مفتی شام اور ملا حسین بن اسکندر رومی نزیل دمشق اور شیخ عبدالرزاق مدرس دمشق مدرسہ ناصریہ ہیں اور مولف کی شرح پر علامہ شیخ الاسلام خیرالدین رملی نے بہت مفید حاشیہ لکھا اور اس متن کو مولانا موسیٰ بن اسعد بن یحییٰ محاسنی دمشقی نے بحر رجز میں بہت عمدہ نظم کیا ہے اور یہ مولانا محاسنی ۱۱۵۹ ہجری میں زندہ موجود تھے اور اس کتاب منظوم کا نام خلاصہ التنویر وذخیرہ المحتاج الفقیر رکھا جس میں ساڑھے آٹھ ہزار اشعار ہیں۔

حرف الجیم

الجامع الصغیر: مصنف اس کے حضرت امام محمد بن حسن شیبانی مجتہد فقیہ حنفی متوفی ۱۸۷ ہجری ہیں۔ یہ کتاب قدیم مبارک ہے۔ اس میں موافق قول بزدوی کے ایک ہزار پانچ سو بتیس مسئلے ہیں اور ایک سو ستر مسئلے میں اختلاف بیان کیا ہے اور قیاس اور استحسان کا صرف دو ہی مسئلے میں ذکر ہے۔ فقہائے متقدمین اس کتاب کی بڑی تعظیم کرتے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ کہتے تھے کہ آدمی فتویٰ دینے اور قضا کے قابل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے مسائل کو نہ جان لے۔ اور متقدمین قاضی نہ بناتے تھے مگر اسی کو جو جامع صغیر کو حفظ کرلیتا تھا۔ اگر کسی نے قضا کے لیے درخواست کی اور امتحان میں معلوم ہوا کہ اس کو جامع صغیر یاد نہیں تو اس کو حکم ہوتا تھا کہ اس کو یاد کر کے آؤ تو قضا ملے گی۔ پہلے اس کے امتحان کا بڑا اہتمام ہوتا تھا۔ جناب امام

marfat.com

شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد ابن ابوبکر سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ ہجری نے جامع صغیر کی شرح میں بیان کیا ہے کہ جامع صغیر کی تصنیف کا یہ سبب ہوا کہ جب امام محمد رحمہ اللہ فقہ کی بڑی بڑی کتابوں کو لکھ کر فارغ ہوئے تو امام ابو یوسف نے جو امام محمد کے استاد بھی تھے' امام محمد سے فرمایا کہ تم ایک ایسی کتاب لکھ دو کہ اس میں وہ مسائل ہوں کہ جن کو تم نے مجھ سے سنا ہے اور میں نے ابو حنیفہ سے۔ امام محمد کہ حافظ مذہب تھے فوراً اسی جامع صغیر کو قلمبند کر کے امام ابو یوسف کے حضور میں پیش کر دی۔ امام ابو یوسف نے پسند کر لیا اور دیکھ کر فرمایا کہ بہت اچھا لکھا ہے مگر تین مسئلے میں امام محمد نے خطا کی ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ میں نے خطا نہیں کی ہے' لیکن آپ ہی خود بھول گئے ہیں کہ یہ تینوں مسئلے مجھے آپ ہی نے بتلائے تھے۔ امام ابو یوسف باوجود اتنے بڑے جلیل القدر عالم ہونے کے اس کتاب جامع صغیر کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ سفر و حضر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

علی رازی کہتے تھے کہ جس نے جامع کو سمجھا وہ حنفیوں میں بڑا سمجھ دار ہے اور جس نے جامع صغیر کو یاد کر لیا وہ حنفیوں میں سب سے بڑھ کر حافظہ والا شخص ہے۔ کہتے ہیں کہ مسائل جامع صغیر کے سب مبسوط میں ہیں لیکن اس کے مسائل تین قسم کے ہیں۔

ایک قسم تو وہ کہ جس کی روایت بالتصریح مبسوط میں نہیں ہے اور یہاں موجود۔

دوسری قسم وہ کہ اس کا ذکر امام محمد کی کتابوں میں تو ہے لیکن بطریق نص کے یہ نہیں معلوم ہوا کہ اس مسئلے کا جواب ابو حنیفہ کا قول ہے یا دوسرے کا مگر یہاں ابو حنیفہ کا قول ہر باب میں صاف بتلا دیا ہے۔

تیسری قسم وہ کہ جس کا ذکر امام محمد کی کتابوں میں تو ہے لیکن یہاں دوسرے الفاظ سے وہی معانی ادا کر دیئے گئے ہیں مگر الفاظ کے بدل دینے سے ایسے فوائد مستفاد ہوتے ہیں جو اور کتابوں کی عبارت سے نہ سمجھے جاتے تھے۔ پس تغیر الفاظ یہاں

marfat.com

فضول اور بے فائدہ نہیں ہے۔

اس جامع صغیر کی تالیف کے سبب میں قاضی خان اوزجندی نے صاف کہہ دیا ہے کہ جب امام محمد رحمہ اللہ مبسوط کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امام ابویوسف نے ان سے یہ اپنی خواہش ظاہر کی کہ ان کی ایک ایسی بھی تصنیف رہے کہ جس میں امام محمد کا ابویوسف سے روایت کرنا ظاہر ہو۔ پس اس بات کے سنتے ہی امام محمد نے یہی جامع صغیر تصنیف فرمادی کہ جس کے مسائل بواسطہ ابویوسف امام اعظم سے مروی ہیں اور یہ امام ابویوسف کے بہت بڑے فخر کا باعث ہوا کہ امام محمد جیسا فقیہ مجتہد امام ابویوسف کے شاگردوں میں ہو۔

اس فقرہ سے امام ابویوسف کی دانائی اور دوراندیشی کا اندازہ سمجھ دار آدمی کر سکتا ہے۔ قاضی خان نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ بعضوں نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے کہ یہ جامع صغیر ابویوسف کی ہے یا امام محمد کی لیکن صحیح یہی ہے کہ امام محمد کی تصنیف سے ہے مگر امام محمد نے مسائل اس کے مرتب نہیں کئے تھے۔ فقیہ ابو عبداللہ حسن بن احمد زعفرانی حنفی نے اس کے مسائل کو مرتب کر دیا۔

شراح جامع صغیر

جامع صغیر کی شرح کو بہت علما نے لکھا ازاں جملہ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی محدث متوفی ۳۲۱ ہجری اور امام ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی متوفی ۳۷۰ ہجری اور ابو عمرو احمد بن محمد طبری متوفی ۳۴۰ ہجری اور امام ابوبکر احمد بن علی ظہیر بلخی متوفی ۵۵۳ ہجری اور امام حسین بن محمد النجم متوفی تقریباً ۵۸۰ ہجری اور قاضی مسعود بن حسین یزدی متوفی ۵۷۱ ہجری اور امام مجتہد سلطان الشریعہ فخرالدین قاضی خان حسن بن منصور اوزجندی فرغانی متوفی ۵۹۲ ہجری ان کی شرح کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے اور امام الہدیٰ فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی متوفی ۳۷۳ ہجری اور

marfat.com

فخرالاسلام علی بن محمد بزدوی اصولی متوفی ۴۸۲ ہجری اور صدرالاسلام فخرالاسلام علی کے بھائی ابوالیسر محمد بن محمد بزدوی ۴۹۳ ہجری اور بزدہ قریب نسف کے ہے' ان کی شرح کتب خانہ رامپور میں ہے اور امام ابوالازہر نجندی متوفی ۵۰۰ ہجری اور جمال الدین بن ہشام نحوی متوفی ۷۶۳ ہجری اور امام ابونصراحمد بن محمد عتابی بخاری متوفی ۵۸۰ ہجری یہ شمس الائمہ کردری کے شاگرد تھے۔ صاحب کشف الظنون نے سنہ وفات ان کا ۵۸۲ ہجری لکھا ہے اور شرف القضاۃ ابوالمفاخر عبدالغفور کردری امام الحنفیہ متوفی ۵۶۲ ہجری اور قاضی ظہیرالدین محمد بن احمد بن عمر بخاری صاحب فتاوے ظہیریہ متوفی ۶۱۹ ہجری اور ابوحنیفہ ثانی جمال الدین محبوبی عبیداللہ بن ابراہیم بن احمد متوفی ۶۳۰ ہجری اور جمال الدین ابوالحامد محمود بن احمد بخاری حصیری شاگرد قاضی خان اوزجندی متوفی ۶۳۶ ہجری اور صدر شہید ابومحمد حسام الدین ہیں۔ یہ شاگرد صاحب ہدایہ کے ہیں۔ شہادت ان کی بماہ صفر ۵۳۶ ہجری سمرقند میں ہوئی۔ ان کی شرح کتب خانہ رامپور میں موجود ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے نامی علماء اس کے شراح گزرے ہیں۔ بسبب طوالت کے ان کے نام فردگزاشت کئے گئے۔ جامع صغیر کو باآسانی حفظ کر لینے کی غرض سے اکابر علمانے اس کو نظم بھی کرڈالا ہے۔ نام ان کے یہ ہیں: امام شمس الدین احمد بن محمد عقیلی بخاری متوفی ۶۵۷ ہجری اور امام نجم الدین ابوحفص عمرابن محمد نسفی متوفی ۵۵۷ ہجری اور محمد بن محمد قبادی متوفی تقریباً ۷۳۰ ہجری یا ۷۲۶ ہجری اور شیخ بدرالدین ابونصر محمود بن ابی بکر فراء کی نظم ۶۱۷ ہجری میں تمام ہوئی۔ الحمد للہ کہ اس زمانے میں کتاب متبرک امام محمد صاحب کی جامع صغیر چھپ گئی ہے کہ ہم لوگ اس سے متنفع ہوتے ہیں مگر افسوس کہ ایسے بڑے مجتہد کی کتاب کہ جس کی شرح بڑے بڑے نامی گرامی فقہائے احناف نے لکھی ہے' درس و تدریس میں نہیں ہے اور نہ اس کی طرف علما اور حکام و امراء اور رؤسا توجہ کرتے ہیں۔ منیہ المصلی اور شرح وقایہ سے کہیں اس کی شان اور اعتبار زیادہ ہے۔

marfat.com

الجامع الکبیر: یہ بھی امام مجتہد فقیہ محدث حضرت امام ثانی ابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی ۱۸۷ ہجری کی یادگار ہے۔ اکابر فقہا کے نزدیک اس کا بڑا اعتبار ہے۔ اس میں تمام مسائل فقہ جمع ہیں۔ بحسب جامع مسائل فقیہ ہونے کے اس کا نام بھی جامع کبیر رکھا گیا۔ اسی وجہ سے اکابر علما نے اس کی بھی بہت شرحیں مثل جامع صغیر کے لکھی ہیں۔ اس میں انہیں مسائل کو امام محمد رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے جس کو بلاواسطہ کسی کے امام ابو حنیفہ سے اخذ کیا۔ سلطان معظم عیسیٰ بن ابو بکر ایوبی بادشاہ شام متوفی ۶۲۴ ہجری نے بھی اس کی شرح لکھی تھی۔ اس سلطان کی یہ عادت تھی کہ جو جامع کبیر کو حفظ کر لیتا اس کو ایک سو اشرفی دیا کرتا تھا اور جو جامع صغیر کا حافظ ہوتا اس کو پچاس دینار دیا کرتا۔ یہ سلطان کی قدر دانی تھی حالانکہ اس کتاب کی عظمت شان کا اگر خیال کیا جائے تو یہ کچھ بھی قدر دانی اور عزت افزائی حفاظ جامعین نہ تھی۔ کم سے کم اس کے صلے میں اگر بادشاہ ہزار دینار دیتا تو سزاوار اس کی شان کا ہوتا۔ پچاس سکہ رائج الوقت تو جامع صغیر کے حافظ کو راقم الحروف بھی دینے کو آمادہ بیٹھا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ ایک سو حدیث احکام کی بھی سنا دے اور ان دونوں کے معانی بھی بتلا دے۔

شراح جامع کبیر

اس کے بہت شارح متقدمین و متاخرین گزرے ہیں، ازاں جملہ جناب حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ ہجری اور فخر الاسلام بزدوی متوفی ۴۸۲ ہجری اور قاضی ابو زید عبید اللہ بن عمر دبوسی متوفی ۴۳۲ ہجری اور شمس الائمہ محمد بن عبدالعزیز احمد حلوانی متوفی ۴۴۹ ہجری اور شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابو سہل سرخسی متوفی ۴۸۳ ہجری اور سلطان ملک معظم عیسیٰ بن ابو بکر ایوبی صاحب الشام متوفی ۶۲۴ ہجری اور امام ابو بکر جصاص رازی متوفی ۳۷۰ ہجری اور امام ابو نصر احمد بن محمد بن عتابی بخاری متوفی

marfat.com

۵۸۶ ہجری اور امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی محدث حنفی متوفی ۳۲۱ ہجری اور ابو عمرو احمد بن محمد طبری حنفی متوفی ۳۴۰ ہجری اور ابو عبداللہ محمد بن یحیٰی جرجانی فقیہ متوفی ۳۹۸ ہجری اور امام شیخ الاسلام ابوبکر احمد بن منصور اسبیجابی متوفی تقریباً ۵۰۰ ہجری اور بعضوں نے وفات ان کی بعد ۴۸۰ ہجری کے بتلائی ہے اور امام ابوبکر محمد بن حسین مشہور بخواہر زادہ بخاری متوفی ۴۸۳ ہجری اور امام فخرالدین حسن بن منصور قاضی خان متوفی ۵۹۲ ہجری اور امام رکن الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن محمد کرمانی متوفی ۵۴۳ ہجری اور امام برہان الدین علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل مرغینانی متوفی ۵۹۳ ہجری اور قاضی محمد بن حسین ارسابندی متوفی ۵۱۲ ہجری اور صدر شہید حسام الدین عمر بن عبدالعزیز شہید ۵۳۶ ہجری اور امام رضی الدین ابراہیم بن سلیمان حموی منطقی رومی متوفی ۷۳۲ ہجری اور فخرالدین عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ ہجری اور ابن ربوہ حنفی ناصرالدین محمد بن احمد دمشقی متوفی ۷۶۴ ہجری اور امام جمال الدین محمود بن احمد بخاری حصیری متوفی ۶۳۶ ہجری ان کی شرح کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے جس وقت حصیری سے ملک معظم عیسیٰ بن ابوبکر بادشاہ شام جامع کبیر پڑھتے تھے اس وقت حصیری نے یہ شرح لکھی تھی۔ اس شرح کا نام التحریر فی شرح جامع الکبیر ہے اور جامع کبیر مذکورہ کو ۵۱۵ ہجری میں احمد بن ابی المؤید محمودی نسفی نے نظم کیا ہے۔ اس منظوم جامع کبیر کے ابیات پانچ ہزار پانچ سو پچپن ہیں اور اس منظوم جامع کبیر کی شرح امام ابوالقاسم محمود بن عبیداللہ حارثی متوفی ۶۰۶ ہجری نے کی ہے اور جامع کبیر کو علامہ احمد ابن عثمان بن ابراہیم صبیح ترکمانی متوفی ۷۴۴ ہجری نے بھی نظم کیا ہے اور یہی ترکمانی اصل جامع کبیر کے شارح بھی ہیں اور اسی جامع کبیر کو علامہ ابوالحسن علی بن خلیل دمشقی متوفی ۶۵۱ ہجری نے نظم کیا ہے۔

جامع کبیر بلخی : مصنفہ ابوالحسن عبیداللہ بن حسین کرخی حنفی متوفی ۳۴۰ ہجری ہے۔ حقیقت میں یہ جامع کبیر امام محمد کے جامعین کا خلاصہ ہے۔ فقہا نے اس

marfat.com

نام کی بہت سی فقہ کی کتابیں تصنیف کی ہیں' ازاں جملہ جامع کبیر فخر الاسلام بزدوی کی اور جامع کبیر ابوالحسن اسبیجابی کی اور جامع کبیر شیخ الاسلام علاء الدین سمرقندی کی اور جامع کبیر صدر حمید اور فخر الدین قاضی خان اور عتابی اور قبادی وغیرہم بھی شامل ہیں۔

الجامع الکبیر فی الفتاویٰ : امام ناصر الدین ابوالقاسم محمد بن یوسف سمرقندی متوفی ۵۵۶ ہجری کی تصنیف سے ہے۔

جامع المسائل : یہ فقہ میں ایک بڑی کتاب ہے۔ متقدمین کی کتابوں سے انتخاب کر کے نفس مسائل جس کی احتیاج عام طور پہ ہوا کرتی ہے قطع نظر دلائل کے اس میں جمع کئے گئے ہیں۔ مصنف نے خود اس کے دیباچہ میں ذکر کر دیا ہے کہ دلائل کا ذکر اس کتاب میں اس لیے چھوڑ دیا کہ دلائل کے بیان سے کتاب بڑی ہو جاتی ہے اور یہ مقصود کے خلاف تھا۔ شروع اس کا یوں ہے: الحمد لله الذی اخرج ارواح العلماء من کتم العدم مصنف اس کے علامہ مصطفیٰ شمس الدین اختری حنفی متوفی ۹۶۸ ہجری ہیں۔ اس مصنف کی شہرت ام الفتاوے کے ساتھ تھی۔

جامع الفصولین : یہ کتاب فصول العمادی اور فصول الاستروشنی کا مجموعہ ہے۔ مصنف اس کے علامہ شیخ بدرالدین محمود بن اسرائیل یا اسمٰعیل بن عبدالعزیز ہیں۔ یہ میر سید شریف کے ہم سبق تھے ان کو ابن قاضی سماوہ کہتے تھے۔ بعضوں نے کہا کہ یہ ۸۲۳ ہجری میں انتقال کر گئے اور صاحب کشف الظنون نے ان کی وفات ۸۱۸ ہجری میں بتائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جامع المضمرات : اور اس کو مضمرات بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب قدوری کی شرح ہے۔ مصنف اس کے جمال الدین یوسف بن محمد بن عمر بن یوسف صوفی گاذرونی معروف بہ شیخ عمر بزاز ہیں۔ یہ کتاب ۴۰۲ صفحوں کی کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے۔ کشف میں لکھا ہے کہ یہ مختصر قدوری کی شرح ہے۔ مصنف اس کے

marfat.com

یوسف بن عمر صوفی ہیں۔

الجامع : یہ فقہ کی معتبر کتاب ہے۔ یہ کتاب امام ابو حنیفہ امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی تابعی متوفی ۱۵۰ ہجری کے پوتے کی تصنیف ہے، جن کا نام قاضی اسمٰعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ متوفی ۲۱۲ ہجری ہے۔ بشر بن غیاث کی روایت سے یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔

جمع التفاریق : یہ فقہ کی کتاب ہے۔ مصنف اس کے امام زین المشائخ ابو الفضل محمد بن ابو القاسم بقالی خوارزمی حنفی متوفی ۵۸۶ ہجری ہیں۔ کذا فی کشف الظنون۔

جوامع الفقہ : یہ فقہ کی کتاب بڑی چار جلدوں میں ہے۔ مصنف اس کے علامہ ابو نصر احمد بن محمد عتابی حنفی متوفی ۵۸۶ ہجری ہیں۔

جواہر الفقہ : یہ فقہ کی کتاب ہے۔ مصنف اس کے صاحب ہدایہ کے بیٹے ہیں۔ نام ان کا نظام الدین تھا۔ اس کی ترتیب مثل ترتیب ہدایہ کے ہے۔ فصول عمادیہ میں اس کتاب سے بھی نقل کی ہے جیسا کہ بتیسویں فصل میں فصول کی لکھا ہے: وفی جواهر الفقه لعمر شیخ الاسلام نظام الدین وقد جمع فیه بین مختصرات کتب اصحابنا کالتجرید وجمع الصنعانی سوی ما ذکر فی بدایه والده۔ جواہر الفقہ کا شروع یوں ہے: الحمد لله الذی اظهر الدین القویم۔ اس میں شیخ الاسلام عمر نظام الدین نے ان مسائل کو جمع اور ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے جو مختصر طحاوی اور تجرید اور مختصر جصاص اور ارشاد اور مختصر مسعودی اور موجز الفرغانی اور خزانہ الفقہ اور جمل الفقہ میں ہیں۔

marfat.com

الجوہرۃ النیرۃ : اس کو جوہرۂ نیرہ بھی کہتے ہیں۔ یہ مختصر قدوری کی شرح ہے جو سراج وہاج سے مختصر کی گئی ہے۔ قدوری کے بیان میں اس کا حال معلوم ہوگا۔

جامع الرموز : مختصر الوقایہ یعنی نقایہ کی شرح شمس الدین قہستانی کی ہے، مگر چنداں معتبر نہیں ہے۔ اس کا پورا حال نقایہ کی شرح میں حرف النون میں ذکر کیا جائے گا۔

جهد المقل : اس کتاب میں احکام و مسائل فقہ بطور سوال و جواب کے ہیں مگر اس میں ابواب کی کچھ ترتیب نہیں ہے۔ مصنف اس کے شیخ عبداللہ بن ملا محمد مکی بن فروخ مفتی مکہ مکرمہ ہیں۔ یہ کتاب ۱۰۸۵ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ کتب خانہ ریاست رامپور میں اس کا اس ایک نسخہ ۲۰۰ صفحوں کا موجود ہے مگر آخر میں کچھ اوراق نہیں ہیں۔

چہار باب : یہ کتاب نہایت مقبول و متبرک و مستند ہے۔ مصنف اس کے حضرت شاہ اہل اللہ صاحب برادر مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہیں۔ اس میں پہلے عقائد لکھے ہیں اس کے بعد مسائل فقہیہ متعلق نماز، روزہ کو بیان کیا ہے اور خاتمہ میں نصائح دینیہ کا ذکر ہے۔ یہ کتاب قابل درس بالخصوص بچوں کو ابتدا پڑھانا نہایت مناسب ہے۔ اس کے مولف شاہ اہل اللہ صاحب رحمہ اللہ کو علم طب میں دستگاہ حاصل تھی۔ چنانچہ طب میں بھی آپ کے رسائل موجود ہیں۔ یہ کتاب چھپ بھی گئی ہے۔

حرف الحاء المهملة

حصر المسائل : یہ کتاب فقہ میں ہے۔ مصنف اس کے امام ابو اللیث نصر بن

marfat.com

محمد سمرقندی فقیہ متوفی ۳۸۲ ہجری ہیں۔

حاوی الحصیری : حنفیوں کی بڑی مستند و معتبر کتاب ہے۔ اس میں مشائخ کے بہت سے فتوے جمع کئے گئے ہیں۔ مصنف اس کے امام محمد بن ابراہیم بن یونس حصیری حنفی متوفی ۵۰۰ ہجری ہیں۔ یہ حصیری شمس الائمہ سرخسی کے شاگرد رشید تھے۔ ملا کاتب چلپی نے اس کی شان میں فرمایا ہے: یرجع الیہ ویعتمد علیہ اس کی طرح رجوع کرنا اور اس پر اعتماد کرنا چاہئے۔ کذا فی کشف الظنون۔

الحاوی القدسی : فقہ کی کتاب ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو تین قسم پر مرتب کیا ہے:

پہلی قسم میں اصول دین کو بیان کیا ہے۔

دوسری قسم میں اصول فقہ کو بتلایا ہے۔

تیسری قسم میں مسائل فقہیہ کو ذکر کیا ہے اور اس میں ضروری مسائل بہت بیان کئے ہیں۔ مصنف اس کے قاضی جمال الدین احمد بن محمد نوح قابسی غزنوی حنفی متوفی تقریباً ۶۰۰ ہجری ہیں۔ اس کو قدسی اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو قدس (بیت المقدس) میں تصنیف کیا ہے۔

حاوی الزاہدی : مصنف اس کے شیخ ابوالرجا نجم الدین مختار بن محمود زاہدی غزمینی حنفی معتزلی متوفی ۶۵۸ ہجری ہیں۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے اس کو اپنے استاد کی کتاب منیۃ الفقہا سے مسائل انتخاب کرکے جمع کیا ہے۔ اور منیۃ الفقہا میں جو مسائل خوارزمی زبان میں تھے ان کا ترجمہ عربی زبان میں اس میں کر دیا ہے۔ اس کا نام حاوی مسائل الواقعات والمنیہ رکھا ہے۔

حمایہ : یہ وقایہ کی شرح ہے۔

marfat.com

حرف الخاء المنقوطہ

خزانہ الاکمل : یہ فقہ کی جامع کتاب چھ جلدوں میں ہے۔ اس کے مصنف ابویعقوب یوسف بن علی بن محمد جرجانی حنفی نے اس کے دیباچہ میں بیان کیا ہے کہ یہ کتاب حنفیوں کے کل مصنفات فقہیہ مسائل کو حاوی و محیط ہے اور سب کا حل اس میں ہے۔ اس کتاب کو اس طرز سے لکھا ہے کہ پہلے مسائل کافی کے پھر جامعین کے پھر زیادات کے پھر مجرد ابن زیاد اور مجرد کرخی اور شرح طحاوی اور عیون المسائل وغیرہ کے بالترتیب لکھے ہیں۔ ابتدائے تالیف اس کتاب کی بروز عید اضحیٰ ۵۲۲ ہجری میں ہوئی۔

خزانہ الروایات : اس کے مصنف قاضی جکن حنفی ہندی نے اس کتاب میں عام مسائل اور غریب روایتوں کو جمع کرنے میں اپنی عمر صرف کر دی ہے اور کتاب العلم سے اس کو اس واسطے شروع کیا کہ وہ اشرف العبادات ہے۔ مصنف رحمہ اللہ نے بہت مشقت سے اس کو مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے۔ شروع اس کا یوں ہے: الحمد لله الذی خلق الانسان وعلمه البيان مصنف اس کے قصبہ کن کے رہنے والے تھے جو گجرات کے علاقہ میں ہے۔ یہ کتاب کتب خانہ رامپور میں موجود ہے۔

خزانہ الفقہ : فقہ میں ایک مختصر کتاب کنز الدقائق کی طرح ہے۔ مصنف اس کے امام ابواللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۳ ہجری ہیں۔ یہ بھی کتب خانہ رامپور میں موجود ہے۔

خزانہ المفتیین : یہ کتاب فقہ کی بڑی ایک جلد میں ہے۔ بڑی بڑی فقہ کی معتبر کتابوں سے روایات متقدمین اور مختارات متاخرین بلا ذکر اختلاف کے اس میں جمع کئے گئے ہیں۔ ماخذ اس کا ہدایہ اور نہایہ اور قاضی خان اور خلاصہ اور ظہیریہ اور شرح

marfat.com

طحاوی وغیرہا ہے۔ بماہ محرم ۷۳۰ ہجری میں یہ کتاب تالیف ہوئی ہے۔ مصنف اس کے شیخ امام حسین بن محمد سمعانی حنفی ہیں۔ انہیں حضرت کی تصنیف کتاب شافی شرح کافی بھی ہے۔ یہ پوری کتاب ۸۶۳ ہجری میں لکھی۔ ایک ہزار صفحے کی عالمگیر کے کتب خانہ کی اس وقت کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے اور اس پر عالمگیر بادشاہ کی مہر بھی ثبت ہے۔

خزانہ الواقعات : یہ فقہ کی معتبر کتاب ہے۔ کتاب خلاصہ کا یہ بھی ماخذ ہے کہ مصنف اس کے شیخ امام افتخار الدین طاہر بن احمد بخاری حنفی متوفی ۵۴۲ ہجری ہیں۔ یہ حضرات خلاصہ الفتاوے اور خزانہ الفتاوے کے مولف ہیں۔

خزانہ الواقعات : یہ بھی فقہ کی ایک مختصر اور مشہور کتاب ہے جس کو واقعات ناطفی کہتے ہیں۔ مصنف اس کے شیخ احمد بن محمد بن عمر ناطفی حنفی متوفی ۴۴۲ ہجری ہیں۔

الحصال : مصنف اس کے ابوذر طرسوی ہیں۔ اس نام کی فقہ کی کتاب شافعیوں اور مالکیوں کے مذہب کی بھی ہے۔ اس کے شروع میں کچھ اصول کے مسائل بھی مذکور ہیں اور اس کا نام مصنف نے الاقسام و الحصال رکھا ہے۔

خصائل : یہ بہت بڑی کتاب فقہ کی تصنیف نجم الدین عمر بن محمد نسفی حنفی متوفی ۵۳۷ ہجری کی ہے اور خصائل خصلہ کی جمع ہے جس کے معنی گوشت کے بڑے ٹکڑے کے ہیں جیسا کہ قاموس میں ہے۔ یعنی اس کتاب میں بڑے بڑے معرکتہ الاراء مسئلے لکھے ہیں۔

خزانہ الفتاویٰ : اس کے مصنف امام افتخار الدین طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری متوفی ۵۴۲ ہجری ہیں۔

marfat.com

خلاصہ المفتی : فقہ کی کتاب ہے۔ مصنف اس کے امام سید ناصر الدین ابو القاسم بن یوسف سمرقندی حنفی ہیں۔

خلاصہ الدلائل فی تنقیح المسائل : یہ مختصر قدوری کی شرح ہے۔ یہ مختصر سی شرح بڑی مفید ہے۔ اس پر ابن صبیح نے تین حاشئے لکھے ہیں۔

حرف الدال المہملہ

الدر المختار : یہ ایک جلد ضخیم شرح تنویر الابصار کی ہے۔ اس کے مصنف علامہ محمد علاء الدین حصکفی مفتی شام ہیں اور یہ مصنف علامہ صاحب بحرالرائق کے شاگردوں میں ہیں۔ شیخ خیرالدین رملی صاحب فتاوے نے جو آپ کے استاد ہیں۔ آپ کی سند میں آپ کی بہت ہی تعریف لکھی ہے اور یہ اقرار کیا ہے کہ آخر میں، میں نے بھی ان سے حدیث پڑھی ہے (۶۳) سال کی عمر میں ۱۰ ماہ شوال ۱۰۸۸ ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔

شیخ مقبول : تاریخ وفات ہے۔ اس کتاب کا حاشیہ علامہ شہاب الدین سید احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۳ ہجری نے چار جلدوں میں لکھا ہے اور مطبوعہ بولاق مصر ملتا ہے۔ ۱۲۸۲ ہجری میں چھپا تھا۔ یہ کتب خانہ ریاست رام پور میں موجود ہے اور نیز علامہ محقق نامی مولانا محمد امین بن عمر معروف بابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ ہجری نے چھ جلدوں میں لکھا ہے جو کئی بار مصر اور ہند میں چھپ چکا ہے اور اس کا تکملہ شامی کے بیٹے نے ایک مجلد کلاں میں لکھا ہے اور راقم الحروف کے پاس مطبوعہ ایک نسخہ موجود بھی ہے۔ علامہ شامی جزاہ اللہ خیرا و شکر سعیہ نے بڑی نفیس تحقیق سے یہ حاشیہ لکھا ہے۔

درا لکنوز : مصنف اس کے علامہ فقیہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی

marfat.com

متوفی ۱۰۶۹ ہجری ہیں۔ اس رسالے میں شرنبلالی نے شروط تکبیر تحریمہ اور نماز کے چالیس فرضوں کو بڑی حسن و خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے جو اور کسی رسالے میں ایک جا جمع نہیں کیے گئے اور واجبات اور سنن نماز کے متعلق بھی اچھی تحقیق کی ہے اور امامت کے شروط اور اقتدا کے قواعد کو بھی بیان کیا ہے۔

تحقیق لفظ شرنبلانی : بہ ضم شین و را د سکون نون و ضم بائے موحدہ یہ نسبت خلاف قیاس شبرابلولہ شہر کی طرف ہے جو ملک مصر میں واقع ہے اور موافق قیاس کے شبرا بلولی ہونا تھا۔ کذا فی خلاصہ الاثر اور علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ یہ نسبت شیرا بلول شہر کی طرف ہے جیسا کہ خود مصنف نے درا لکنوز کے اخیر میں لکھا ہے۔

دستور القضاۃ : یہ فقہ کی کتاب قلمی عربی عبارت میں ایک سو ورق کی ہے۔ اس کتاب میں بائیس باب ہیں۔ اس کے مصنف کا نام صدر بن رشید بن صدر تبریزی ہے۔ اس کا شروع یوں ہے: الحمد لله الذی اعاننی علی جمع المسائل۔ یہ کتاب مولانا سخاوت علی جونپوری کے کتب خانے میں موجود ہے۔

درر البحار الزاہرۃ : یہ فقہ میں ایک منظومہ ابن عینی حنفی کی تصنیف سے چار ہزار ایک سو چھپن بیت میں ہے۔ شروع اس کا یوں ہے: بدات ببسم الله نظما تقولا۔ پھر خود مصنف نے اس کی شرح بھی لکھ دی ہے، شرح کا شروع یوں ہے: احمد الله سبحانه وتعالی واشکره علی نعمه العظام۔ اس کا زبانی یاد کر لینا مفتی کو ضروری ہے مگر یہ کتاب ملتی نہیں ہے۔

درر البحار : یہ ایک فقہ کا مختصر متن مشہور ہے۔ شروع اس کا یوں ہے: الحمد لله الذی فقه قلوب المومنین۔ مصنف اس کے شیخ شمس

marfat.com

الدین ابو عبداللہ محمد ابن یوسف بن الیاس قونوی دمشقی حنفی متوفی ۷۸۸ ہجری ہیں۔ یہ متن ائمہ اربعہ کے مذاہب کا حاوی ہے۔ اس کی تصنیف سے اواخر ماہ جمادی الاولیٰ ۷۴۹ ہجری میں مصنف فارغ ہوئے۔ ڈیڑھ ماہ تک اس کی تصنیف میں مصنف مشغول رہے۔ اس متن کی پانچ شرحیں ہیں:

ایک شرح زین الدین ابو عبدالرحمٰن بن ابوبکر عینی حنفی متوفی ۸۹۳ ہجری کی ہے۔

دوسری شرح عبدالوہاب احمد (ابن وہبان) صاحب منظوم وہبانیہ متوفی ۷۶۸ ہجری کی ہے۔

تیسری شرح شیخ شمس الدین محمد بن محمد بن محمود بخاری کی ہے اور اس کا نام غرر الاذکار رکھا ہے۔

چوتھی شرح کئی جلدوں میں مصنف علام کی زندگی ہی میں شہاب الدین احمد بن محمد بن خضر متوفی ۷۸۵ ہجری نے لکھی ہے۔

پانچویں شرح شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ ہجری کی ہے اور اس متن کو نظم میں ابن المحاسن حسام الدین رھاوی نے کیا ہے اور اس کا نام البحار الزاخرہ رکھا ہے۔ اس کتاب کی جہاں تک تعریف کی جائے کم ہے کہ اکابر علما کی منظور نظر ہے۔

درر الحکام فی شرح غرر الاحکام: اسی کو درر مولانا خسرو کہتے ہیں اور درر وغرر۔ فقہ کی مشہور کتاب ہے اور یہ کتاب راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہے۔ یہ کتاب استنبول میں دو جلدوں میں چھپ بھی گئی ہے۔ اس کے مصنف ملا محمد بن فرامرز مشہور ملا خسرو متوفی ۸۸۵ ہجری ہیں۔ یہ کتاب ۸۸۳ ہجری میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب پر مولانا حسن بن عمار مصری شرنبلالی نے حواشی لکھے ہیں جو درر کے حاشیہ پر چھپے ہوئے موجود ہیں، حاشیہ میں شرنبلالی نے مسائل شرح کو خوب بسط و تحقیق کے

marfat.com

ساتھ ذکر کر دیا ہے اور مفتیوں کے بڑے کام کی یہ کتاب ہے۔

حرف الذال المنقوطہ

ذخیرۃ الفتاویٰ : اسی کو ذخیرۂ برہانیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ فقہ میں بہت مستند کتاب ہے اور اس مجموعہ کا نام مصنف نے الذخیرہ رکھا ہے۔ اس کا ذکر فتاویٰ میں کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الذخائر الاشرفیہ فی الالغاز الحنفیہ: بطور چیستان کے مسائل فقہیہ اس میں ہیں اور حل تعری بھی ہے۔ اس کتاب کی تعریف میں اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اس کے مصنف علامہ عبدالرحمٰن بن محمد بن شحنہ حنفی متوفی ۹۲۱ ہجری ہیں اور ابن نجیم مصری نے اشباہ ونظائر کے فن رابع میں اس کا مضمون انتخاب کر کے مندرج کیا ہے اور راقم الحروف کے پاس یہ عمدہ کتاب طائی علی الکنز کے حاشیہ پر موجود ہے۔ راقم الحروف کا ارادہ اس کو اردو زبان میں کرنے کا ہے۔ خداوند کریم اس کی توفیق عنایت فرمائے تاکہ اس کا نفع تام عام ہو۔ وماذلک علی اللہ بعزیز۔

ذخیرۃ الملوک : یہ فقہ کی کتاب فارسی زبان میں خوشخط لکھی ہوئی ایک بڑی جلد مولانا سخاوت علی جونپوری کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کتاب میں دس باب ہیں۔ اس کے مصنف کا نام میر سید علی بن شہاب ہمدانی ہے۔

ذخیرۃ العقبیٰ : یہ حاشیہ اخی چلپی علامہ یوسف کا شرح وقایہ پر ہے۔ اس کا حال وقایہ کے بیان میں دیکھنا چاہیے۔ مصنف محشی نے اس حاشیہ کو دس برس میں لکھا ہے۔

ذخر المتاہلین والنساء فی تعریف الاطہار والدماء : اس کی تعریف میں اتنا

marfat.com

ہی کہنا کافی ہے کہ اس کے مصنف علامہ محقق مولانا برکلی رومی اعنی مولانا فاضل محمد بن پیر علی متوفی ۹۸۱ ہجری ہیں۔ اس کا شروع یوں ہے الحمد لله الذی جعل الرجال علی النساء قوامین۔ مصنف نے اس کتاب کو آٹھویں ذی الحجہ ۹۷۹ ہجری میں ختم کیا ہے۔

اس کتاب میں مسائل حیض اور حکم جنابت اور حدث اور اعذار شرعیہ کا بیان ہے۔ اس میں ایک مقدمہ اور چھ فصل اور ایک تذنیب ہے۔ مقدمہ میں دو نوع ہیں۔ نوع اول میں ان الفاظ کے معانی اور تفسیر ہیں جو اس بارہ میں مستعمل ہیں۔ نوع دوم میں قواعد کلیہ کا بیان ہے۔ فصل اول میں دماء ثلثہ کی ابتدائی حالت کا بیان ہے۔ اور فصل دوم میں مبتدءَہ اور معتادہ عورت کا بیان ہے اور فصل سوم میں انقطاع حیض کا بیان ہے اور فصل چہارم میں استحاضہ کا بیان ہے اور فصل پنجم میں نماز کا بیان ہے اور فصل ششم میں احکام شرعیہ کا بیان ہے جو اس کے متعلق ہیں اور تذنیب میں حکم جنابت اور حدث اور عذر معذور کا بیان ہے۔

حرف الراء المہملہ

رفع الغشاء عن وقت العصر والعشاء : اس کے مصنف زین العابدین ابراہیم معروف بابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ ہجری ہیں۔ یہ رسالہ بھی صاحب بحر رائق کی عمدہ تصانیف سے ہے۔

الرقیات : اس میں وہ مسائل ہیں جن کو محمد بن سماعہ نے امام محمد بن حسن شیبانی سے رقہ میں روایت کی ہے اور یہ کتاب شہر رقہ میں ہارون رشید خلیفہ عباسی کے وقت میں لکھی گئی ہے۔ مصنف اس کے حقیقت میں امام محمد بن حسن ہیں اور جامع اس کے ابن سماعہ ہیں۔

marfat.com

رمز الحقائق : یہ کنز الدقائق کی شرح ہے۔ مصنف اس کے قاضی بدرالدین محمود ابن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ہجری ہیں۔

الروضۃ : یہ فقہ حنفی کی ایک مختصر کتاب ہے۔ باوجود چھوٹی ہونے کے اس میں فوائد بہت ہیں۔ اس میں مسائل جزئیہ نادر نادر ہیں۔ یہ ناطفی حنفی متوفی ۴۴۶ ہجری تصنیفات سے ہے۔

فائدہ : علامہ ناطفی کا نام فقیہ ابوالعباس احمد بن محمد بن عمر ہے۔ انہوں نے فقہ میں اور بھی ایک کتاب بہت عمدہ "ہدایہ" نام کی تصنیف کی ہے اور واقعات ناطفی ایک معتمد اور مشہور فتاوے بھی انہیں کی تصنیف سے ہے۔

حرف الزا المنقوطہ

الزیادات : یہ فقہ کی کتاب ہے جس کے مصنف امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ ہجری ہیں۔ اس کا نام زیادات کیوں رکھا اس میں کئی قول ہیں:

ایک : یہ کہ امام محمد صاحب امام ابویوسف کے درس میں ہمیشہ شریک ہوا کرتے اور ان کی تقریروں کو لکھا کرتے تھے۔ ایک روز امام ابویوسف کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ ان مسائل کی تخریج محمد کے لیے مشکل ہے۔ یعنی اس کو ترتیب کے ساتھ مرتب کرنا اور باب باب بنا دینا دشوار کام ہے۔ جب یہ خبر امام محمد نے سنی تو ان تقریروں کو مرتب کر ڈالا اور بھی مسائل جزئیات بطور تفریعات کے زیادہ کرکے باب باب علیحدہ علیحدہ بنا دیئے اور اس مرتب مسائل کے مجموعہ کا نام زیادات رکھا یعنی ابویوسف کی تقریروں پر یہ زیادہ کئے ہوئے مسائل جزئیات ہیں۔

دوسرے : یہ کہ امام محمد صاحب جب جامع کبیر کی تصنیف سے فارغ ہوئے

marfat.com

ان کو بہت سے جزئیات مسائل یاد پڑے جو جامع کبیر کے لکھتے وقت یاد نہ پڑتے تھے۔ سو ان کو پھر جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام زیادات رکھا یعنی جامع کبیر کے مسائل سے زیادہ یہ مسائل ہیں۔

تیسرے : یہ کہ امام ابویوسف کے امالی کو اصلی قرار دے کر امام محمد ایک کتاب بنا کر اس کے مکمل ہو جانے کی غرض سے اس میں وہ مسائل زیادہ کرتے تھے جو ام ابویوسف کی تقریروں میں مذکور نہ ہوتے۔ جب یہ تقریر و تحریر ختم ہو چکی تو اس مجموعہ کا نام زیادات رکھا بایں معنی کہ ابویوسف کے کلام پر یہ زیادہ کئے گئے ہیں۔
اور اس زیادات کے ابواب اس لیے مرتب نہیں ہیں کہ امام محمد نے امام ابویوسف کے درس میں جانا ترک کر دیا تھا جن مضامین کی تقریر بطریق املا ابویوسف نے کی تھی انہیں کو امام محمد نے جمع کر کے اور مسائل ان پر بڑھا دیئے اور اس زیادات کو کتاب الزیادات بھی کہتے ہیں۔

زیادات الزیادات : یہ بھی امام محمد کی تصنیف سے ہے۔ زیادات کی تصنیف کرنے کے بعد ان کو پھر اور بہت سے ایسے مسائل یاد پڑے جن کو زیادات کے لکھتے وقت بھول گئے تھے' پھر ان کو لکھ کر سات بابوں پر مرتب کیا۔

ذکر شراح زیادات

زیادات امام محمد صاحب کی شرح امام قاضی خان حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ ہجری نے کی ہے اور ابو حفص سراج الدین عمر بن اسحٰق ہندی متوفی ۷۷۳ ہجری نے بھی شرح کی ہے اور یہ شرح ناتمام رہ گئی تھی اور حاکم شہید نے بھی زیادات کی شرح لکھی ہے جیسا کہ ابن نجیم نے بحر رائق کی کتاب الدعویٰ میں ذکر کیا ہے۔ اور شمس الائمہ بزدوی نے بھی زیادات کی شرح لکھی ہے اور امام ابوالقاسم احمد

marfat.com

بن محمد بن عمر عتابی متوفی ۵۸۶ ہجری نے بہت نفیس شرح لکھی ہے اور انہوں نے بھی ایک کتاب بنام زیادات تصنیف کی ہے اور فتاوے عتابیہ بھی ان کا یادگار ہے۔

زاد المسافر: یہ فقہ کی کتاب فتاوے تاتار خانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ مصنف اس کے جناب فقیہ عالم بن علاء حنفی متوفی ۲۸۶ ہجری ہیں۔

زاد الفقیر: یہ فقہ میں ایک مختصر متن ابن ہمام کی تصنیف سے ہے۔ ابن ہمام کا نام کمال الدین محمد بن عبدالواحد متوفی ۸۶۱ ہجری ہے اور اس متن کی شرح صاحب تنویر الابصار محمد بن عبداللہ تمرتاشی متوفی ۱۰۰۴ ہجری نے کی ہے۔ ان کے سوا اور بھی عالموں نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔

زینہ المصلی: مولف اس کے حضرت والد ماجد مولانا کرامت علی جونپوری مرحوم و مغفور متوفی ۱۲۹۰ ہجری ہیں۔ اس کتاب میں نمازوں کے سنن و آداب کا بزبان اردو مفصل ذکر ہے اور ہر نمازوں کی نیت کا بیان بھی جدا جدا ہے۔ نمازیوں اور کم استعداد والے کے واسطے یہ چھوٹی سی کتاب مثل رہبر کامل کے ہے۔ یہ کتاب نہایت ہی مفید اور معتبر ہے۔ کلکتہ و دیگر مطابع میں یہ کتاب چھپ بھی گئی ہے۔

زبدۃ المناسک: مصنفہ مولانا حاجی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی ہے۔ اس میں بزبان اردو عام فہم حج کے احکام و مسائل شامی اور فتح القدیر اور فتاوے عالمگیری کے لکھے ہیں۔ یہ کتاب ۶۲ صفحوں کی بہت مفید اور مختصر کتاب ہے۔

حرف السین المہملہ

السیر الکبیر: یہ امام محمد صاحب کی اخیر تصنیف ہے۔ عراق کے سفر سے مراجعت کرنے کے بعد اس کتاب کو تصنیف کیا۔ اس میں امام ابو یوسف کا کہیں

marfat.com

صراحتاً ذکر نہیں کیا۔ اس کتاب کی تصنیف کے قبل ان دونوں صاحبوں میں کچھ شکر رنجی ہوچکی تھی اور جہاں کہیں امام ابویوسف کی روایت کی حاجت معلوم ہوئی وہاں بطریق کنایہ "اخبرنی الثقہ" کرکے ذکر کیا ہے اور مراد ثقہ سے ابویوسف ہیں۔ اس کی تصنیف کا یہ سبب ہو کہ اوزاعی نے امام محمد کی سیر صغیر کو دیکھ کر کہا کہ یہ کس کی تصنیف ہے۔ لوگوں نے کہا کہ محمد عراقی کی ہے۔ یہ سنتے ہی بے ساختہ اوزاعی کی زبان سے نکل گیا کہ عراق والوں کو اس باب میں تصنیف سے کیا نسبت ہے۔ اس لیے کہ ان لوگوں کو سیر کا علم نہیں ہے۔ جب یہ خبر امام محمد کو پہنچی کہ اوزاعی نے ایسا کلام کیا تو امام نے سیر کبیر تصنیف کی اتفاقاً اس کو بھی اوزاعی نے دیکھا اور کہا کہ اگر اس میں احادیث مرویہ نہ ہوتیں تو میں کہتا کہ اس کا مصنف اپنی طرف سے علمی باتیں بنا کر کہتا ہے۔ غرض کہ امام محمد صاحب نے اس سیر کبیر کو ساٹھ جلدوں (اجزاء) میں لکھوایا۔ اس سیر کبیر کی شرح امام شمس الائمہ سرخسی متوفی ۴۸۳ ہجری نے دو بڑی جلدوں میں کی ہے۔ اس کی اوزجند میں ابتدا ہوئی اور مصنف نے وہیں اس کو قید خانے میں تصنیف کیا ہے اور بماہ جمادی الاولی ۴۸۰ ہجری مرغینان میں یہ کتاب ختم ہوگئی۔

السراج الوہاج : یہ مختصر قدوری کی شرح ہے۔ اس کا ذکر قدوری کے ساتھ کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

السراجیہ : یہ فتاوے کی کتاب ہے۔ اس سے بھی تاتار خانیہ میں نقل کرتے ہیں۔ یہ منیتہ المصلی کے ماخذوں میں سے ایک ہے۔ اس کا مختصر حال فتاوے میں کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سلالتہ الہدایہ : یہ میر سید شریف کی شرح ہدایہ کا مختصر ہے۔ مصنف اس کے ابراہیم بن احمد موصلی متوفی بعد ۷۰۰ ہجری ہیں۔

marfat.com

حرف الشین المنقوطہ

شافی : یہ کافی کی شرح ہے۔ مصنف اس کے شیخ ابوالبقا محمد بن احمد ضیاء مکی متوفی ۸۵۴ ہجری ہیں۔

شامل : یہ فقہ کی مفید کتاب دو جلدوں میں ہے۔ مصنف اس کے ابوالقاسم اسمٰعیل بن حسین بیہقی حنفی ہیں۔ اس میں مسائل اور فتاوے مبسوط اور زیادات سے منتخب کر کے جمع کئے گئے ہیں۔

شامل الغزنوی : اس میں جزئیات مسائل بہت ہیں۔ اس کے مصنف ابوحفص سراج الدین عمر بن اسحٰق غزنوی ہند حنفی متوفی ۷۷۳ ہجری ہیں اور شامل شافعیوں کی فقہ کی بھی ایک مستند کتاب ہے۔ مصنفہ ابن صباغ شافعی کی ہے اور اسی طرح مالکیوں کے مذہب کی بھی ایک کتاب اسی نام کی بہرام بن عبداللہ دمیری کی تصنیف سے ہے۔ جب کسی جگہ شامل کتاب کا حوالہ دیا جائے تو خوب غور کر لینا چاہئے کہ کون سی شامل کی یہ عبارت ہے تاکہ مسئلے میں دھوکا نہ ہو۔

شرح اوراد : اس میں نہایت بسط کے ساتھ مسائل فقہیہ ہیں۔ اس کا ایک نسخہ قلمی راقم الحروف نے استاذی المکرم مولانا ابوالجلال محمد اعظم چریاکوٹی کے کتب خانے میں دیکھا ہے لیکن کئی صفحے ابتدا کے نہیں ہیں۔ یہ کتاب کتب خانوں میں موجود ہے۔ اس میں مسائل فتاوے سراجیہ و قاضی خان و تجنیس و عمدۃ الابرار و بدایہ الفقہ و ذخیرہ و فوائد الفواد و بیان الاحکام و کافی و صلوۃ النخشی و مفاتیح المسائل و ہدایہ و جوامع الفقہ و تہذیب و محیط و فتاوے الحجہ و صلوۃ المسعودی و مضمرات و قوت القلوب و ینابیع و جامع صغیر خانی و حیرۃ الفقہا و کفایہ الفقہا و ظہیریہ و روضہ العلما و ترغیب الصلوۃ و غیرہا سے خوب تصریح کے ساتھ لکھے ہیں۔

marfat.com

حرف الضاد العربیہ

ضمانات : یہ فقہ کی کتاب ہے۔ اس کے مصنف مولانا فضیل بن علی جمالی متوفی ۹۹۱ ہجری ہیں۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔

ضوء السراج : یہ فرائض سراجیہ کی شرح ہے۔

حرف الطاء المہملہ

الطریق و الوسائل الی معرفہ احادیث خلاصتہ الدلائل : یہ خلاصتہ الدلائل مختصر قدوری کی شرح کا حاشیہ ہے۔ اس میں جتنی حدیثیں ہیں، ان کی جانچ کے بعد یہ بتلایا گیا ہے کہ اس حدیث کا فلاں راوی ہے اور یہ حدیث فلاں کتاب میں ہے۔ اسی طرح کل حدیثوں کی تنقید و تخریج کر دی ہے تاکہ کسی کو یہ شک نہ ہو کہ مذہب حنفی کی بنا محض قیاس و رائے پر ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا نام ابن صبیح احمد بن عثمان ترکمانی متوفی ۷۴۴ ہجری ہے۔ یہ حاشیہ ترکمانی کا تیسرا حاشیہ ہے جسے انہوں نے خلاصتہ الدلائل پر لکھا ہے اور یہ حاشیہ ۷۳۰ ہجری میں صاف کیا گیا۔

حرف العین المہملہ

عیون المسائل : یہ فقہ کی مستند کتاب فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی متوفی ۳۷۳ ہجری کی تصنیف ہے۔ اسی نام کی ایک کتاب ان سے پہلے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بلخی متوفی ۳۱۹ ہجری نے نو جلدوں میں لکھی ہے۔ ابن شحنہ نے کہا ہے

marfat.com

کہ عیون المسائل مصنفہ فقیہ سمرقندی کی شرح ایک جلد میں علاء عالم شیخ علاء الدین محمد ابن عبدالحمید اسمندی سمرقندی متوفی ۵۵۲ ہجری نے لکھی ہے۔ یہ شرح قلمی ۳۳۴ صفحوں میں کتب خانہ ریاست رامپور میں ہے۔ اور اصل متن بھی طہارت سے کفالہ تک وہاں موجود ہے۔

عدۃ الناسک فی المناسک: حج کے احکام میں یہ کتاب صاحب ہدایہ کی تصنیف سے ہے۔ صاحب ہدایہ نے ہدایہ کے باب الاحرام میں اس کا ذکر کیا ہے۔ صاحب ہدایہ کا نام حضرت شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ہجری ہے۔ کتب مناسک میں بھی اس کا ذکر آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

عمدۃ الحکام فی مالا ینفذ من الاحکام: مصنف اس کے قاضی نجم الدین ابراہیم بن طرطوسی حنفی متوفی ۷۵۸ ہجری ہیں۔ یہ کتاب بڑی معتبر ہے۔

عمدۃ الفتاویٰ: یہ مختصر چھوٹی سی کتاب ایک جلد میں ہے۔ اس میں ضروری کثیر الوقوع فتاوے و مسائل کا بیان ہے۔ مصنف اس کے امام صدر شہید ہیں۔ ابن نجیم نے بحرالرائق میں اس کا ذکر کیا ہے۔

حرف الغین المنقوطہ

غرر الاحکام: یہ حنفیہ کی فقہ میں ایک متن متین ملا خسرو محمد بن فرامز متوفی ۸۸۵ ہجری کی ہے۔ پھر مصنف نے خود اس متن کی شرح لکھی ہے اور اس کا نام درر الحکام رکھا ہے اور اس متن اور شرح کے درمیان بارہ برس کا زمانہ تقدم و تاخر کا ہے کیونکہ ۸۷۲ ہجری میں متن کی ابتدا ہوئی اور شرح کا اختتام بروز شنبہ بماہ جمادی الاولی ۸۸۳ ہجری میں ہوا۔ اس غرر شرح درز پر اکابر علما کے حاشئے بھی ہیں از انجملہ حاشیہ حضرت مولانا محمد بن مصطفیٰ متوفی ۱۰۰۰ ہجری کا ہے۔ یہ حاشیہ ۹۹۵ ہجری میں

marfat.com

تصنیف کیا گیا ہے اور حاشیہ عزمی زادہ مولانا فاضل مصطفیٰ بن پیر محمد متوفی ۱۰۴۰ ہجری کا ہے اور یہ بھی حاشیہ معتبر اور مقبول ہے اور حاشیہ مولانا احمد بن سلیمان (ابن کمال باشا) متوفی ۹۴۰ ہجری کا ہے مگر ان کا حاشیہ کل کتاب پر بالاستقلال نہیں بلکہ بطور تعلیقات کے جا بجا مشکل مقامات پر کشف معضلات کے لیے کچھ کچھ لکھا ہے' اسی طرح جا بجا مولانا شیخ الاسلام زکریا بن بیرام انقروی متوفی ۱۰۰۱ ہجری نے بھی جا بجا حواشی لکھے ہیں اور حاشیہ مولانا نوح بن مصطفیٰ رومی حنفی متوفی ۱۰۷۰ ہجری کا بنام نتائج النظرفی حواشی الدرر ہے اور بہت معتبر اور بڑا حاشیہ مولانا شیخ ابوالاخلاص حسن بن عمار بن علی وفائی شرنبلانی حنفی متوفی ۱۰۶۹ ہجری کا ہے۔ یہ ان کا حاشیہ ان کی حیات ہی میں جب یہ مدرسہ جامع ازہر میں مدرس تھے بہت مشہور اور دور دور پہنچ چکا تھا اور اس سے لوگوں نے فائدے اٹھائے۔ یہ حاشیہ شرنبلانی کا ۱۰۳۵ ہجری کے حدود میں تصنیف ہوا ہے۔

الغمز علی الکنز: یہ حاشیہ کنز الدقائق کا ہے۔ مصنف اس کے علامہ ابن الصائغ محمد بن عبدالرحمٰن زمردی حنفی متوفی ۷۷۶ ہجری ہیں۔

غمزعیون البصائر: یہ شرح اشباہ و نظائر کی مثل حاشیہ کے ہے اور حاشیہ حموی کے نام سے مشہور بھی ہے۔ ۱۰۹۷ ہجری میں علامہ سید احمد بن محمد حموی نے اس کو تصنیف کیا ہے اور کلکتہ میں ۱۲۶۰ ہجری میں ۷۴۸ صفحوں پر چھپ بھی گیا ہے۔

غنیتہ الفتاوے: یہ فتاوے کی کتاب ایک جلد میں ہے۔ مصنف اس کے محمود بن احمد قونوی حنفی متوفی ۷۷۰ ہجری ہیں۔ اس فتاوے کی شرح پانچ جلدوں میں ازوائی نے لکھی ہے۔

غنیہ المفتی: اس میں بہت سے فتاوے ہیں۔ اس کے مصنف کا نام عبدالمومن ابن رمضان کافی ہے۔ مفتی جوے زادہ نے کہا ہے کہ میرا یہ خیال ہے کہ یہ مصنف شہر توقات کا رہنے والا ہے۔

marfat.com

حرف الفاء

فرائض الطحاوی : مصنف اس کے علامہ ابو جعفر احمد بن محمد مصری حنفی متوفی ۳۲۱ ہجری ہیں۔

الفرائض السراجیہ : فرائض میں یہ بڑی مقبول کتاب ہے۔ ہندوستان کے علماء کا دارومدار اسی پر ہے۔ اس کے مصنف کا نام امام سراج الدین محمد بن محمد بن عبدالرشید سجاوندی حنفی ہے۔ اس کو فرائض سجاوندی بھی کہتے ہیں۔ اس کی شرحیں بہت سے علما نے لکھی ہیں۔ ازانجملہ شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی مصری حنفی متوفی ۷۸۶ ہجری نے لکھی ہے اور شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی متوفی ۸۰۳ ہجری نے لکھی ہے اور یہ شرح متداول اور مقبول ہے اور محمد بن احمد بن عبدالعزیز دمشقی متوفی ۷۶۴ ہجری نے بھی لکھی ہے اور نام شرح کا المواہب المکیہ فی شرح الفرائض السراجیہ رکھا ہے اور برہان الدین حیدر بن محمد ہروی شاگرد تفتازانی متوفی ۸۳۰ ہجری نے بھی لکھی ہے اور یہ شرح بھی مقبول ہے اور مولانا شمس الدین احمد بن سلیمان (ابن کمال باشا) متوفی ۹۴۰ ہجری نے بھی اس کی شرح لکھی ہے اور علامہ تفتازانی سعد الدین مسعود بن عمر متوفی ۷۹۱ ہجری نے بھی اس کی شرح لکھی ہے اور جناب علامہ فہامہ سرسید شریف علی بن محمد جرجانی حنفی متوفی ۸۱۴ ہجری نے بھی اس کی بہت عمدہ شرح لکھی ہے اور سمرقند میں یہ شرح تمام ہوئی ہے۔ یہ شرح شریفی ایسی مقبول انام و پسند خاطر علمائے کرام ہوئی ہے کہ بڑے بڑے نامی گرامی علمانے اس پر حواشی لکھے ہیں۔ بسبب طوالت کے محشیوں کے نام فروگزاشت کئے گئے اور یہی شریفیہ علما کی تدریس کے وقت سامنے رہا کرتی ہے۔

فرائض ترکمانی : یہ کتاب مسائل فرائض کو جامع ہے۔ مصنف اس کے

marfat.com

مولانا احمد ابن عثمان بن صبیح جرجانی حنفی متوفی ۷۴۴ ہجری ہیں۔ فی الواقع یہ بہت ہی عمدہ کتاب فرائض میں ہے مگر مطبوع خلائق نہ ہوئی۔

فرائض برکلی: یہ فرائض میں ایک جامع متن متین ہے۔ مصنف اس کے جناب مولانا محمد بن پیر علی حنفی متوفی ۹۸۱ ہجری ہیں۔ خود مصنف علام نے اس کی شرح بھی لکھی ہے۔ یہ علامہ فاضل برکلی کے نام سے بہت مشہور ہیں۔ ممالک روم میں ان کی نقادی کی بڑی شہرت ہے۔

فرائد اللآلی: یہ فقہ میں ایک مختصر کتاب یحییٰ فقیہ کی تصنیف سے ہے اور یہی یحییٰ مشتمل الاحکام کے بھی مصنف ہیں۔ انہوں نے صدر الشریعہ کی شرح وقایہ پر حاشیہ بھی لکھا ہے اور صاحب جامع الفصولین کے بہت سے سوالوں کے جواب بھی انہوں نے لکھے ہیں۔ ان چیزوں کی تحریر کے بعد فتاوے اور شروح سے منتخب کر کے فرائد اللآلی تصنیف کیا ہے۔

فرائض العثمانی: مصنف اس کے صاحب ہدایہ شیخ امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ ہجری ہیں۔ علماء نے اس کی بھی شرح لکھی ہے۔

فروق: یہ فقہ میں ایک کتاب ہے۔ اس کے مصنف کا نام ابوالمظفر اسعد بن محمد کرابیسی نیشاپوری ہے۔ اس کا نام تلقیح العقود ہے۔

فروق: مصنف اس کے شیخ ابوالفضل محمد بن صالح کرابیسی سمرقندی متوفی ۳۲۲ ہجری ہیں۔ اسی کا نام شاید تلقیح المحبوب ہے۔ صاحب اشباہ نے اول فن فروق میں اس کا بھی ذکر کیا ہے۔

فوائد بہیہ: میں مصنف فروق کا نام اسعد بن محمد بن حسین ابوالمظفر جمال

marfat.com

الاسلام بتلایا ہے اور سن وفات ۵۷۰ ہجری بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔

فصول الاستروشنی: یہ فقہ کی کتاب ہے مگر اس میں فقط معاملات ہی کا بیان ہے۔ اس کے مصنف محمد بن محمود حنفی ہیں۔ اس کتاب میں تیس فصلیں ہیں۔ مصنف اس کی تصنیف سے ماہ جمادی الاولی ۶۲۵ ہجری میں تیس برس سات مہینے کی عمر میں فارغ ہوئے۔ اس مصنف کا ۶۳۲ ہجری میں انتقال ہوا۔ استروشنی نسبت قصبہ استروشنہ کی طرف ہے جو بلاد فرغانہ میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ یہ کتاب ۹۳۳ صفحوں کی کتب خانہ رامپور میں موجود ہے۔

فصول العمادی: اس کے مصنف میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک جمال الدین بن عماد الدین حنفی ہیں اور بعضوں کے نزدیک ابوالفتح عبدالرحیم بن ابی بکر بن عبدالجلیل مرغینانی سمرقندی ہیں۔ مولانا محمد جوے زادہ نے کہا ہے کہ مولف فصول بھی مرغینانی سمرقندی ہیں جیسا کہ اس کا ذکر آخر کتاب میں ہے۔ اس کتاب کی تصنیف سے اواخر ماہ شعبان ۶۵۱ ہجری میں فراغت ہوئی۔ یہ کتاب بھی معتبر کتاب ہے کذا فی کشف الظنون۔

فوائد بہیہ میں ہے کہ عبدالرحیم ابوالفتح زین الدین بن ابو بکر عماد الدین بن صاحب ہدایہ مولف فصول عمادیہ ہیں۔ مولف مذکور صاحب ہدایہ کو بلفظ جدی برهان الدین مرغینانی اور ان کے بیٹے نظام الدین کو بلفظ عمی نظام الدین ذکر کرتے ہیں اور اس کتاب کے آخر میں یوں لکھا ہے ابوالفتح بن ابی بکر بن عبدالجلیل ابن خلیل مرغینانی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ہدایہ کے یہ بھائی تھے شاید کوئی نام بیچ میں سے رہ گیا ہے یا ابوبکر سے عماد الدین بن صاحب ہدایہ مراد ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الفوائد الظہیریہ: یہ فتوے ظہیریہ کے سوا ایک فتاویٰ کی کتاب ہے۔

marfat.com

مصنف اس کے علامہ ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد بن عمر متوفی ۶۱۹ ہجری ہیں۔ بماہ ذی الحجہ ۶۱۸ ہجری میں یہ کتاب تمام ہوئی۔

الفوائد الفقہیہ : یہ کتاب نظم میں ہے۔ مصنف اس کے شیخ نجم الدین ابراہیم بن علی طرسوسیہ حنفی متوفی ۷۵۸ ہجری۔ فتاوے طرسوسیہ ان کے والد علی بن احمد کی تصنیف سے ہے۔

فوائد بہیہ : میں ہے کہ قاضی القضاۃ نجم الدین طرسوسی اپنے والد کے انتقال کے بعد ۷۴۶ ہجری میں دمشق کے قاضی ہوئے تھے اور درس وافتا کی خدمت کرتے تھے۔ فتاوے طرسوسیہ اور انفع الوسائل کی تصنیف کی۔ طرسوس بہ فتح طاے مہملہ وفتح رائے مہملہ و سین مہملہ مضموم ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے جہاں کی عید ضرب المثل ہے۔

الفوائد الفقہیہ : مصنف اس کے ابو جعفر محمد بن عبداللہ بن محمد ہندوانی معروف بہ ابو حنیفہ صغیر متوفی ۳۶۲ ہجری ہیں۔

الفقہ النافع : یہ فقہ کا ایک مختصر متن ہے۔ اس کا ذکر حرف نون میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حرف القاف

قدوری : اس کو مختصر قدوری بھی کہتے ہیں۔ یہ فقہ میں بڑی معتبر کتاب ہے۔ اس پر کل علمائے احناف کا اتفاق ہے۔ مصنف اس کے امام ابوالحسین احمد بن محمد قدوری بغدادی حنفی ہیں جن کا انتقال ۴۲۸ ہجری میں ہوا ہے۔ مختصر قدوری کا شروع یوں ہے الحمد للہ رب العالمین والعاقبہ للمتقین والصلوہ

marfat.com

علی رسولہ محمد والہ اجمعین۔ جہاں فقہ حنفی میں لفظ کتاب بولا جائے وہاں یہی متن متین مراد ہے۔ ملا کاتب چلپی نے اس کے حال میں لکھا ہے وھو متن متین معتبر متداول بین الائمہ الاعیان--- وشھرتہ تغنی عن البیان صاحب مصباح نے اس کے حال میں یوں لکھا ہے کہ وبا کے زمانے میں حنفیہ اس کو پڑھ کر برکت حاصل کرتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ اس کا ورد شروع کرتے ہیں' اس کی برکت سے وہ سرکاری بیماری دور ہو جاتی ہے اور یہ کتاب مبارک ہے۔ جو اس کو یاد کرے گا' محتاجی سے بچا رہے گا یہاں تک کہ علماء نے کہا ہے کہ نیک بخت استاد سے جو اس کو پوری پڑھ لے اور بعد ختم کے استاد اس کے لیے برکت کی دعا اگر دیوے تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنے دراہم عطا فرمائے گا جتنے مسائل اس کتاب میں ہیں۔

پھر ملا کاتب چلپی نے لکھا ہے کہ مجمع کے بعض شروع میں لکھا ہے کہ "مختصر قدوری میں بارہ ہزار مسئلے فقہ کے لکھے ہیں"۔ اس متبرک کتاب کی بہت سے اکابر علما نے شرحیں لکھی ہیں جن میں سے مختصر طور سے کئی شرحوں کا حال یہاں لکھا جاتا ہے۔

(۱) شرح امام احمد بن محمد کی ہے جو مشہور ابن نصیر الاقطع ہیں۔ ان کی شرح دو جلدوں میں ہے۔ شارح کا انتقال ۴۷۰ ہجری میں ہوا ہے۔

(۲) شرح امام نجم الدین مختار بن محمود زاہدی حنفی کی تین جلدوں میں ہے۔ انہوں نے یہ شرح اچھی لکھی ہے۔ زاہدی کا انتقال ۶۵۸ ہجری میں ہوا ہے۔

(۳) شرح امام ابوبکر بن علی کی تین جلدوں میں ہے اور نام شرح کا انسراج الوہاج رکھا ہے اور یہ شارح حدادی عبادی کرکے مشہور ہیں۔ وفات شارح کی تقریباً ۸۰۰ ہجری میں ہوئی لیکن حدادی کی شرح کی نسبت علامہ برکلی رومی نے یہ جملہ لکھا ہے کہ "یہ شرح بھی منجملہ کتب متداولہ ضعیفہ غیر معتبرہ کے ہے"۔ پھر حدادی نے اپنی اسی

marfat.com

شرح کو مختصر کر کے اس کا نام جوہرہ نیرہ رکھا ہے۔

(۴) شرح علامہ محمد بن ابراہیم رازی کی ہے جن کو نوری شارح مختصر قدوری کہتے ہیں۔ وفات شارح کی ۶۱۵ ہجری میں ہے۔

(۵) شرح ابو المعالی عبدالرب بن منصور غزنوی کی دو جلدوں میں ہے۔ اس شرح کا نام ملتمس الاخوان ہے۔ وفات شارح کی تقریباً ۵۰۰ ہجری میں ہے۔

(۶) شرح علامہ ابراہیم بن عبدالرزاق بن خلف کی ہے جن کو ابن المحدث کہتے تھے اور شرح ان کی پوری نہیں ہے۔ ان کا انتقال ۶۹۵ ہجری میں ہوا ہے۔

(۷) شرح علامہ محمود بن احمد قونوی کی چار جلدوں میں ہے۔ اس شرح کا نام التفرید ہے۔ شارح کا انتقال ۷۷۰ ہجری میں ہوا۔

(۸) شرح شیخ الاسلام محمد احمد اسبیجابی کی ہے۔

(۹) شرح بدر الدین محمد بن عبد بن عبداللہ شبلی دمشقی طرابلسی کی ہے۔ اس شرح کا نام الینابیع فی معرفہ الاصول والتفاریع ہے۔ شارح کا انتقال ۷۶۹ ہجری میں ہوا۔

(۱۰) شرح محمد شاہ بن محمد متوفی ۹۳۹ ہجری کی ہے۔ شارح کو ابن الحاج حسن کہتے تھے۔

(۱۱) شرح حسام الدین علی بن احمد مکی رازی متوفی ۵۹۸ ہجری کی ہے۔ اس شرح کا نام خلاصہ الدلائل فی تنقیح المسائل رکھا ہے۔ یہ مختصر شرح بڑی مفید اور نافع ہے۔ اس شرح پر ابن صبیح احمد بن عثمان ترکمانی متوفی ۷۴۴ ہجری نے تین حاشئے لکھے ہیں۔

پہلا حاشیہ مشکلات شرح کے حل میں ہے۔

دوسرے حاشئے میں ان مسائل ہدایہ کو لکھا ہے جن کو شارح نے چھوڑ دیا تھا۔

تیسرے حاشئے میں احادیث پر کلام کیا اور اس کی جانچ کی ہے جن کو شرح میں

marfat.com

شارح نے درج کیا اور اس تیسرے حاشئے کا نام الطرق والوسائل الی معرفہ احادیث خلاصہ الدلائل ہے اور ۷۳۰ ہجری میں مصنف اس حاشئے کے صاف کرنے سے فارغ ہوئے۔

(۱۲) شرح رکن الائمہ صباغی کی ہے۔ نام ان کا امام عبدالکریم بن محمد بن علی صباغی ابوالمکارم مدنی ہے۔ شارح نے فقہ ابوالیسر محمد بن محمد بزدوی سے پڑھی ہے۔

(۱۳) شرح ابوالعباس احمد بن حسین بن ابی عوف امام فقیہ کی ہے۔ جو قاضی کے نام سے مشہور تھے۔ یہ ملا علی قاری نے اپنی کتاب طبقات الفقہا میں لکھا ہے۔ یہ قاضی صاحب علمائے یمن سے تھے۔ علاوہ ان کے اور بہت علما ہیں جنہوں نے قدوری کو مختصر اور نظم کیا ہے اور اس کا تکملہ بھی لکھا ہے۔ جنہوں نے اس کو نظم کیا۔ ان میں سے دو عالم نام لکھے جاتے ہیں۔

ایک ابوالمظفر محمد بن اسعد متوفی ۵۶۷ ہجری ہیں۔ یہ ابن الحکیم کرکے مشہور تھے۔

دوسرے ابوبکر بن علی سراج الدین عاملی حنفی متوفی ۷۶۹ ہجری ہیں۔

قنیتہ المنیتہ : یہ فقہ کی ایک مشہور کتاب ہے مگر معتبر نہیں ہے۔ مصنف اس کے امام ابوالرجاء نجم الدین مختار بن محمود زاہدی حنفی معتزلی متوفی ۶۵۸ ہجری ہیں۔ شروع اس کا یوں ہے الحمد لله الذی اوضح معالم العلوم۔ علامہ برکلی نے قنیہ کے حال میں فرمایا ہے کہ قنیہ کتاب اگرچہ کتب غیر معتبرہ کے اوپر ہے اور اس سے بعض عالموں نے اپنی کتاب میں نقل بھی کر لیا ہے لیکن یہ قنیہ علما کے نزدیک ضعیف روایتوں کا مجموعہ ہونے کی حیثیت سے مشہور ہے اور مصنف اس کا معتزلی تھا اس کے شروع میں یہ ذکر ہے کہ اپنے استاد بدیع بن ابن منصور عراقی کی منیتہ الفقہا سے اس کو منتخب کرکے قنیتہ المنیہ نام رکھا ہے اور اسی مصنف کی تصنیف ایک اور کتاب قنیتہ الفتاویٰ بھی دو جلدوں میں ہے اور حاوی مسائل الواقعات بھی اسی

marfat.com

مصنف کی تصنیف سے ہے جس کو فتاوے تنقیح حامدیہ کے باب الاجارہ میں غیر متعبر بتلایا ہے اور علامہ طحطاوی اور علامہ ابن العابدین محمد شامی نے بھی اسی قنیہ کو غیر معتبر کہا ہے اور اس سے فتویٰ دینے کو منع کیا ہے کیونکہ اس میں اقوال ضعیفہ بہت ہیں۔ جب کسی فقیہ کے خلاف میں اس کا قول پایا جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اگرچہ اس کا مصنف فی نفسہ بڑا عالم تھا مگر اقوال ضعیفہ کے نقل کرنے اور معتزلی ہو جانے کے سبب سے علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کے قول کی وقعت نہ رہی اور وہ غیر معتبر سمجھا گیا۔

حرف الکاف

کنز الدقائق : یہ فقہ میں متن متین معین فقہائے مقلدین و مفید مفتیین و موید مدرسین نتیجہ اقوال مجتہدین نافع طلاب دافع شک و ارتیاب آئین انصاف قانون احناف عمدہ مصنفات زبدہ مولفات قابل درس و تدریس ہے۔ اس میں عبادات و معاملات کے مسائل بڑے متانت و اختصار کے ساتھ موجود ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ مصنف اس کے حضرت امام مولانا ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ ہجری ہیں۔ نسفی نسبت شہر نسف کی طرف ہے جو بلاد ماوراءالنہر میں ہے۔ امام نسفی اپنے زمانے میں اصول و فروع میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ یہ شمس الائمہ کردری کے شاگرد رشید تھے اور شمس الائمہ کردری صاحب ہدایہ کے شاگرد رشید تھے۔ ان کی تصانیف بہت معتبر مانی جاتی ہے کنزالدقائق اور وافی اور کافی شرح وافی اور مصفی اور مستصفی اور منارالاصول اور کشف الاسرار شرح منار اور تفسیر مدارک التنزیل وغیرہا انہی حضرت کی یادگار ہیں جن پر ہزاروں اکابر علما نے طبع آزمائی کی ہے نافع کبیر میں اعلام الاخیار سے نقل کیا ہے کہ ابن ساعاتی صاحب مجمع البحرین (جو فقہ میں ایک مشہور و مستند متن ہے۔ انہی حضرت کی

marfat.com

شاگردی کا فخر رکھتے ہیں۔ اسی طرح نہایہ شرح ہدایہ والے بھی نسفی کے شاگردوں میں تھے۔ یہ کنز الدقائق وافی کتاب مذکور کا ملخص ہے۔ فقہاء نے اس کی بہت سی شرحیں لکھی ہیں۔

ایک تبیین الحقائق: تصنیف امام فخرالدین ابو محمد عثمان بن علی زیلی متوفی ۷۴۳ ہجری کی ہے۔ راقم الحروف کے پاس یہ شرح موجود ہے۔ اس کا شروع یوں ہے الحمد لله الذی شرح قلوب العارفین۔

دوسری رمزالحقائق: تصنیف قاضی بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ہجری کی ہے۔ یہ شرح بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ اس کا شروع یوں ہے ان اجل مایستھل به اللسان بالبیان۔

اور تیسری البحرالرائق: مصنف اس کے علامہ زین الدین بن نجیم مصری متوفی ۹۷۰ ہجری ہیں۔ یہ شرح بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ اس کا شروع یوں ہے۔ الحمدلله الذی دبرالانام بتدبیره القوی۔

اور چوتھی شرح: ملا مسکین معین الدین ہروی کی ہے۔ یہ بھی راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

اور پانچویں: قاضی عبدالبرین محمد (ابن شحنہ) حلبی متوفی ۹۲۱ ہجری کی ہے۔

اور چھٹی شرح: قاضی زین الدین عبدالرحیم بن محمود عینی متوفی ۸۶۴ ہجری کی ہے۔

اور ساتویں شرح: مولانا مصطفیٰ بن بالی (بالی زادہ) کی ہے جس کو ۱۰۳۶ ہجری میں ختم کیا ہے اور اس کا نام الفوائد فی حل المسائل والقواعد ہے اور یہ شرح مراد خانیہ کے نام سے مشہور ہے۔

marfat.com

اور آٹھویں شرح : شیخ قوام الدین ابو الفتوح مسعود بن ابراہیم کرمانی متوفی ۷۴۸ ہجری کی ہے۔

اور نویں شرح : ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عمر صالحی حنفی دمشقی مفتی شام متوفی ۹۵۰ ہجری کی ہے۔

اور دسویں شرح : عزالدین یوسف بن محمود رازی طہرانی کی دو جلدوں میں ہے اور یہ زیلعی کی شرح کا مختصر ہے۔ یہ شرح قاہرہ میں ۷۷۳ ہجری ۱۷ شوال کو تمام ہوئی۔

اور گیارہویں شرح : علامہ شیخ بدرالدین محمد بن عبدالرحمٰن عیسیٰ دیری حنفی کی ہے۔ اس شرح کا نام المطلب الفائق ہے اور یہ سرح سات جلدوں میں ہے۔

اور بارہویں شرح : ابو حامد محمد بن احمد بن ضیاء مکی متوفی ۸۵۸ ہجری کی ہے۔

اور تیرہویں شرح : ابراہیم بن محمد قاری حنفی کی شرح ممزوج مسمی المستخلص ہے۔ یہ شرح ۹۰۷ ہجری میں تمام ہوئی اور راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ یہ بھی بہت نفیس شرح ہے۔

اور چودھویں شرح : النہر الفائق مولانا سراج الدین عمر بن نجیم مصری صاحب بحرائق کے بھائی کی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی شروح ہیں جن کا ذکر یہاں فضول سمجھ کر فروگزاشت کیا گیا۔

کتاب العالم و المتعلم : اس کتاب کے مصنف حضرت امام ہمام مقدام الانام

marfat.com

علامہ اکرم امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی صوفی محدث فقیہ مجتہد متوفی ۱۵۰ ہجری ہیں۔ شروع اس کتاب کا الحمد للہ حیا لا یموت ہے۔ اس میں عقائد اور نصائح بطریق سوال و جواب کے مذکور ہیں۔ اس کتاب کی روایت اہل نے امام سے کی ہے۔ اس میں سوال متعلم کی طرف سے اور جواب عالم کی طرف سے ہے۔

کتاب الخراج : یہ کتاب امام قاضی ابویوسف یعقوب مجتہد حنفی متوفی ۱۸۲ ہجری کی تصنیف سے ہے اور یہ کتاب حال میں چھپ بھی گئی ہے۔ اور اسی مضمون کی ایک کتاب حسن بن زیاد کی بھی ہے۔

کافی : اس کتاب میں امام محمد کی مبسوط اور ان کے جوامع سے مسائل فقہ انتخاب کرکے جمع کئے گئے ہیں۔ مصنف اس کے حاکم شہید محمد بن محمد حنفی ہیں۔ اس کی تعریف میں ملا کاتب چلپی نے کشف الظنون میں یہ جملہ لکھا ہے وھو کتاب معتمد فی نقل المذہب۔ اس کتاب کی کئی شرحیں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک شرح شمس الائمہ سرخسی کی ہے جو مبسوط سرخسی کے نام سے مشہور ہے۔ شروح ہدایہ وغیرہ میں جہاں کہیں مبسوط مطلق بلا کسی نسبت کے آئے' وہاں یہی مبسوط سرخی شرح کافی مراد ہوگی اور دوسری شرح امام احمد بن منصور اسبیجابی کی ہے اور تیسری اسمٰعیل بن یعقوب انباری متکلم کی ہے اور یہ شرح انباری کی بہت مفید شرح ہے۔

کتاب الحیض : اس میں فقط حیض ہی کے مسائل ہیں۔ اس کے مصنف ابوالفضل کرمانی رکن الدین حنفی متوفی ۵۴۳ ہجری ہیں اور اسی نام کی ایک کتاب حسام الدین صدر شہید کی تصنیف سے بھی ہے۔ اور اس باب میں ایک کتاب امام سرخسی کی بھی ہے۔

marfat.com

کتاب المضاربہ : اس میں مضاربت کے احکام بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف اس کے فقیہ العراقین محمد بن شجاع ثلجی متوفی ۲۶۶ ہجری ہیں۔ کذا فی کشف الظنون' مقدمہ میں ان کا ترجمہ لکھا جا چکا ہے۔

کتاب ادعیہ الحج والعمرۃ : مصنف اس کے علامہ مورخ قطب الدین حنفی مکی تلمیذ علی متقی جونپوری ہیں۔ اس میں بہت دعائیں حج اور عمرہ اور زیارت کی بڑی خوبی کے لکھی ہیں۔ ملا علی قاری کی شرح لباب المناسک کے حاشئے پر چھپی ہے۔

کتاب العلل : یہ کتاب فقہ میں ہے۔ مصنف اس کے عیسیٰ بن ابان تلمیذ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ ہیں۔

کتاب الفرائض : یہ کتاب ترکہ میت کے بیان میں امام برہان الدین علی ابن ابی بکر مرغینانی حنفی صاحب ہدایہ کی تصنیف ہے۔

کتاب الفضائل : اس کتاب میں ماہ رمضان کی نفضیلت واعظوں کے فائدے کے واسطے جمع کیا ہے۔ مصنف اس کے ابو رجاء مختار بن محمود زاہدی معتزلی حنفی متوفی ۶۵۸ ہجری ہیں۔ یہی زاہد معتزلی صاحب قنیہ ہیں۔

کتاب الکسب : یہ کتاب حضرت امام ربانی محمد بن حسن شیبانی کی تصنیف ہے۔ اس نام کی ایک کتاب شمس الائمہ حلوانی کی تصنیف سے بھی ہے اور امام محمد کی کتاب الکسب کی شرح شمس الائمہ سرخسی نے کی ہے۔

کشف الغوامض : یہ کتاب فقہ میں امام ابو جعفر ہندوانی کی تصنیف سے ہے۔ اس میں امام محمد بن حسن کی جامع صغیر سے مسائل منتخب کر کے جمع کئے ہیں اور اس کے مشکلات کو حل کیا ہے۔ امام ابو جعفر ہندوانی کا انتقال بخارا میں ۳۶۳ ہجری میں ہوا ہے۔ اس جگہ کشف الظنون میں زلت قلم ہے کہ وفات ان کی ۹۶۳ ہجری میں

marfat.com

بتلائی ہے۔

کنوز الفقہ : حنفیہ کی فقہ میں یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ مصنف اس کے ابوالعباس احمد بن ابوبکر مرعشی حنفی متوفی ۸۷۲ ہجری ہیں۔ کذانی کشف الظنون۔

حرف اللام

اللباب: کشف الظنون میں اتنا ہی لکھا ہوا ہے کہ یہ قدوری کی شرح ہے۔

لباب المناسک : اس کتاب میں حج کے احکام شیخ رحمتہ اللہ سندھی مکی نے اختصار کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اس کا شروع یوں ہے الحمد للہ اکمل الحمہ اس کی شرح ملا علی قاری ؒ نے بہت عمدہ لکھی ہے اور چھپ گئی ہے۔ راقم الحروف عفی عنہ کے پاس مطبوع یہ کتاب موجود ہے۔ ملا علی قاری کی شرح کا شروع یوں ہے۔ الحمد للہ الذی اوضح المحجہ باوضع الحجہ یہ شرح بہت ہی مفید ہے۔

لباب: کشف الظنون میں اتنا ہی لکھا ہے کہ یہ ہدایہ کی شرح ہے۔

لمعتہ البدر : کشف الظنون میں اتنا ہی لکھا ہے کہ یہ جامع صغیر کا نظم ہے اور ناظم کا نام نہیں بتلایا کہ یہ نظم کس ناظم کی ہے۔ ناظموں کے نام جامع صغیر کے حال میں لکھے گئے ہیں اور وہ چار ہیں۔ (۱) نجم الدین ابو حفص عمر نسفی۔ (۲) بدرالدین ابونصر محمود (۳) شمس الدین احمد عقیلی (۴) محمد ابن محمد قبادی۔

حرف المیم

مبسوط : اس کا نام اصل ہے۔ مصنف اس کے امام قاضی ابویوسف یعقوب

marfat.com

بن ابراہیم فقیہ مجتہد حنفی متوفی ۱۸۲ ہجری ہیں۔ امام ابو یوسف قاضی کا ترجمہ مقدمہ کتاب ہذا میں گزر چکا ہے۔

ذکر مبسوطات

مبسوط : مصنف اس کے امام محمد بن حسن شیبانی فقیہ مجتہد حنفی متوفی ۱۸۹ ہجری ہیں۔ یہ بھی کتب ظاہر روایت میں ہے۔ امام محمدؒ کی مبسوط کی نسخے متعدد ہیں اور بہت معتبر ابو سلیمان جوزجانی کی روایت والی مبسوط ہے۔ اس کی شرح اکابر علما نے کی ہے۔ ازانجملہ شیخ الاسلام ابوبکر خواہر زادہ ہیں۔ ان کی شرح کو مبسوط بکری کہتے ہیں اور شمس الائمہ حلوانی نے بھی اس کی شرح کی ہے' مگر ان کی شرح ایسی ممزوج ہو گئی ہے کہ امام محمد اور شمس الائمہ کے کلام کا فرق نہیں معلوم ہوتا۔ جیسا کہ جامع صغیر کے شارحون نے کیا ہے۔ جیسے فخر الاسلام بزدوی اور قاضی خان ہیں کہ ان کی جامع صغیر کی شرح ممزوج و مخلوط ہوگئی ہے کہ پتا نہیں لگتا کہ امام محمد کا قول کون ہے اور کون شرح کی عبارت ہے۔ جہاں فقہ کی کتابوں میں مطلق مبسوط بولیں وہاں یہی امام محمد کی مبسوط مراد ہوگی اور شروح ہدایہ میں جہاں کہیں مبسوط بولیں وہاں مبسوط سرخسی مراد ہوگی جو کافی کی شرح ہے۔

حضرت امام شافعی صاحب نے امام محمد صاحب کی مبسوط کو اس قدر پسند کیا اور مفید سمجھا کہ اس کو زبانی یاد کر لیا تھا۔

مبسوط : فقیہ ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی حنفی کی یادگار ہے۔ فصول العمادی کی آٹھویں فصل میں اس کا ذکر موجود ہے۔

مبسوط الحلوانی : یہ مبسوط شمس الائمہ حلوانی عبدالعزیز بن احمد بخاری حنفی کی تصنیفات سے ہے۔

marfat.com

مبسوط السرخسی : یہ مبسوط پندرہ جلدوں میں ہے۔ اس کو شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی نے اوزجند کے قید خانے میں تصنیف کیا ہے اور ہر باب کے آخر میں اپنے حسب حال کچھ مسائل ذکر کئے ہیں۔ یہی مبسوط ہے جو حاکم کی کافی کی شرح ہے۔ اس کی ایک جلد کتب خانے رامپور میں موجود ہے۔

مبسوط خواہرزادہ: یہ مبسوط بھی پندرہ جلدوں میں ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ خواہرزادے کے دو مبسوط ہیں۔ ایک مبسوط بکری جو امام محمد کی مبسوط کی شرح ہے۔ دوسری ان کی خاص مبسوط ہے واللہ اعلم۔ خواہرزادے کا نام شیخ الاسلام ابوبکر محمد بن حسین حنفی بخاری متوفی ۴۸۳ ہجری ہے۔ خواہرزادہ کو بکر خواہرزادہ کہا کرتے تھے۔ کذافی کشف الظنون۔

ان کو خواہرزادہ اس لیے شاید کہا کرتے تھے کہ ان کی بہن نے ان کی پرورش کی تھی۔

مبسوط السید : مصنف اس کے امام سید ابوشجاع محمد بن احمد بن حمزہ سمرقندی حنفی ہیں۔ رکن الاسلام علی سغدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے۔ انہوں نے ۵۰۰ ہجری کے قبل انتقال فرمایا ہے۔

مبسوط صدر الاسلام : مصنف اس کے امام صدر الاسلام ابوالیسر محمد بن محمد بزدوی ہیں۔ یہ فخر الاسلام ابوالحسن علی بزدوی اصولی کے بھائی تھے ماوراء النہر میں یہ صدر الاسلام محمد بزدوی حنفیہ کے امام مانے گئے ہیں۔ بخارا میں ۴۹۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

مبسوط بزدوی : مصنف اس کے فخر الاسلام ابوالحسن علی بن محمد بزدوی حنفی ہیں۔ یہ مبسوط گیارہ جلدوں میں ہے۔ یہ بڑے کامل اصولی تھے۔ یہ جامع کے شارح بھی ہیں۔ اصول بزدوی ان کی مشہور ہے۔ مقدمہ میں ان کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

marfat.com

مال الفتاویٰ؟: اس کا نام ملتقط ہے۔ مصنف اس کے امام ناصر الدین سمرقندی حنفی ہیں۔ یہ کتاب بماہ شعبان ۵۴۹ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ ملتقط ناصری اسی کو کہتے ہیں۔

المبتغی: یہ فقہ میں ایک جلد کی کتاب ہے۔ اس کے مصنف کا نام شیخ عیسیٰ ابن محمد حنفی ہیں۔ یہ کتاب ۲۳۴ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ اس میں عبادات، سیر، کسب، کراہت، ایمان، صید، اجارہ، بیع، نکاح، طلاق کے پورے مسائل ہیں۔ اس کتاب میں یہ لطف رکھا ہے کہ ہر باب کو صحیحین وغیرہما کی حدیث پر ختم کیا ہے۔ کذا فی کشف الظنون۔

مختار الاختیار علی مذہب الاختیار: اس کے مصنف اختیار بن غیاث الدین حسینی ہیں۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ۱۰۹۶ ہجری کی لکھی ہوئی مولانا سخاوت علی جونپوری کے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کتاب میں تین مبحث اور ایک مقطع ہے۔ اس کے دیباچہ سے تھوڑی سی عبارت تبرکاً لکھ دی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے:

مبحث اول: در بیان آداب و رسوم قضاۃ و حکام وانچہ از توابع آن ست از شروط۔ و احکام۔

مبحث دوم: در ذکر شروط از حج و وثائق و انچہ بدان احتیاج ست از قیود و دقائق۔

مبحث سوم: در بیان محاضرو سجلات وما یتعلق بہا من النفی والاثبات۔

مقطع: در ملحقات متفرقات و درین کتاب از اقوال سلف و خلف انچہ مختار بودہ اختیار کردہ آن را مختار الاختیار علی مذہب الاختیار نام نہادہ شد۔

مختصر الکرخی: یہ کتاب حنفیوں کی فقہ کی بڑی معتبر کتاب ہے۔ اس کے

marfat.com

مصنف امام ابوالحسن عبید اللہ بن حسین بن دلال بن دلہم کرخی متوفی ۳۴۰ ہجری ہیں۔ یہ کرخی مجتہد فی المسائل تھے۔ اس مختصر کرخی کی شرح میں بڑے بڑے جلیل القدر فقہا نے لکھی ہیں۔ ازانجملہ کرخی کے شاگرد امام ابوبکر جصاص رازی حنفی اور امام ابوالحسین احمد قدوری حنفی اور ابوالفضل رکن الدین حنفی وغیرہم ہیں۔

مختصر المحیط : اس کا نام وسیط ہے۔ مصنف اس کے علامہ قاضی بدرالدین محمود ابن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ہجری ہیں۔

مجرد : یہ فقہ میں ایک کتاب نفیس ہے جس کے مصنف امام زفر بن ہذیل ہیں۔ جیسا کہ بدائع کی کتاب الخنثی میں ہے اور بھی ایک کتاب فقہ میں اسی نام کی ابوالقاسم اسمٰعیل ابن حسن بن عبداللہ بیہقی کی ہے جس کو امام محمد کی مبسوط اور جامع صغیر اور جامع کبیر اور زیادات سے انتخاب کر کے جمع کیا ہے' پھر مصنف نے اس کی شرح بنام الشمائل تصنیف کی۔ امام زفر ابن ہذیل عنبری کا ۱۵۸ ہجری میں انتقال ہوا۔

المجرد : مصنف اس کے امام حسن بن زیاد لولوئی کوفی محدث فقیہ مجتہد حنفی متوفی ۲۰۴ ہجری ہیں۔ یہ بھی امام اعظم کے اجلہ تلامذہ سے حافظ احادیث تھے۔ ان کی تصنیف سے امالی بھی ہے۔

مختصر الطحاوی : یہ فقہ کی بڑی مستند اور معتبر کتاب ہے۔ اس کے مصنف امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی محدث حنفی متوفی ۳۲۱ ہجری ہیں۔ بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ طحاوی مجتہد منتسب تھے۔ محض مقلد حنفی نہ تھے۔ طحاوی کی ولادت شب یک شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۲۲۹ ہجری و بقولے ۲۳۰ ہجری میں ہوئی۔ مقدمے میں طحاوی کا ترجمہ لکھا جا چکا ہے۔ اس مختصر طحاوی کا شروع یوں ہے۔ بالحمد للہ ابتدی وایاہ استھوی اس میں امام طحاوی نے ان اعتراضات کے جوابات شافی دیئے ہیں جو امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اور امام محمدؒ پر کئے گئے تھے۔ بڑے بڑے

marfat.com

زبردست فقہا نے اس کی شرح لکھیں ہیں چند شراح کے نام یہاں بتلائے جاتے ہیں۔

۱۔ امام ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی۔

۲۔ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ۔

۳۔ شیخ الاسلام بہاء الدین علی بن محمد سمرقندی اسبیجابی۔

۴۔ ابونصر احمد بن منصور مطہری اسبیجابی۔

۵۔ ابونصر احمد بن محمد معروف بہ ابن الاقطع۔

۶۔ علامہ محمد بن احمد نجندی اسبیجابی۔

۷۔ ابو عبداللہ حسین بن علی قمری۔

۸۔ ابوبکر احمد بن علی وراق رازی حنفی۔

۹۔ ابونصر احمد بن محمد بن مسعود الوبری حنفی۔ وغیرہم۔ ھکذا استفدت کشف الظنون۔

مختصر نجم الدین : یہ فقہ میں ایک مختصر کتاب مثل قدوری کے ہے۔ مصنف اس کے نجم الدین ابو شجاع ترکی ہیں۔ طبقات تمیمی میں ہے کہ اس کا نام حاوی ہے۔ اس کی شرح اسعد بن محمد کرابیسی نیشاپوری متوفی ۵۷۰ ہجری نے لکھی ہے جس کا نام الموجز رکھا ہے۔

مجمع البحرین : یہ فقہ کی بہت معتبر اور عمدہ کتاب ہے۔ اس کے مصنف امام مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب بغدادی حنفی مشہور بلقب ابن الساعاتی متوفی ۶۹۴ ہجری ہیں۔ مصنف اس کی تصنیف سے ۸ رجب ۶۹۰ ہجری میں فارغ ہوئے۔ گویا یہ کتاب مسائل قدوری مع شئی زائد کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب گو اختصار کے سبب سے سخت ہے مگر اس کا حفظ کر لینا بہت آسان ہے۔ فقہائے اربعہ کے اختلافات بالتصریح

marfat.com

اس میں موجود ہیں۔ مصنف نے خود اس کتاب کی شرح بڑی دو جلدوں میں لکھی ہے۔ مجمع البحرین کا شروع یوں ہے الحمد لله جاعل العلماء انجما للاهتداء اور مصنف کی شرح کا شروع اس طرح ہے الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی۔

فائدہ: فقہائے اربعہ سے امام اعظم اور امام ابویوسف اور امام محمد اور امام زفر مراد ہیں۔ اس کتاب کی شرحیں اکابر فقہا نے لکھی ہیں۔

۱۔ شمس الدین محمد بن یوسف قونوی۔ انہوں نے اس کی شرح دس جلدوں میں لکھی تھی، پھر اس کو مختصر کر کے چھ جلدوں میں کر دی۔

۲۔ احمد بن محمد بن شعبان طرابلسی مغربی۔ یہ شرح دو جلدوں میں ہے جس کا نام تشنیف المسمع فی شرح المجمع ہے۔ شارح جس وقت دمیاط میں قاضی تھے، اس وقت ۹۶۷ ہجری میں اس کو لکھا تھا۔ یہ شارح سلطان سلیمان خان ابن سلطان سلیم خان کے زمانے میں تھے۔

۳۔ بدرالدین محمود بن احمد عینی۔ ان کی شرح کا نام المستجمع ہے۔ یہ شرح ایک جلد میں ہے۔ علامہ عینی نے اس شرح کے آخر میں لکھ دیا ہے کہ اس شرح کے لکھنے کے وقت میری عمر چوبیس برس کی ہے۔

۴۔ سلیمان بن علی قرامانی حنفی۔

۵۔ ابوالبقاء محمد بن احمد ضیاء مکی متوفی ۸۵۴ ہجری۔ ان کی شرح پانچ جلدوں میں ہے۔

مجمع الخلافیات: یہ کتاب وقایہ کی ترتیب پر ہے سلطان بایزید خان ابن سلطان محمد خان کے زمانے میں روم کے کسی بڑے متبحر عالم فقیہ نے اس کتاب میں بڑے شدومد کے اختلافات ائمہ حنفیہ اور ائمہ شافعیہ اور ائمہ مالکیہ اور ائمہ حنبلیہ کو

marfat.com

مجمع البحرین اور کنز اور مختار سے انتخاب کر کے جمع کیا ہے لیکن ان مذکور کتابوں میں تصریح نہ تھی۔ انہوں نے بالتصریح نام بنام اختلافات بیان کر دیئے ہیں۔ کشف الظنون والے نے اس کے مصنف کا نام نہیں بتلایا۔

مجموع النوازل والحوادث والواقعات : یہ کتاب فقہ میں بڑی لطیف کتاب ہے۔ اس کے مصنف احمد بن عیسیٰ بن مامون ہیں۔ ماخذ اس کا فتاویٰ ابو اللیث سمرقندی اور فتاوائے ابوبکر محمد بن فضل اور فتاوائے ابو حفص کبیر احمد بخاری وغیرہ ہے۔

مختار : یہ فقہ میں ایک متن ہے۔ اس کے مصنف ابو الفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود بن مودود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ ہجری ہیں۔ اس متن کا شروع یوں ہے الحمد للہ علی جزیل نعمائہ۔ پھر خود مصنف نے اس متن کی شرح بنام اختیار لکھی ہے جس کا شروع یوں ہے الحمد للہ الذی شرع لنا دینا قویما مصنف رحمہ اللہ نے مختار میں فتویٰ دینے کے لیے خاص امام اعظم ہی کا قول اختیار کیا ہے۔ اس وجہ سے علماء کے نزدیک یہ متن معتمد اور مقبول ہے۔ جب مصنف سے لوگوں نے اس متن کو شرح لکھنے کو کہا تو انہوں نے شرح لکھنا شروع کیا۔ اور شرح میں علل مسائل کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دیا اور فروعی مسائل بھی ایسے ایسے بیان کئے کہ جس کی حاجت بہت ہوا کرتی ہے' پھر مصنف کی شرح کو ابو العباس احمد بن علی دمشقی نے مختصر کر کے بنام التحریر موسوم کیا۔ پھر خود ہی تحریر کی شرح شروع کی تھی کہ ۷۸۲ ہجری میں ابو العباس کا انتقال ہو گیا اور شرح تحریر ناتمام رہ گئی اور مختار کی شرح بنام توجیہ المختار مصنف کے شاگرد ابو اسحٰق ابراہیم موصلی نے لکھ کر کئی بار ماتن علیہ الرحمہ کو سنائی آخر سماع ماتن کی بماہ جمادی الاولیٰ ۶۵۲ ہجری میں ہے اور محمد بن الیاس نے بھی اس کی شرح لکھی جس کا نام الایثار لحل المختار رکھا ہے۔ اسی طرح اس مختار کی شرح زیلعی اور ابن امیر حاج نے بھی

marfat.com

لکھی ہے۔

المنتقی : اس کے مصنف حاکم شہید ابوالفضل محمد بن محمد بن احمد ہیں جو ۳۳۴ ہجری میں شہید ہوئے۔ بعض علمانے فرمایا ہے کہ منتقی کتاب اس زمانے میں دستیاب نہیں ہوتی۔ حاکم شہید صاحب منتقی کا قول ہے کہ میں نے تین سو کتابوں سے (مثل امالی و نوادر کے) مسائل چن کراس منتقی میں جمع کئے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ امام محمد کی کتابوں کو حاکم شہید نے اچھی طرح دیکھا پس ان میں جتنے مکررات مسائل تھے' سب کو حذف کر دیا اور بعد حذف کے جو کچھ رہااس کا نام منتقی رکھ لیا۔ اسی زمانے میں حاکم شہید نے امام محمد رحمہ اللہ کہ خواب میں دیکھاکہ آپ غصہ ہو کر حاکم سے یوں خطاب کرنے لگے کہ تم نے ہماری کتاب میں ایسی دست اندازی اور بیجا تصرف کیوں کیا؟ حاکم نے جواباً عرض کیاکہ فقہاپست ہمت ہوگئے ہیں اتنی بڑی کتاب کے دیکھنے کی ہمت نہیں کرتے۔ اس لیے میں نے مکررات کو حذف کر دیا تاکہ اس کی شہرت ہو۔ (یعنی لوگ اس کو لکھیں اور پڑھیں پڑھائیں) اس کے جواب میں امام محمد نے خفا ہو کر فرمایاکہ خدا تم کو کاٹے جیسا تم نے ہماری کتاب کو کاٹا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی بددعا کے سبب سے ترکوں نے غدر کے زمانے میں حاکم شہید کو دو بڑے درختوں کے سر پر باندھ کر دو ٹکڑے کر ڈالا تھا۔ واللہ اعلم۔

مراقی الفلاح : یہ فقہ کی نہایت عمدہ مفید مختصر کتاب ہے۔ یہ کتاب امداد الفتاح شرح نور الایضاح کا مختصر ہے۔ ان تینوں کتابوں کے مصنف علامہ ابوالاخلاص حسن شرنبلالی فقیہ ہیں۔

مضمرات : یہ وہی جامع المضمرات ہے جس کا ذکر حرف جیم میں گزر چکا ہے۔

معدن الکنز: یہ شرح کنز کی ہے' کذافی کشف الظنون۔

marfat.com

ملتمس الاخوان : یہ قدوری کی شرح دو جلدوں میں ہے۔ اس کے مصنف ابوالمعالی عبدالرب بن منصور غزنوی ہیں۔ شروح قدوری میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

ملتقی الابحر: یہ فقہ میں ایک معروف و مشہور متن ہے۔ مصنف اس کے شیخ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ ہجری ہیں۔ اس میں مسائل مختصرقدوری اور مختار اور کنز اور وقایہ کے بہت سہل اور صاف عبارت میں لکھے ہیں کہ جس کو متوسط استعداد والا بھی بخوبی سمجھ سکے اور اس میں مصنف نے ارجح اقوال کو مقدم رکھنے کا التزام کر لیا ہے اور اس کا لحاظ رکھا ہے کہ فقیہ اصح اور اقوے کو معلوم کر سکے اور بہت کوشش اس میں کی ہے کہ متون اربعہ کے کوئی مسئلے نہ چھوٹنے پائیں اور اس میں ان کو کامیابی بھی ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ملک اس کا خواہاں ہوا اور اس کی شہرت عالمگیر ہو گئی اور اکابر علمائے احناف نے اس کو معتبر خیال کر کے اس کے مسائل کو تسلیم کر لیا ہے۔ حضرت مصنف رحمہ اللہ ۳ رجب ۹۲۳ ہجری میں اس متن کو صاف کر کے فارغ ہو گئے۔ فقہائے کبار و علمائے ذی وقار اس کے درس و تدریس میں بڑی ہمت کے ساتھ مشغول رہا کرتے یہاں تک کہ سابق کے فقہا نے اس کی بہت سی شرحیں لکھی ہیں۔ اس کی سترہ شرحوں کا پتا لگتا ہے جن میں سے بہت مشہور اور معتبر کئی شرحوں کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ مصنف کے شاگرد علی حلبی متوفی ۹۶۷ ہجری کی شرح ہے۔

۲۔ شرح محمد بن محمد متوفی ۹۸۷ ہجری کی کتاب البیع تک ہے۔ یہ شارح ابن البھنسی کے نام سے مشہور اور مشائخ دمشق سے تھے۔

۳۔ شرح شیخ علامہ نور الدین علی باقانی شاگرد ابن البھنسی کی مسمی مجری الانہر علی ملتقی الابحر ہے۔ باقانی کے استاد ابن البھنسی نے باقانی کے پڑھتے وقت ملتقی الابحر کی جو شرح لکھی تھی اور ناتمام رہ گئی تھی، اسی کو گویا باقانی نے پورا کر دیا۔ باقانی نے مجری

marfat.com

الانہر کی ابتداء ۹۹۰ ہجری میں کی تھی، مگر بسبب بہت ناغہ ہونے اور موانع پیش آنے کے اس کے تمام کرنے میں دیر ہوگئی یہاں تک کہ ۹۹۳ ہجری میں یہ باقانی کی شرح مجری الانہر تمام ہوئی۔

۴۔ شرح شیخی زادہ کی مجمع الانہر جو بہت مشہور اور معتبر ہے، مصر و استنبول میں چھپ کر شائع ہوگئی اور راقم الحروف کے پاس بھی موجود ہے۔ یہ شرح ۱۰۷۷ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ اس کے مصنف قاضی القضاۃ مولانا عبدالرحمٰن بن الشیخ محمد بن سلیمان متوفی ۱۰۷۸ ہجری ہیں۔

۵۔ شرح علامہ محمد بن علی علاء الدین حصکفی دمشقی صاحب درمختار متوفی ۱۰۸۸ ہجری کی ہے جس کا نام انہوں نے الدر المنتقی فی شرح الملتقی رکھا ہے جو حاشیہ مجمع الانہر پر چھپی ہوئی موجود ہے۔

۶۔ شرح قاضی قسطنطنیہ حضرت سید محمد بن محمد حلبی متوفی ۱۱۰۴ ہجری کی ہے اور یہ شرح، شرح سید حلبی کے نام سے مشہور ہے۔

الملتقط الناصری: یہ فتاوے کی کتاب ہے۔ اس کا ذکر آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

منظومۃ النسفی: اس میں فقہ کے مسائل خلافیہ بہت ہیں۔ مصنف اس کے مفتی الثقلین نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد نسفی صاحب ہدایہ کے استاد ہیں۔ مقدمہ اور تذکرہ میں ان کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ اس قصیدہ میں دس باب ہیں:

باب اول میں امام اعظم کے اقوال ہیں۔

باب دوم میں امام ابویوسف کے اقوال ہیں۔

باب سوم میں امام محمد کے اقوال ہیں۔

marfat.com

باب چہارم میں شیخین کے اقوال ہیں۔

باب پنجم میں طرفین کے اقوال ہیں۔

باب ششم میں صاحبین کے اقوال ہیں۔

باب ہفتم میں ان سب ائمہ کے اقوال ہیں۔

باب ہشتم میں امام زفر کے اقوال ہیں۔

باب نہم میں امام شافعی محمد بن ادریس کے اقوال ہیں۔

باب دہم میں امام مالک کے اقوال ہیں۔

اس قصیدے کے ابیات دو ہزار چھ سو ساٹھ ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ نے ماہ صفر ۵۰۴ ہجری میں اس قصیدے کو تصنیف کیا ہے۔ علمائے کبار نے اس منظومتہ النفسی کی شرحیں لکھی ہیں ازاں جملہ امام علامہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی اور علامہ ابواسحٰق ابراہیم بن احمد موصلی۔ اور علامہ رضی الدین ابراہیم بن سلیمان حموی منطقی اور ابوالحامد محمود بن محمد بن داؤد بخاری افشنجی اور ابوالفتح علاء الدین محمد بن عبدالحمید اسمیدی سمرقندی معروف بہ علاء عالم اور مولانا ابوبکر محمد حدادی حنفی وغیرہم ہیں۔

فائدہ : ابوالبرکات حافظ الدین نسفی نے منظومتہ النسفی کی پہلے بہت بڑی شرح لکھی تھی جس کا نام مستصفی رکھا تھا' پھر ہم قاصرہ کا خیال کرکے اس کو مختصر کر دیا اور اس مختصر کو بنام مصفی موسوم کیا۔ ابوالبرکات حافظ الدین نسفی صاحب کنز و تفسیر مدارک کا ترجمہ مقدمے میں لکھا گیا ہے۔ ابواسحٰق موصلیؒ کا انتقال ۶۵۲ ہجری میں ہوا اور حموی منطقی کا انتقال ۷۳۲ ہجری میں ہوا۔ اور ابوالحامد افشنجی کا انتقال ۶۷۱ ہجری میں ہوا اور ان کی شرح کا نام الحقائق ہے۔ یہ شرح سات برس سے زیادہ میں لکھی

marfat.com

گئی ہے۔ یہ افضحی کی شرح بخاری میں بروز عید الاضحیٰ ۶۶۶ ہجری میں ختم ہوئی ہے اور علاء عالم کا انتقال ۵۵۶ ہجری میں ہوا ان کی شرح کا نام حصر المسائل ہے اور مولانا ابوبکر حدادی مصنف جوہرہ نیرہ کا انتقال تقریباً ۸۰۰ ہجری میں ہوا۔ ان کی شرح کا نام النور المستنیر ہے اور یہ شرح ایک بڑی جلد میں ہے۔

منظومتہ ابن وہبان: فقہ حنفی میں یہ قصیدہ رائیہ نہایت ہی عمدہ جامع مانع چار سو بیت میں ہے جس کا نام قید الشرائد ونظم الغرائد ہے۔ اس کو ہدایہ کی ترتیب پر چھتیس کتابوں سے ابن وہبان فقیہ نے انتخاب کر کے لکھا ہے' پھر خود ہی مصنف نے دو جلدوں میں اس کی شرح بنام عقد القلائد فی اصل قید الشرائد لکھی۔ ابن وہبان کا نام علامہ شیخ عبدالوہاب بن احمد دمشقی حنفی متوفی ۷۶۸ ہجری ہے۔ اس منظومتہ کی شرح قاضی القضاۃ مولانا عبدالبر بن محمد معروف بہ ابن شحنہ حلبی متوفی ۹۲۱ ہجری نے لکھی ہے جس کا نام عقد الفوائد و تکمیل قید الشرائد ہے اس کا ایک نسخہ قلمی ۲۷۷ صفحوں کا کتب خانہ ریاست رامپور میں ہے۔ ابن شحنہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن وہبان سے پہلے ایسی نظم مولانا نجم الدین طرسوی نے لکھی ہے اور ابن وہبان طرسوی سے ان کی نظم مانگتے تھے مگر طرسوی نے اپنی زندگی میں اس نظم کو نہ ابن وہبان کو دیا نہ کسی دوسرے کو دیکھنے کو دیا مگر طرسوی کے انتقال کے بعد وہ نظم ابن وہبان کے ہاتھ لگی۔ ابن وہبان نے بلا تغیر معنوی کے اسی نظم کو باختصار الفاظ اپنی نظم میں داخل کر لیا۔ ابن وہبان کی نظم طرسوی کی نظم سے بہت کم بلکہ اس کی نصف ہے۔ علامہ فہامہ حسن شرنبلالی رحمہ اللہ نے ابن شحنہ کی شرح کو مختصر کیا ہے۔ ان کی شرح کا نام تیسیر القاصد ہے۔ یہ شرح ۲۱۰ صفحوں میں قلمی کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے۔

منظومتہ الطرسوی: یہی منظومتہ طرسوی ابن وہبان کے منظومتہ کا ماخذ نقش اول ہے۔ اس قصیدے میں ایک ہزار بیت ہے۔ علامہ طرسوی نے اپنی نظم کا

marfat.com

نام الفوائد البدریہ الفقہیہ رکھا ہے اور اس کی شرح کا نام جو خود مصنف نے لکھی ہے الدرہ السنیہ رکھا۔ علامہ طرسوی کا نام نجم الدین ابراہیم بن علی ہے۔ ۷۳۲ ہجری یا ۷۵۸ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ ایسا ہی کشف الظنون میں لکھا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتاب محظورات الاحرام بھی طرسوی کی تصنیف سے ہے۔

منظومتہ التبریزی: یہ بھی فقہ میں ایک عمدہ قصیدہ ہے جس کے مصنف علامہ حسام الدین ابو عبداللہ حسن بن شرف تبریزی متوفی ۷۷۰ ہجری ہیں۔

المہمات: اس کتاب میں فقہ کے مسائل بہت ہیں۔ مصنف اس کے علامہ فہامہ شمس الدین احمد بن سلیمان معروف بہ ابن کمال باشا متوفی ۹۴۰ ہجری ہیں۔ یہ کتاب کتب متداولہ سے ہے مگر علامہ برکلی نے اس کو بھی غیر معتبر بتلایا ہے' حالانکہ اس کے مصنف ابن ہمام کے درجے کے تھے کشف الظنون میں ہے وقد عدہ المولی برکلی من جملہ الواہیات المتداولات۔ مقدمہ میں ابن کمال باشا کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔

مواہب الرحمٰن فی مذہب النعمان: یہ کتاب فقہ میں ہے۔ اس کی شرح برہان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس کے مصنف ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی متوفی ۹۲۲ ہجری قاہرہ میں رہا کرتے تھے۔ اس کے ماتن اور شارح دونوں ایک ہی شخص ہیں۔

مواہب المنان شرح تحفہ الاقران: اس میں فقہ کے غرائب و نوادر مسائل بہت ہیں۔ اس کے مصنف علامہ شیخ محمد بن عبداللہ خطیب تمرتاشی متوفی ۱۰۰۴ ہجری ہیں۔

منیتہ المصلی و غنیہ المبتدی: یہ چھوٹی سی معتبر کتاب حنفیوں م، متداول و

marfat.com

متداول ہے۔ مصنف اس کے علامہ سدید الدین کاشغری ہیں۔ اس کی دو شرحیں بہت مشہور ہے۔ کبیری اور صغیری۔ تعجب کا مقام ہے کہ کسی شارح نے مصنف منیتہ المصلی کا کچھ حال نہ لکھا۔ ایک شرح اس کی ابراہیم بن محمد حلبی نے ایک جلد میں بنام غنیہ المستملی لکھی اور اس کو علما نے پسند کر لیا ہے۔ پھر طلبہ کی آسانی کے واسطے اس کو مختصر کر دیا۔ حلبی کا انتقال ۹۵۶ ہجری میں ہوا۔ حلبی کی شرح کا شروع یوں ہے الحمد للہ جاعل الصلوہ عماد الدین اور اس کی شرح ابن امیر حاج محمد بن محمد حنفی متوفی ۸۷۹ ہجری نے بھی لکھی ہے جس کا نام حلیہ المحلی وبغیہ المھتدی فی شرح منیہ المصلی ہے۔ حلبی کی شرح سے ابن امیر حاج کی شرح بڑی ہے۔ بڑی شرح کا شروع یوں ہے الحمد للہ عظیم الفضل۔ اور بھی اس کی شرح عمر بن سلیمان نے ۱۰۷۵ ہجری میں لکھی ہے اور ان کی شرح ممزوج ہے اور حلبی کی شرح سے بھی چھوٹی ہے۔ اس چھوٹی شرح کا شروع یوں ہے الحمد للہ جاعل الصلوہ عماد الدین۔

منحہ السلوک شرح تحفہ الملوک : مصنفہ علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۶۳۲ ہجری۔ کتب خانہ ریاست رامپور میں قلمی موجود ہے۔

منحہ الخالق علی البحر الرائق : یہ حاشیہ بحر رائق کا ہے۔ مصنف اس کے خاتمہ المحققین علامہ سید محمد امین (ابن عابدین) شامی متوفی ۱۲۵۲ ہجری ہیں۔ یہ حاشیہ بحر رائق کے حاشیے پر چھپا ہوا راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

منح الغفار : شرح تنویر الابصار مصنفہ علامہ شیخ شمس الدین محمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ ہجری کتب خانہ ریاست رامپور میں قلمی تین جلدوں میں پوری موجود ہے۔

مالابد منہ : یہ کتاب بہت معتبر و متداول ہے۔ اس میں تمام ضروری مسائل

marfat.com

نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کے مندرج ہیں اور ابتدائے کتاب میں عقائد بھی بطریق احسن ذکر کئے ہیں۔ کیونکہ بدون درستی عقائد اعمال مفید نہیں۔ ابتدا گلستان کے ساتھ ساتھ اس کا یاد کرانا مبتدیوں کے واسطے ازبس مفید ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کی خوش نیتی اور اخلاص کے سبب سے یہ کتاب مقبول خاص و عام ہوئی۔ مصنف اس کے حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۵ ہجری ہیں۔

مفتاح الجنہ : اس میں فقہیہ مسائل ضروری نہایت صاف سلیس اردو زبان میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب نہایت مقبول و متداول و معتبر اور مفید خاص و عام ہے۔ ہر جگہ یہ کتاب معمول بہ ہے۔ ہند و بنگال کے مسلمان عموماً اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہوگیا ہے اور بار بار مطابع مختلفہ میں چھپی اور چھپتی جاتی ہے۔ اس کی زیادہ تعریف و توصیف کی حاجت نہیں۔ ایک عالم اس کی فیض رسانی کا مقر اور مداح ہے۔ مصنف اس کے علامہ مولانا حاجی قاری مولوی کرامت علی واعظ حنفی جونپوری متوفی ۱۲۹۰ ہجری ہیں۔ جیسا اس سے اردو خوانوں کو ضروری مسائل معلوم ہوتے ہیں اور فائدہ پہنچتا ہے۔ ویسا ہی آپ کی تصنیف زینۃ المصلی سے نمازیوں اور آپ کی زینۃ القاری اور مخارج الحروف سے قاریوں کو نفع پہنچتا ہے۔ اعلی اللہ فی علیین زلفاہ امین۔

ذکر محیطات

محیط برہانی : یہ بڑی محیط کر کے مشہور ہے۔ اسی کے مختصر کا نام ذخیرہ ہے۔ مصنف اس کے برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد ہیں۔ یہ محیط کئی جلدوں میں ہے۔ اس کا شروع یوں ہے الحمد للہ خالق الاشباح بقدرتہ وفالق الاصباح برحمتہ اسی کو بڑی محیط کہتے ہیں۔ اور بعضوں نے محیط سرخسی کو

marfat.com

بڑی محیط کہا ہے۔ بڑی محیط جس کو محیط برہانی کہتے ہیں۔ اس کے مصنف رضی الدین محمد بن محمد سرخسی نہیں ہیں بلکہ اس کے مصنف برہان الدین محمود ہیں۔ بڑی محیط کی تین جلدیں کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہیں۔ جلد اول میں کتاب الطہارۃ سے حج تک ۶۳۴ صفحے ہیں۔ جلد دوم میں اقرار سے مضاربہ تک ۸۹۸ صفحے ہیں۔ جلد سوم میں قسمہ سے آخر کتاب رجوع من الشہادۃ تک ۵۹۲ صفحے ہیں۔

محیط رضوی : مصنف اس کے رضی الدین بن العلاء الصدر الحمید تاج الدین محمد بن محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۶۷۱ ہجری ہیں۔ ان کی تصنیف سے تین محیطیں ہیں:

(۱) کبریٰ : بڑی محیط' یہ دس جلدوں میں ہے۔

(۲) وسطیٰ : درمیانی محیط' یہ چار جلدوں میں ہے۔

(۳) صغریٰ : چھوٹی محیط' یہ دو جلدوں میں ہے۔ یہ تینوں محیطات مصر' شام' روم میں موجود ہیں۔

فائدہ : جن لوگوں نے محیط سرخسی کو بڑی محیط کہا ہے' اس کے یہی معنی ہوں گے کہ محیط سرخسی جو دس جلدوں میں ہے' محیط برہانی سے حجم اور اوراق میں زیادہ ہے اور نیز سرخسی کی اور دوسری دونوں محیطوں سے بھی بڑی ہے۔ اور جنہوں نے محیط برہانی کو بڑی محیط کہا ہے' شاید اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ بڑے درجے کے فقیہ کی ہے اور پہلے کی ہے۔ یا یہ کہ وہ ذخیرہ کتاب کی اصل ہے اور ذخیرہ خود ضخیم کتاب ہے پس جسکا یہ ذخیرہ مختصر ہے وہ باعتبار اس کے ضرور بڑی ہوگی تو محیط برہانی بڑی محیط ہوئی یا یہ کہ رضی الدین کی اور دونوں محیطوں سے یہ محیط برہانی بڑی ہے۔ یا باعتبار مسائل کے محیط رضوی سے محیط برہانی بڑی ہے کہ محیط برہانی میں نفس مسائل

marfat.com

جزئیہ بہت ہیں اور علل اور دلائل اور قواعد اصول و نظائر وغیرہا نہیں ہیں اور محیط رضوی میں نفس جزئیات تو اتنے نہیں، مگر علل اور دلائل اور اصول اور نظائر و امثال و نوازل و واقعات و اختلافات و اقاویل وغیرہا بہت ہوں گے۔ اسی سبب سے ضخامت بھی زیادہ ہوئی اور کتاب بڑی ہوگئی تو اس وجہ سے اس کو بڑی محیط کہنے لگے۔ یہ تقریر خاص راقم الحروف کی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فائدہ : جہاں محیط مطلق بولیں وہاں محیط رضوی سرخسی کی بڑی محیط مراد ہوگی جیسا کہ ابن حنائی نے درر کے حاشئے میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ درر کے اس قول واختارہ فی المحیط کے حاشئے میں یوں لکھا ہے: اراد محیط الامام رضی الدین محمد بن محمد السرخسی وھو ثلثہ نسخ الاولی کبری وھو المشھور بالمحیط حیث اطلق غالبا۔

تنبیہ : جاننا چاہئے کہ جو محیط سرخسی کی چار جلدوں اور دو جلدوں میں ہے، دونوں کو محیط رضوی کہتے ہیں اور بڑی محیط سرخسی کی جو دس جلدوں میں ہے، اس کو محیط السرخسی کہتے ہیں۔ یہ فقہا کی اصطلاح ہے۔

محیط السرخسی : یہی امام رضی الدین محمد سرخسی کی بڑی محیط جو دس جلدوں میں ہے۔ پہلے یہی محیط لکھی گئی پھر اس کو ملخص کر کے مصنف نے چار جلدوں میں لکھا۔ پھر کچھ روز کے بعد جب لوگوں میں پست ہمتی اور سستی دیکھی تو اس کو بھی مختصر کر کے دو جلدوں میں کر دیا۔ محیط السرخسی کا شروع یوں ہے الحمد للہ ذی المجد والجلال سرخسی نے اپنی تصنیف کی یہ ترتیب رکھی ہے کہ پہلے جامع مسائل فقہ کے ہر باب کے شروع میں مبسوط سے لکھے ہیں کیونکہ مسائل مبسوط کے بطریق اصول مشتبہ کے ہیں، پھر اس کے بعد مسائل نوادر کے لکھے ہیں اس لیے کہ

marfat.com

مسائل نوادر کے مسائل اصول سے نکالے گئے ہیں، پھر اس کے بعد مسائل جامع کے لکھے ہیں کیونکہ مسائل جامع کے فقہ کے خلاصہ کا مجموعہ ہے، پھر بعد اس کے باب کو زیادات کے مسائل پر ختم کیا ہے، کیونکہ وہ جامع کے فروع پر بڑھائے گئے ہیں۔

فائدہ : مصنف نے محیط نام اس وجہ سے اختیار کیا کہ یہ کتاب ان کل کتابوں کے مسائل پر حاوی اور سب کو شامل ہے گویا کہ کل مسائل و فوائد و حقائق کتب مذکورہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ محیط بروزن مقیم احاطہ سے مشتق ہے۔ یہ بہ ضم میم و کسر حائے مہملہ صیغہ اسم فاعل ہے۔ محیط السرخسی کی قلمی ایک جلد کتاب النذور سے کتاب الصید تک ۵۵٦ صفحے میں کتب خانہ ریاست رامپور میں ہے۔

فائدہ : جاننا چاہئے کہ فن لغت میں بھی تین محیطیں ہیں:

ایک محیط : مصنفہ اسمٰعیل بن عباد الصاحب الوزیر متوفی ۳۸۵ ہجری کی ہے۔ یہ محیط سات جلدوں میں ہے۔

دوسری محیط : عبدالملک بن علی موذن ہروی متوفی ۴۸۹ ہجری کی ہے۔

تیسری محیط : ابن کمال باشا متوفی ۹۴۰ ہجری کی ہے۔ اس میں بیان لغات زبان فارسی میں ہے۔

کتب مناسک حنفیہ : کتب مناسک کہ جن میں حج بیت اللہ و زیارت حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے احکام و قواعد و ضوابط و آداب و ادعیہ بالتفصیل موافق مذہب حنفی جمع ہیں حسب تفصیل ذیل ہیں:

مناسک : مصنفہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمتہ اللہ علیہ کی۔

مناسک : برہانی مصنفہ برہان الدین علی صاحب ہدایہ کی۔ اس کا نام عدۃ

marfat.com

الناسک ہے۔

مناسک : قاضی القضاۃ صدر الدین سلیمان بن ابی العز وہب حنفی متوفی ۶۷۷ ہجری کی۔ یہ مصر کے قاضی تھے۔

مناسک : علاء الدین علی بن بلبان جندی حنفی متوفی ۷۳۱ ہجری کی۔

مناسک : نجم الدین ابراہیم طرسوسی حنفی متوفی ۷۵۸ ہجری کی یہ بڑی کتاب ہے۔

مناسک : ابن امیر حاج محمد بن محمد حلبی متوفی ۸۷۹ کی۔ اس کا نام داعی منازل البیان ہے۔ یہ منسک ۸۷۶ ہجری میں ختم ہوئی ہے۔

مناسک : ملا علی قاری کی یہ دو جزد میں ہے۔ ۱۰۱۰ ہجری میں یہ لکھی گئی ہے۔ اس کا نام ھدایہ السالک فی نہایہ المسالک ہے۔

مناسک : ابن شبلی ابو العباس شہاب الدین احمد بن یونس حنفی کی یہ مختصر منسک ہے۔

مناسک : السندی رحمتہ اللہ علیہ کی۔ اس کا شروع یوں ہے: الحمدللہ اکمل الحمد علی ما ھدانا الاسلام۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ۱۰۱۲ ہجری میں اس کی شرح لکھی ہے۔

المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط علی لباب المناسک : مصنف اس کے حضرت علامہ فہامہ مولانا ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی ہیں۔ یہ مصر میں چھپ گئی ہے۔ یہی علامہ رحمہ اللہ سندھی کی کتاب کی شرح ہے۔ راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔

marfat.com

زبدۃ المناسک : یہ کتاب بھی مناسک حج میں ہے۔ اس کا ذکر حرف (ز) میں ہو چکا ہے۔

مناسک : ابن العماد عبدالرحمٰن بن محمد بن عماد الدین عمادی حنفی مفتی شام متوفی ۱۰۵۱ ہجری کی۔ اس کا نام المستطاع من الزاد ہے۔ مصنف نے اپنے حج کے زمانے ۱۰۱۴ ہجری میں اس کو لکھا تھا۔

مناسک شاغوری : کے مصنف اس کے شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد لیمی حنفی متوفی ۹۱۶ ہجری ہیں۔ یہ بڑی معتبر و مفید کتاب ہے۔ ملا کاتب چلپی نے اس کے حق میں یہ جملہ مدحیہ لکھا ہے وھو کتاب مفید معتبر۔

حرف النون

نوازل السمرقندی : مصنف اس کے امام فقیہ ابواللیث سمرقندی نصر بن محمد بن ابراہیم حنفی متوفی ۳۷۶ ہجری ہیں۔ اس کے املا سے روز جمعہ بماہ جمادی الاولیٰ ۳۷۶ ہجری میں فارغ ہوئے۔ املا کے اصطلاحی معنی حرف الالف میں لکھے گئے ہیں۔ مصنف کی وفات کے سنہ میں چار قول بیان کئے جاتے ہیں جو مقدمے میں لکھ دیئے گئے۔ اس مصنف نے مذہب حنفی کی بڑی تائید و خدمت کی ہے اور مسائل اور فتاوے اور اقوال علمائے سلف کو بڑی جانچ کے ساتھ یکجا جمع کر دیا ہے۔ مصنف نے اس نوازل میں محمد بن شجاع ثلجی اور محمد بن مقاتل رازی اور محمد بن سلمہ اور نصیر بن یحییٰ اور محمد بن سلام اور ابوبکر اسکاف اور علی بن احمد فارسی اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی اور محمد بن عبداللہ کے اقوال جمع کئے ہیں اور فقیہ ابواللیث نے بھی یہ ذکر کر دیا ہے کہ ان لوگوں کی نظر دقیق مسائل اور نوازل اور واقعات کے باب میں خداداد تھی۔ خداوند کریم نے ان لوگوں کو اس کام کی توفیق عنایت فرمائی تھی۔ انہیں لوگوں کو مشائخ کہتے ہیں۔ پس مشائخ کے

marfat.com

اقوال سے یہ نوازل مملو ہے۔ ہاں اور فقہائے کے بھی کچھ اقوال استطرادا اس میں مندرج ہیں جن کی روایت کتاب میں نہیں ہے۔ البتہ عیون المسائل میں مصنف نے اور فقہا کے اقوال نقل کئے ہیں کہ جن سے ان کو روایت پہنچی اور جن کی روایت کتابوں میں لکھی گئی ہے۔

نتف فی الفتاوے : مصنف اس کے امام رکن الاسلام قاضی ابوالحسن علی بن حسین سغدی مفتی حنفیہ متوفی ۴۶۱ ہجری ہیں۔ مقدمے میں ان کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ یہ شمس الائمہ السرخسی کے شاگرد تھے۔

نصاب الفقیہ : مصنف اس کے علامہ افتخار الدین طاہر بن احمد بخاری متوفی ۵۴۲ ہجری ہیں۔ انہوں نے ایک اور کتاب اسی سے مختصر کرکے لکھی ہے جس کا نام خلاصۃ الفتاوے ہے۔

النافع : اس کا اصلی نام الفقہ النافع ہے مگر فقط نافع کے نام سے یہ کتاب مشہور ہے۔ اس کے مصنف شیخ امام ناصر الدین ابوالقاسم محمد بن یوسف حسینی مدنی سمرقندی حنفی متوفی ۶۵۶ ہجری ہیں۔ یہ فقہ کی ایک مختصر کتاب ہے جس کی سابق زمانے میں تبرکا لوگ تلاوت کیا کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔ اس کی شرحیں علماء نے لکھی ہیں، مگر مشہور شرح اس کی حافظ الدین ابوالبرکات نسفی متوفی ۷۱۰ ہجری کی ہے اور انہیں کی شرح نہایت معتبر ہے۔ اس کے نام میں اختلاف ہے، بعضوں نے اس کا نام مستصفی اور بعضوں نے مصفی بتلایا ہے۔ واللہ اعلم بالاسم۔ اس شرح کا شروع یوں ہے: الحمدللہ الذی اید اولیاءہ۔

فائدہ : علامہ نسفی نے اپنی شرح کے آخر میں یہ بیان کیا ہے کہ اس شرح میں جہاں لفظ علامہ کہا گیا ہے، وہاں مراد میری اس سے شمس الائمہ کردری ہیں۔ اور جہاں لفظ استاذ کہا گیا ہے، وہاں مراد میری مولانا حمید الدین ہیں اور جہاں میں نے مطلق

marfat.com

مبسوط کہا ہے' وہاں اس سے میری مراد مبسوط سرخسی ہے۔

نقایہ : ایک مشہور متن متین ہے۔ امام صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی متوفی ۷۴۵ ہجری نے بہت عمدہ طریقے سے وقایہ کو مختصر کیا ہے۔ کذا فی کشف الظنون صدر الشریعہ ثانی عبید اللہ بن مسعود یہی مصنف شرح وقایہ ہیں۔ مقدمے میں ان کا ۷۴۷ ہجری میں انتقال بتایا گیا ہے۔

اس نقایہ کی اکابر علما نے شرحیں لکھی ہیں۔ ازاں جملہ:

۱۔ شرح شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن محمد شمنی متوفی ۸۷۲ ہجری کی کمال الدرایہ فی شرح النقایہ ہے۔

۲۔ شرح ممزوج علاء الدین علی بن محمد مصنفک متوفی ۸۷۵ ہجری کی ہے۔

۳۔ شرح علامہ شیخ قاسم بن قطلوبغا محدث حنفی متوفی ۸۷۹ ہجری کی ناتمام رہ گئی ہے۔

۴۔ شرح ملا عبد العلی برجندی کی ہے جس کو انہوں نے ۹۳۲ ہجری میں لکھا ہے۔ راقم الحروف کے پاس یہ شرح موجود ہے۔

۵۔ شرح محمود بن الیاس رومی کی جو شرح الیاس کے نام سے مشہور ہے' راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ یہ شرح بہت مفید ہے۔ یہ شرح ۸۵۱ ہجری میں تمام ہوئی۔

۶۔ شرح فارسی مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ ہجری کی ہے۔

۷۔ شرح ابو المکارم بن عبد اللہ بن محمد کی جو بماہ رجب ۹۰۷ ہجری میں تمام ہوئی ہے۔

۸۔ شرح قہستانی کی جامع الرموز ہے اور یہ ہندوستان میں بہت مشہور ہے۔ یہ جامع الرموز ۹۴۱ ہجری میں تصنیف ہوئی ہے۔

بعض ناواقف لوگ جامع الرموز کو مستقل کتاب سمجھتے ہیں' ان کو یہ بھی معلوم

marfat.com

نہیں ہوا کہ یہ نقایہ کی شرح ہے جس کو مختصر وقایہ بھی کہتے ہیں۔ افسوس۔

جامع الرموز کا مختصر حال

مصنف اس کے شمس الدین محمد خراسانی قہستانی متوفی تقریباً ۹۶۲ ہجری ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ بخارا مین ۹۶۰ ہجری کے حدود میں ان کا انتقال ہوا اور یہ بخارا میں رہا کرتے تھے۔ کشف الظنون میں لکھا ہے کہ نقایہ کی شرحوں میں سے سب سے زیادہ نافع یہی شرح ہے۔ اس میں باریک باریک رموز و اشارات بہت ہیں اور اس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ باوجود اس کے مولانا عصام الدین رحمہ اللہ نے قہستانی صاحب جامع الرموز کے حق میں کہا ہے کہ وہ ہرگز شیخ الاسلام ہروی کے شاگردوں میں نہ تھے۔ نہ اعلیٰ درجے کے شاگردوں میں تھے نہ ادنیٰ درجے کے طالب علموں میں تھے۔ وانما کان دلال الکتب فی زمانه ولا کان یعرف بالفقه ولا غیره بین اقرانه۔ یعنی قہستانی شیخ الاسلام ہروی کے زمانے میں کتابوں کا دلال ہی تھا۔ فقہ وغیرہ ان کے زمانے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس معنی کی تائید اس سے ہو جاتی ہے کہ اس نے اپنی اس شرح میں دبلا موٹا صحیح ضعیف بغیر تحقیق و تصحیح کے مثل حاطب لیل کے جو پایا جمع کر لیا۔ اسی بناء پر علماء اس کو غیر معتبر کتب میں شمار کرتے اور اس سے فتویٰ لکھنے کو منع کرتے ہیں۔

۹۔ شرح ملا علی قاری کی مسمی فتح باب العنایہ للشرح کتاب النقایہ۔ یہ شرح ۱۰۰۳ ہجری میں لکھی گئی ہے۔ فی الواقع حضرت ملا علی قاری اعنی مولانا نور الدین علی بن سلطان محمد ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۴ ہجری نے یہ شرح بہت عمدہ لکھی اس کے دیباچہ کی تھوڑی سی عبارت علما کے ملاحظے کے لیے کشف الظنون سے نقل کر کے لکھی جاتی ہے' وہ یہ ہے:

ان علماء نا اکثر اتباعا للسنه من غیرهم وذلک انهم

marfat.com

اتبعوا السلف فی قبول المرسل معتقدین انه کالمسند مع الاجماع علی قبول مسانید الصحابه ولم یات عن احد منهم انکار الی راس المائتین فی زمن الشافعی رضی الله عنه۔ فمن نسب اصحابنا الی مخالفه السنه واعتبار الرای والمقایسه فقد اخطا ورد الشافعی المرسل الاان یجئی من وجه اخر مسندا" اوغیر ذلک۔ ثم لم یزل اصحابنا یعتنون فی کتبهم بذکر الادله من السنه والبحث عنها کالطحاوی والقدوری وابی بکر الرازی ولقد اکثر الامام ابواسحق فی المهذب وامام الحرمین فی النهایه وغیرهما من ذکر الاستدلال بالاحادیث الضعیفه وقد بین ذلک البیهقی والنووی والمنذری فهذا الذی اوجب علینا ذکر الاحادیث مجمله فی تقویه الدایه من غیر اسناد الی المخرجین وصار سببا للطعن فی بعض احادیثه ولما کان کتاب النقایه من اوجز المتون تصدیت ان اکتب علیه شرحا غیر مخل مشحونا بالادله من الکتاب والسنه والاجماع والاختلاف۔

النہر الفائق: یہ شرح کنزالدقائق کی علامہ سراج الدین عمر بن نجیم مصری صاحب بحرائق کے بھائی کی تصنیف ہے اور یہ شرح بحرائق کے بعد تصنیف ہوئی ہے۔

النوادر: مصنف اس کے امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ ہجری ہیں۔ اس میں فقہ کے نادر نادر مسائل جمع ہیں۔ اس کے مسائل دوسرے طبقے کے ہیں۔

النوادر الفقهیه: مصنفہ فقیہ ابواللیث سمرقندی متوفی ۳۷۶ ہجری ہے۔

marfat.com

نوادر الطحاوی : یہ نوادر دس جلدوں میں ہے مصنف اس کے امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی محدث حنفی متوفی ۳۲۱ ہجری ہیں۔

نوادر الثلجی : مصنف فقیہ العراقین ابو عبداللہ محمد بن شجاع ثلجی بغدادی ہے۔ یہ حسن بن زیاد کے شاگرد تھے۔

نوادر ابن سماعہ : ان کا نام محمد تھا۔ یہ صاحبین اور حسن بن زیاد کے شاگرد تھے۔

نوادر ہشام : اسی کو کتاب النوادر کہتے ہیں۔ یہ ہشام بن عبیداللہ رازی صاحبین کے شاگرد تھے۔ ان کے سوا اور بھی نوادر ہیں۔

حرف الواو

وقایہ الروایہ : مصنف اس کے امام برہان الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ حنفی ہیں۔ انہوں نے اس متن کو اپنے نواسے صدر الشریعہ کے واسطے تصنیف کیا ہے۔ یہ فقہ کا ایک متن متین مقبول ائمہ مسلمین ہے۔ اس کی شرحیں اکابر علماء نے لکھی ہیں، چنانچہ خود مصنف کے نواسے امام صدر الشریعہ ثانی عبیداللہ بن مسعود محبوبی حنفی اصولی متوفی ۷۴۵ ہجری نے بھی اس کی ایک شرح وجیز چار جلدوں میں لکھی ہے وہ اس زمانے میں درس و تدریس میں داخل ہے۔ جس کی عام شہرت شرح وقایہ کے نام سے ہے۔ یہ شرح وقایہ آخر ماہ صفر ۷۴۳ ہجری میں تمام ہوئی جس کی تصنیف کو آج تک چھ سو چوبیس برس ہوئے۔ اسی متن وقایہ کو صدر الشریعہ ثانی صاحب شرح وقایہ نے مختصر کر کے نقایہ نام رکھا جس کا ذکر ابھی مع شروح کے حرف النون میں ہو چکا۔

شرح وقایہ : پر علماء نے بہت سے حاشئے لکھے ہیں، ازاں جملہ حاشیہ اخی

marfat.com

چلپی یوسف بن جنید توقانی متوفی ۹۰۵ ہجری کا ذخیرۃ العقبی بہت مشہور ہے۔ اخی چلپی نے اس حاشئے کو دس برس میں لکھا ہے۔ دارالسلطنت کلکتہ میں شرح وقایہ کے ساتھ یہ حاشیہ چلپی کا چھپ گیا ہے۔ سلطان بایزید خان بن سلطان محمد خان کے عہد میں یہ حاشیہ لکھا گیا ہے۔ ابتدا اس حاشیہ کی ۸۹۱ ہجری میں اور اختتام ۹۰۱ ہجری میں ہے۔

فائدہ : حسن چلپی محشی شرح مواقف اور مطول اور تلویح اور بیضاوی اور شرح وقایہ کا اخی چلپی کے پہلے ۸۸۲ ہجری میں انتقال ہوا ہے۔

اور حاشیہ مولانا محمد قرہ باغی متوفی ۹۴۲ ہجری کا۔

اور حاشیہ مولانا یعقوب پاشا متوفی ۸۹۱ ہجری کا۔

اور حاشیہ مولانا عصام الدین ابراہیم محمد اسفرائینی متوفی ۹۴۴ ہجری کا۔ یہ حاشیہ صرف کتاب البیع ہی تک لکھا گیا ہے۔ مع ذلک اس کو علما نے بہت پسند کیا ہے اور یہ مملکت روم میں متداول ہے۔ ۹۳۴ ہجری میں اس کی تسوید سے مصنف فارغ ہوئے اور حاشیہ علامہ مولانا محمد بن پیر علی برکلی صاحب طریقہ محمدیہ متوفی ۹۸۱ ہجری کا۔ یہ محشی روم کے سربرآوردہ علما سے گزرے ہیں۔ علماء برکلی کے نام سے ان کی بڑی شہرت ہے۔ اور حاشیہ قاضی زادہ مولانا بدرالدین احمد بن محمود متوفی ۹۹۸ ہجری کا۔ اور حاشیہ مولانا سیف الدین احمد بن محمد حفید تفتازانی متوفی ۹۱۰ ہجری کا۔

اور حاشیہ علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ ہجری کا۔ بسبب خوف طوالت کل حاشیوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ مقدمہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں مولانا محمد عبدالحی لکھنوی محشی شرح وقایہ نے محشیوں کے بہت نام بتلائے ہیں جس کو ضرورت ہو اس میں دیکھ لے۔

الوجیز الجامع لمسائل الجامع : مصنف اس کے قاضی صدر الدین سلیمان بن ابی العز حنفی متنوی ۶۷۷ ہجری ہیں۔

marfat.com

الوافی: یہ فقہ کی کتاب بڑی مقبول اور معتبر ہے۔ کیوں نہ ہو کہ مصنف اس کے امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ ہجری ہیں۔ مصنف نے خود اس کی ایک شرح بنام الکافی لکھی ہے جس کے دو نسخے قلمی کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہیں۔ علامہ اتقانی نے غایۃ البیان میں یہ ذکر کیا ہے کہ جب علامہ نسفی نے ہدایہ کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا تھا تو تاج الشریعہ نے جو ان کے ہم عصر تھے۔ یہ سن کر کہا کہ یہ کام ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ جب نسفی نے یہ خبر سنی تو اپنے ارادے کو فسخ کر دیا اور خود ہدایہ کی ایسی ایک کتاب وافی نام کی لکھ ڈالی۔ جب یہ کتاب جیسے ہدایہ کے طرز پر تمام ہو گئی تو اس کی ایک شرح بھی کافی نام کی لکھ ڈالی۔ پس گویا کہ یہ کافی ہدایہ کی شرح ہے۔ اور یہ نسفی بہت بڑے امام کامل فاضل محرر محقق مدقق اصولی فقیہ ہیں۔ اصول اور تفسیر اور فقہ میں ید طولی رکھتے تھے۔ اور اس وافی کتاب کی دو شرحیں بہاء الدین ابوالبقا محمد بن احمد بن ضیائے مکی متوفی ۸۵۴ ہجری نے لکھی ہیں۔ ایک شرح مبسوط اور دوسری شرح مختصر ہے۔

الوجیز للکردری: اس کا اصلی نام الجامع الوجیز ہے اور یہ فتاویٰ بزازیہ کے نام سے مشہور ہے۔ مصنف اس کے علامہ شیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب کردری حنفی متوفی ۸۲۷ ہجری ہیں۔ اس کا ذکر فتاوے میں کیا جائے گا۔ یہ کتاب معتمد و معتبر ہے۔

حرف الہاء

ہدایہ: فقہ میں ہم حنفیوں کے نزدیک یہ ہدایہ بہت بڑی معتبر اور جامع کتاب ہے۔ جامعیت و کثرت مسائل و حسن ترتیب و اسلوب تہذیب و خوبی عبارت و ایجاز و اعجاز کے لحاظ سے یہ ایک متن متین کا حکم رکھتی ہے۔ بظاہر یہ بدایہ المبتدی کی شرح ہے اور حقیقت میں مختصر قدوری اور جامع صغیر کی شرح ہے۔ مصنف بدایہ اور ہدایہ

marfat.com

دونوں کے حضرت شیخ الاسلام مولانا برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ہجری ہیں۔ صاحب ہدایہ کی یہ عادت ہے کہ صاحبین کے دلائل بیان کرکے پھر امام اعظم کی دلیل بسط کے ساتھ ایسے طریقے سے بیان کرتے ہیں کہ صاحبین ہی کے ادلہ سے امام اعظم کا مدعا ثابت ہو جائے اور ان کی تحریر اس طرز کے خلاف پائی جائے تو سمجھنا چاہئے کہ یہاں صاحبین کا قول معتبر سمجھا گیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے جامع صغیر اور قدوری کے مسائل کی شرح لکھنے کا التزام کر لیا ہے۔ جب صاحب ہدایہ قال فی الکتاب کہتے ہیں تو اس کتاب سے ان کی مراد قدوری ہوتی ہے۔ ملا کاتب چلپی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ شیخ اکمل الدین کا قول ہے کہ صاحب ہدایہ نے تیرہ برس میں ہدایہ کو لکھا ہے اور اس مدت تصنیف میں وہ برابر روزے رکھا کرتے تھے۔ کبھی کوئی روزہ توڑا نہیں سوا ایام ممنوعہ کے۔ اور وہ اس کی بڑی کوشش میں رہا کئے کہ ان کے روزے کی اطلاع کسی کو نہ ہو۔ اسی زہد و تورع کی برکت سے یہ کتاب علماء کے نزدیک ایسی مقبول ہوئی کہ کل کتب فروع پر اس کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کی درس و تدریس کا اکابر علما نے بڑا اہتمام کیا ہے۔ تمام ملک کے مشائخ علمائے حنفیہ نے اس کو فقہ کے درس میں انتہائی کتاب مقرر کیا ہے۔ بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ کتاب حطیم کعبہ میں لکھی گئی ہے۔ کثر فقہا اس کو کالوحی من السماء عیوب اور اغلاط سے بالکل مبرّیٰ سمجھتے ہیں اور جو اس میں کچھ کلام کرے اس کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں۔ یہ محض تعصب ہے' بھلا بشر کا کلام سہو و نسیان سے خالی ہوسکتا ہے۔ ہاں اس میں البتہ کچھ شبہ نہیں کہ متاخرین کے کل متون اور شروح اور فتاوے اور حواشی سے زیادہ مستند اور معتبر اور معتمد اور صحیح اور متداول یہ کتاب ہے۔ ہدایہ کی شان میں اس کی مقبولیت کا حال دیکھ کر کیا خوب و مرغوب کسی نے کہا ہے۔

ان الهدايه كالقران قد نسخت
ما صنفوا قبلها فى الشرح من كتب

marfat.com

فاحفظ قواعدها واسلک مسالکها
یسلم مقالک من زیغ و من کذب

فقیر راقم الحروف فی البدیہہ کہتا ہے۔

ان الهدایه للوری لهدایه
ما ضل من اخذ الهدی من بینها
تشفی و تکفی کل مستفت ومن
یفتی و تروی صاد یامن عینها

صاحب ہدایہ نے پہلے ہدایہ کی شرح کفایہ المنتہی لکھی تھی اور یہ شرح قریب ختم کے پہنچ گئی تھی کہ ان کے خیال میں یہ گزرا کہ بعض مقام پر تفصیل کی حاجت تھی، مگر میں نے وہاں تفصیل نہ کی۔ اس کی تکمیل کے خیال سے انہوں نے دوسری شرح موسوم بنام ہدایہ شروع کر دی۔ جس کی ترتیب امام محمد کی جامع صغیر کی ترتیب پر رکھی ہے۔ ہدایہ کی شرحیں بڑے بڑے علماء نامدار و فقہائے ذوی اقتدار نے لکھی ہیں۔ سب سے پہلے ہدایہ کی شرح دو جلدوں میں مولانا حمید الدین علی بن محمد ضریر متوفی ٦٦٧ ہجری نے لکھی اور اس شرح کا نام الفوائد ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے نہایہ کو پہلی شرح بتلایا ہے۔ راقم الحروف یہ کہتا ہے کہ اگر مولانا حمید الدین نے ہدایہ کی شرح لکھی ہے اور اس کا نام الفوائد رکھا تو کسی طرح ممکن نہیں کہ نہایہ پہلی شرح ہو۔ اس لیے کہ مولانا حمید الدین کا انتقال ٦٦٧ ہجری میں ہے اور نہایہ بماہ ربیع الاول ٧٠٠ ہجری میں تصنیف ہوئی۔ ہاں یوں سیوطی کے قول کی تصحیح ممکن ہے کہ انہوں نے الفوائد شرح ہدایہ دیکھی نہیں تھی۔ اس وجہ سے نہایہ کو جو سب سے اقدم شرح ہے اول شرح کہا۔ یہ کلام اسی نہایہ کے بابت ہے جو حسام الدین علی متوفی ٧١٠ ہجری کی تصنیف ہے یا یوں اس قول کی تصحیح کی جائے کہ جو نہایۃ الکفایہ نام کی شرح مصنفہ امام تاج الشریعہ عمر ہے، وہ سب سے اقدم ہے کیونکہ وہ

marfat.com

۶۷۳ ہجری بماہ شعبان لکھی گئی ہے اور نہایہ حسام الدین کی ۷۰۰ ہجری میں لکھی گئی ہے، مگر یہ بھی تصحیح کو کافی نہیں اس لیے کہ نہایہ تاج الشریعہ کی تصنیف کے پہلے چھ سات برس پیشتر مولانا حمید الدین ضریر کا انتقال ہوا ہے۔ فافہم وتدبر۔

الفوائد : یہ شرح ہدایہ کی دو جلدوں میں سب سے پرانی شرح ہے۔ اس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے۔ مصنف اس کے علامہ فہامہ مولانا حمید الدین علی بن محمد ضریر متوفی ۶۶۷ ہجری ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے نہایہ کو ہدایہ کی پہلی شرح بتلایا ہے۔

نہایہ شرح ہدایہ : حسام الدین حسن بن علی فقیہ نحوی سغناقی حنفی متوفی ۷۱۰ ہجری یا ۷۱۱ ہجری کی تصنیف سے ہے۔ یہ شرح ۷۰۰ ہجری ماہ ربیع الاول میں تمام ہوئی ہے۔ اس کا شروع یوں ہے الحمد للہ الذی اعلی معالم العلوم ودرج۔ انہوں نے آخر میں مسائل فرائض بڑھا دیئے ہیں۔ صاحب معراج الدرایہ اور صاحب کفایہ آپ کے شاگرد تھے۔

معراج الدرایہ الی شرح الہدایہ : مصنف اس کے امام قوام الدین محمد بن محمد بخاری کاکی متوفی ۷۴۹ ہجری ہیں۔ یہ شرح ۲۱ محرم الحرام ۷۴۵ ہجری میں تمام ہوئی ہے۔ شروع اس کا یوں ہے الحمد للہ خالق الظلام والضیاء۔ یہ شرح مثل فتح القدیر کے بلکہ اس سے زیادہ شرح و بسط کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اس میں ائمہ اربعہ کے اقوال قدیم و جدید اور صحیح و اصح اور مختار مفتی بہ کو مع استدلال کے بیان کیا ہے۔

نہایہ الکفایہ فی درایہ الہدایہ : یہ شرح ہدایہ کی امام تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ عبیداللہ محبوبی حنفی کی تصنیف ہے۔ اس شرع کا شروع ہے: نصر من اللہ وفتح قریب ھو المحمود جل شانہ۔ یہ بماہ شعبان ۶۷۳ ہجری

marfat.com

کرمان میں تمام ہوئی۔

غایہ السروجی: مصنف اس شرح ہدایہ کے ابوالعباس احمد بن سروجی قاضی مصری متوفی ۷۱۰ ہجری ہیں، لیکن یہ شرح ناتمام ہے۔ کتاب الایمان سے باقی رہ گئی تھی کہ اس کو قاضی سعد الدین محمد دیری متوفی ۸۶۷ ہجری نے کتاب الایمان سے باب المرتد تک سروجی ہی کے طرز پر چھ جلدوں میں لکھ کر تمام کردی ہے۔

تکملہ الفوائد: یہ ایک حاشیہ ہدایہ کا تھا، چونکہ اس کو شرح کے طور سے لکھا ہے، لہٰذا اس کا شمار شرح کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مصنف اس کے امام جلال الدین عمر بن محمد خبازی متوفی ۶۹۱ ہجری ہیں۔ یہ حاشیہ مکمل نہ تھا، علامہ قونوی نے اس کو پورا کر کے اس کا نام تکملہ الفوائد رکھا۔

خلاصہ النہایہ: یہ شراح ہدایہ کی نہایہ کا خلاصہ ایک جلد میں محمود بن احمد قونوی متوفی ۷۷۰ ہجری کی تصنیف سے ہے۔

غایہ البیان: یہ شرح ہدایہ کی تین جلدوں میں ہے۔ مصنف اس کے شیخ قوام الدین امیر کاتب امیر عمر اتقانی حنفی متوفی ۷۵۸ ہجری ہیں۔ علامہ اتقانی نے اس شرح کو چھتیس ۳۶ سال کی عمر میں لکھا ہے، جس کا اشارہ بڑی متانت کے ساتھ بحساب عقد انامل دیباچہ شرح میں کیا ہے اور اپنی عمر کو بتلایا ہے۔ وہ عبارت یہ ہے:

فشرعت حين جاوزت الثلاثين بعقد البنصر مع رفع الوسطى والخنصر۔ جب سبابہ و ابہام بقاعدہ مقررہ تیس کے لیے معقود ہوں اور بیچ کی انگلی اور چھوٹی انگلی کھڑی رہے اور دونوں کے بیچ کی بنصر دوبارہ گر کر ملاصق کف دست ہو تو یہ صورت چھتیس کی ہوتی ہے۔

وجہ اس شرح کی تصنیف کی یہ ہے کہ آپ سے بہت سے طلبہ پڑھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کی استدعا کی کہ آپ ہم لوگوں کے لیے ہدایہ کی ایک شرح لکھ

marfat.com

دیں۔ اس کے جواب میں اتقانی نے فرمایا کہ تم لوگوں کو نہایہ ہی کافی ہے اور اس کے مسائل بس ہیں۔ اس پر طلبہ نے جواباً یہ عرض کیا کہ نہایہ میں فقط سلف ہی کے اقوال ہیں اور کچھ نہیں۔ اس کے جواب میں اتقانی نے وجہ اعراض یوں بیان کی کہ میں کم سن ہوں اور ہدایہ بڑوں کی کتاب ہے۔ پھر طلبہ نے اس کا یوں جواب دیا کہ ہم لوگ آپ کے حال کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور شرح اصول میں آپ کے مقال اور قیل وقال کو خوب پہچانتے ہیں۔ آپ ضرور ہم لوگوں کی درخواست منظور فرمائیں۔ بالاخر اتقانی مجبور ہو کر بہ عمر ۳۶ سال بمقام دارالسلطنت قاہرہ ۱۰ ماہ ربیع الاخر ۷۲۱ ہجری میں شرح لکھنے میں مشغول ہوئے' پھر عراق جانے کا اتفاق پڑا' وہاں بھی اس کے لکھنے میں مشغول رہے اور اکثر بغداد میں رہنے کا اتفاق پڑا' وہاں بھی اس کے لکھنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ دمشق میں پہنچ کر بماہ ذی قعدہ ۷۴۱ ہجری میں اس کو ختم کر دیا۔ اگر یہ سنہ افتتاح و اختتام صحیح ہو تو زمانہ تصنیف شرح اکیس سال ہوتا ہے تو ملا کاتب چلپی کا یہ کہنا وکان جمیع مدہ الشرح ستا وعشرین سنہ وسبعہ اشھر کیسے صحیح ہوسکتا ہے اور یہ سنہ افتتاح و اختتام بھی انہیں نے لکھا ہے۔

فتح القدیر للعاجز الفقیر : یہ ہدایہ کی بڑی معتبر شرح ابن الھمام محدث علامہ حنفی کی تصنیف سے ہے۔ یہ شرح کتاب الوکالت تک دو جلدوں میں ہے۔ ابن الھمام کا نام شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد سیواسی متوفی ۸۶۱ ہجری ہے۔ ابن الھمام نے انیس برس تک بڑی تحقیق اور ضبط و اتقان کے ساتھ ہدایہ کو پڑھا' پھر اس کے بعد ان کو ہدایہ پڑھانے کا اتفاق پڑا۔ پس ہدایہ شروع کرانے کے ساتھ ہی اس شرح کا لکھنا بھی شروع کر دیا اور ابتدا اس شرح کی ۸۲۹ ہجری میں ہوئی۔ حضرت ملا علی قاری ہروی مکی نے دو جلدوں میں فتح القدیر کا حاشیہ لکھا ہے۔

marfat.com

تکملہ فتح القدیر: کا کتاب الوکالت سے آخر تک قاضی زادہ مفتی مولانا احمد شمس الدین بن بدرالدین متوفی ۹۸۸ ہجری نے لکھا ہے جو اب چھپ گیا ہے۔ قاضی زادہ بڑے زبردست علامہ تھے۔ حاشیہ مفتاح اور حاشیہ تجرید اور حاشیہ شرح وقایہ ان کی تصانیف سے ہے۔

اس فتح القدیر کو ایک جلد میں شیخ علامہ ابراہیم بن محمد حلبی متوفی ۹۵۶ ہجری نے ملخص کیا ہے۔

عنایہ: یہ بہت عمدہ شرح دو جلدوں میں شیخ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ ہجری کی تصنیف سے ہے۔ ملک روم میں یہ شرح بڑی جلیل القدر و معتبر مانی جاتی ہے۔

التوشیح: یہ ہدایہ کی بڑی شرح شیخ سراج الدین عمر بن اسحاق غزنوی ہندی متوفی ۷۷۳ ہجری کی تصنیف سے ہے۔ ان کی اور بھی ایک چھوٹی شرح چھ جلدوں میں ہے۔

کفایہ: یہ شرح ہدایہ کی محمود بن عبیداللہ بن محمود تاج الشریعہ کی ہے۔ کذا فی کشف الظنون واللہ اعلم۔ اس کی احادیث کی تخریج مولانا محی الدین عبدالقادر بن محمد قرشی نے کی ہے اور تخریج کا نام عنایہ رکھا ہے۔ محی الدین قرشی کا ۷۷۵ ہجری میں انتقال ہوا ہے۔

شرح النسفی: ہدایہ کی شرح ہے۔ مصنف اس کے امام حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ ہجری ہیں۔ طبقات تقی الدین میں (جو ابن شحنہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے) لکھا ہے کہ انہ لا یعرف لہ شرح علی الھدایہ۔ یعنی نسفی کی لکھی ہوئی ہدایہ کی کوئی شرح نہیں جانی گئی اور یہ بات پہلے بھی ہو چکی ہے کہ نسفی ہدایہ کی شرح لکھنے سے روکے گئے تھے، مگر جواہر مضیہ فی

marfat.com

طبقات الحنفیہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جب نسفی بغداد گئے تھے تو ۷۰۰ ہجری میں انہوں نے ہدایہ کی ایک شرح لکھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نہایہ : یہ شرح عینی کی کئی جلدوں میں بہت مشہور شرح ہے۔ مصنف اس کے قاضی بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ہجری ہیں۔ اس شرح کی ابتدا بماہ صفر ۸۱۷ ہجری اور اتمام بروز عاشورا بمقام قاہرہ ۸۵۰ ہجری میں ہوئی۔ جس وقت یہ شرح تمام ہوئی اس وقت عینی کی عمر نوے سال کی تھی۔

نہایہ النہایہ : یہ شرح ابن شحنہ کی فصل غسل تک پانچ جلدوں میں ہے۔ یہ شرح بہت مشہور ہے۔ ابن شحنہ کا نام علامہ ابوالید محب الدین محمد بن محمد بن محمود حلبی متوفی ۸۱۵ ہجری ہے۔ پیدائش ابن شحنہ ۷۴۹ ہجری میں ہے۔ صاحب کشف الظنون نے نہایہ کے ذکر میں وفات ابن شحنہ ۸۹۰ ہجری اور دوسری جگہ صفحہ ۲۵۸ میں ۹۲۱ ہجری بتائی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ابن شحنہ کی شرح بھی ناتمام رہ گئی ہے۔

ارشاد الروایہ فی شرح الہدایہ : مصنف اس کے مولانا مصلح الدین مصطفیٰ بن زکریا قرمانی متوفی ۸۰۹ ہجری ہیں۔

شرح اخی زادہ : یہ شرح مولانا عبدالحلیم بن محمد (اخی زادہ) متوفی ۱۰۱۳ ہجری کی تصنیف ہے۔

سلالہ الہدایہ : یہ شرح سرسید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ ہجری کی شرح کا خلاصہ علامہ ابراہیم بن احمد موصلی متوفی ۷۰۰ ہجری کی تصنیف ہے۔ اسی سلالہ الہدایہ پر ایک حاشیہ مولانا زادہ اقسرائی حنفی محب الدین محمد بن احمد متوفی ۸۵۹ ہجری نے بھی لکھا ہے۔

marfat.com

شرح خلاطی : یہ شرح ہدایہ کی علامہ علاء الدین علی بن محمد بن حسن خلاطی متوفی ۸۵۸ ہجری کی تصنیف سے ہے۔

شرح طرسوسی : یہ شرح ہدایہ کی علامہ نجم الدین ابراہیم بن علی طرسوسی حنفی متوفی ۷۵۸ ہجری نے پانچ جلدوں میں لکھی ہے۔

نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ : اس میں جمال الدین یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ ہجری نے احادیث ہدایہ کی ایسی تخریج کی ہے کہ جس سے طلبہ و کملہ کو خوب اچھی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ ہدایہ میں موضوع حدیث نہیں ہے۔ یہ کتاب لکھنؤ میں بہت عمدہ اہتمام سے چھپ گئی ہے۔

حاشیہ قاری الھدایہ : مصنفہ سراج الدین عمر بن علی کنانی متوفی ۸۲۹ ہجری ہے۔

فائدہ : مولانا مفتی ابوالسعود بن محمد عمادی متوفی ۹۸۲ ہجری نے ہدایہ کی کتاب البیع پر حاشیہ لکھا ہے اور اسی طرح مولانا محمد بن علی معروف بہ برکلی متوفی ۹۸۱ ہجری نے بھی کتاب البیع پر حاشیہ لکھا ہے اور اسی طرح بابا زادہ محمد قرمانی متوفی ۹۹۴ ہجری نے بھی حاشیہ لکھا ہے۔

شروح ہدایہ : کتاب ہدایہ کی شرح علامہ احمد بن حسن (ابن زرکشی) متوفی ۷۳۸ ہجری اور تاج الدین ابو محمد احمد بن عبدالقادر حنفی متوفی ۷۴۹ ہجری اور ابن عبدالحق ابراہیم بن علی دمشقی متوفی ۷۴۴ ہجری نے لکھی ہیں۔ اس آخرالذکر کی شرح میں آثار اور احادیث اور مذہب سلف صالح بہت ہیں اور علامہ تاج الدین ابو محمد کی شرح پر شیخ زادہ محشی (محی الدین محمد بن مصطفیٰ) متوفی ۹۵۱ ہجری نے ایک حاشیہ لکھا ہے اور علامہ تقی الدین ابوبکر بن محمد حصنی متوفی ۸۲۹ ہجری نے بھی ہدایہ کی ایک شرح

marfat.com

لکھی ہے۔

علاوہ ان مذکور علما کے اور عالموں نے بھی ہدایہ کی شرح اور اس پر حاشئے لکھے ہیں۔

ہدایہ: یہ بھی فقہ کی ایک عمدہ کتاب مصنفہ فقیہ ابو العباس احمد بن محمد بن عمر ناطفی متوفی ۴۴۶ ہجری کی ہے۔ یہی صاحب واقعات ناطفی ہیں۔

حرف الیاء

یتیمہ الدہر فی فتاوے العصر: مصنف امام ترجمانی علاء الدین حنفی متوفی ۶۴۵ ہجری ہے۔

یتیمہ الفتاوی: اس کا ذکر فتاوے تاتار خانیہ میں ہے۔

ینابیع فی معرفہ الاصول والتفاریع: قدوری کی شرح میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

ینبوع النوازل: اس کا ذکر بھی فتاوے تاتار خانیہ میں ہے۔

یواقیت: اس کا ذکر بھی فتاوے تاتار خانیہ میں ہے۔ ان پانچوں کتابوں کے حال میں اس سے زیادہ کشف الظنون میں نہیں لکھا۔

راقم الحروف نے سنوات وفیات مولفین کشف الظنون سے لکھے ہیں اور جہاں تک ممکن ہوا، تصحیح سنوات میں تحقیق کی ہے۔ فقط۔

ذکر کتب فتاویٰ حنفیہ

فتاویٰ ابی اللیث: مصنفہ فقیہ نصر بن محمد بن احمد امام الہدیٰ سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۳ ہجری ہے۔

marfat.com

فتاویٰ ابی بکر: مصنفہ علامہ محمد بن فضل بن عباس بلخی حنفی متوفی ۳۸۱ ہجری ہے۔ یہاں کشف الظنون میں ان کی وفات ۳۱۹ ہجری میں بتلائی گئی ہے۔ اگر یہ فتاویٰ امام فضلی کا ہے تو وہی سنہ مقدم صحیح ہے۔

فتاویٰ ابی القاسم: مصنفہ علامہ احمد بن عبداللہ بلخی حنفی متوفی ۳۱۹ ہجری ہے۔

فتاویٰ ابی الفضل: مصنفہ رکن الدین کرمانی حنفی، متوفی ۵۴۳ ہجری ہے۔

فتاویٰ الاسبیجابی: مصنفہ امام ابونصر احمد بن منصور حنفی متوفی تقریباً ۴۸۰ ہجری ہے۔

فتاویٰ ابی السعود: مصنفہ مفتی روم علامہ مفسر نبیہہ مولانا ابوالسعود ابن محمد عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ ہجری ہے۔ یہ فتاویٰ ترکی زبان میں ہے جس کو وقتاً فوقتاً مفتی ابوالسعود لکھ لکھ کر مستفتیوں کو عندالحاجت دیا کرتے تھے۔ اس فتاویٰ کے جامع بترتیب ابواب فقہ مولانا توزن زادہ محمد بن احمد متوفی ۹۸۳ ہجری ہیں۔

فتاویٰ ابراہیم شاہی: مصنف اس کے علامہ شہاب الدین احمد بن محمد ملقب بہ قاضی نظام الدین گیلانی جونپوری متوفی ۸۷۵ ہجری ہیں۔ یہ گیلان کے باشندے اور بڑے علامہ فقیہ حنفی المذہب تھے۔ گجرات میں آپ نے نشوونما پائی۔ سلطان عادل ابراہیم مشرقی شاہ جونپور نے آپ کو بلوا کر جونپور کا قاضی مقرر کیا۔ یہ فتاویٰ ایک مستند اور قاضی خان سے ضخیم فتاویٰ ہے۔ اس کے مصنف نے ایک سو ساٹھ کتابوں سے مسائل انتخاب کر کے یہ فتاویٰ تیار کیا ہے اور اس کو سلطان عادل ابراہیم شاہ شرقی کے نام سے نامزد کیا۔ اس کا شروع یوں ہے الحمدللہ الذی رفع منار العلم واعلی مقدارہ مزار حضرت قاضی نظام الدین مصنف فتاویٰ ابراہیم شاہی کا شہر

marfat.com

جونپور محلہ چاچک پور میں ہے۔ آپ ملک العلما قاضی شہاب الدین کے معاصر اور ان سے افقہ تھے۔

تاریخ فرشتہ: میں لکھا ہے کہ فتاویٰ ابراہیم شاہی ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپوری متوفی ۸۴۰ ہجری کی تصنیف ہے۔ جسے ابراہیم شاہ شرقی کے وقت میں لکھا ہے۔ یہ فتاویٰ ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ مگر ہندوستان کے کتب خانوں میں موجود ہے۔ چنانچہ کتب خانہ حضور نظام حیدر آباد میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے اور کتب خانہ ریاست سرکار رامپور میں بھی اس کے دو نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخہ تو کامل قلمی ۹۹ صفحوں کا کتاب الطہارت سے کتاب الفرائض تک۔ اور دوسرا ناقص الطرفین کتاب الیسوع سے کتاب الذبائح تک ہے۔ مولانا عبدالقادر بدایونی نے اس کو بھی کتب غیر معتبرہ میں شامل کر دیا ہے۔

فتاویٰ آہو: اس کا نام فتاویٰ صیرفیہ ہے۔ مصنف اس کے امام مجد الدین اسعد بن یوسف بن علی صیرفی بخاری ہیں۔ اس فتاویٰ کا شروع یوں ہے الحمدلله الواحد القهار الملك الجبار مصنف کے بعض تلامذہ کا بیان ہے کہ فتاویٰ آہو میں مصنف نے ان اماموں کے جوابات لکھے ہیں جن کے جوابوں پر قاضی کو بوقت قضا اعتماد کرنا چاہیے۔ بعض جوابات تو ائمہ کبار کی کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض جوابات ان کے جوابوں پر مقیس ہیں اور نیز اس میں کتب متقدمین اور متاخرین سے بھی بہت سے مسائل عجیبہ انتخاب کر کے لکھے ہیں۔ مصنف نے خود اس کی ترتیب و تبویب نہ کی تھی بلکہ بعض ان کے تلامذہ نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ مصنف کی اجازت اور اعانت سے اس کو مرتب کیا اور کہیں کہیں جوابوں میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے اور زوائد مضمون کی علامت قلت رکھی گئی ہے۔

فتاویٰ الانقروی: یہ ایک مستند فتاویٰ ہے جس میں اکثر مفتی بہ مسائل فقیہ

marfat.com

کو جمع کیا ہے۔ یہ فتاویٰ علمائے کرام و فقہائے عظام ممالک روم و شام کے نزدیک بڑا مقبول ہے۔ مصنف اس کے شیخ الاسلام فاضل کامل مولانا محمد بن حسینی متوفی ۱۰۹۸ ہجری ہیں۔ مصنف علام نے اپنے فتاووں کو جو ابتدائے شباب سے لکھے تھے۔ جمع کیا پھر دوبارہ نظر ثانی کر کے نہایت خوش اسلوبی سے بترتیب ابواب فقہ اس کے مسائل کو مرتب فرمایا۔ مصر میں یہ فتاویٰ چھپ بھی گیا ہے۔ یہ فتاویٰ ہندوستان میں بھی اکثر علماء و امرا کے کتب خانوں میں موجود ہے۔

فتاویٰ ابن کمال پاشا: مصنفہ علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان رومی متوفی ۹۴۰ ہجری ہے۔ یہ فتاویٰ قلمی ۴۱۰ صفحوں پر ۱۱۳۴ ہجری کا لکھا ہوا کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے۔ یہ مصنف ابن الہمام کے درجے کے تھے۔ کثرت تصانیف میں حنفیوں میں جلال الدین سیوطی کے مقابل تھے۔

فتاویٰ اسعدیہ: مصنفہ علامہ سید اسعد مدنی حسینی مطبوعہ مطبع خیریہ مصر ہے۔ یہ فتاویٰ دو جلدوں میں ہے۔

پہلی جلد ۳۶۴ صفحوں پر کتاب الطہارت سے کتاب الوقف تک ہے۔

دوسری جلد کتاب البیوع سے کتاب الفرائض تک ۴۸۴ صفحوں پر ہے۔ یہ بھی کتب خانہ رام پور میں موجود ہے۔

فتاویٰ بزازیہ: مصنف اس کے علامہ شیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب کردری حنفی متوفی ۸۶۷ ہجری ہیں۔ یہ مصنف ابن البزاز کے نام سے مشہور تھے۔ یہ ایک جامع کتاب ہے جس میں چیدہ چیدہ مسائل فتاویٰ و واقعات کے بہت سی کتابوں سے جمع کیے گئے ہیں۔ مصنف نے اس کا نام الجامع الوجیز رکھا ہے۔ شروع اس کا یوں ہے حمدا لمن دعا الی دار السلام یہ فتاویٰ ۸۱۲ ہجری میں ختم ہوا ہے۔ علما نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ یہ فتاویٰ بہت معتبر ہے۔ اس پر اعتماد کرنا چاہیے۔

marfat.com

حضرت مفتی ابو السعود مفسر فقیہ رومی علیہ الرحمہ کی شہادت اس کے معتبر و مستند ہونے کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک حکایت منقول ہے:

حکایت: حضرت مفتی ابو السعود رومی سے لوگوں نے کہا کہ آپ باوجود اتنے بڑے درجہ کے فقیہ ہونے کے مسائل مہمہ کیوں نہیں جمع کرتے اور اس بارہ میں کوئی تالیف کیوں نہیں فرماتے کہ لوگوں کو نفع عظیم پہنچے۔ مفتی صاحب نے جواباً فرمایا کہ مجھے بزازیہ کے مصنف سے شرم معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ان کے ایسے جامع فتاویٰ ہونے کے (جس میں مہمات مسائل کو چھوڑا نہیں اور جیسا کہ چاہیے خوب اچھی طرح مسائل کی تحقیق کر دی ہے) اب میں کیا لکھوں اور کیوں تحصیل حاصل کروں۔ یہی فتاویٰ ان کا کافی ہے۔ اس حکایت سے اس فتاویٰ کی عظمت و اعتبار خوب معلوم ہوتا ہے۔

غنیہ القنیہ: یہ فتاویٰ ایک مجلد میں ہے۔ شروع اس کا یوں ہے الحمدللہ علی جلیل نعمائہ مصنف اس کے علامہ محمود بن احمد بن مسعود قونوی حنفی متوفی ۷۷۰ ہجری ہیں۔

تاتار خانیہ: یہ نام ایک مشہور و معتبر فتاویٰ کا ہے جس کے مصنف علامہ فقیہ امام عالم بن علای حنفی متوفی ۶۸۶ ہجری ہیں۔ اس کی ترتیب ہدایہ کی سی ہے۔ تبرکاً اس کتاب کو ذکر علم سے شروع کیا ہے اور اس کے لیے مصنف نے ابتدا میں ایک باب خاص علم ہی کا منعقد کیا ہے۔ اس فتاویٰ کے ماخذ بہت سی کتابیں ہیں جیسے محیط برہانی اور ذخیرہ اور خانیہ اور ظہیریہ وغیرہا ہیں۔ اس میں م علامت محیط برہانی کی رکھی ہے اور باقی ماخذوں کو نام بنام بتلایا ہے۔ یہ فتاویٰ دو جلدوں میں ہے۔

جلد اول میں کتاب الطہارت سے کتاب الوقف تک ۸۵۶ صفحے ہیں۔

جلد ثانی میں کفالتہ سے وصایا تک ۹۸۲ صفحے ہیں۔ اور یہ نسخہ کامل کتب خانہ

marfat.com

ریاست رام پور میں موجود ہے۔ بعض احباب کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ حضور نظام حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ افسوس ہے کہ یہ فتاویٰ اب تک چھاپا نہیں گیا۔

چونکہ یہ فتاویٰ حسب الحکم خان اعظم تاتار خان تصنیف کیا گیا اور مصنف رحمہ اللہ نے اس کا کوئی نام نہ رکھا اس لیے تاتار خانیہ کے نام سے اس کی شہرت ہوئی اور .عضوں نے کہا ہے کہ اس کا نام زاد المسافر ہے۔ ابراہیم حلبی نے تاتار خانیہ کو مختصر کر کے ایک جلد میں کر دیا ہے۔

تتمہ الفتاویٰ: مصنفہ برہان الدین محمود بن احمد بن عبدالعزیز صاحب محیط ہے۔ اس میں صدر شہید حسام الدین کے، فتاویٰ ہیں۔ چونکہ مسائل اس کے مرتب بہ ترتیب فقہ نہ تھے۔ صدر شہید کی شہادت کے بعد کسی عالم نے اس کو مرتب کیا تھا مگر ان کی ترتیب صاحب محیط کو پسند نہ آئی۔ اس لیے صاحب محیط نے نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ اس کو مرتب کیا اور ہر مسا۔لے کو اس کے موقع پر رکھا اور بہت کتابوں سے مسائل مشکل چن کر اس میں شامل کیے اور ہر مسالے کے تحت میں روایات مختلفہ اور اقوال متباینہ جو اصول کے مشابہ تھے' زیادہ کیے۔ پھر اپنے اس مرتبہ مجموعہ فتاویٰ کا نام تتمہ الفتاویٰ رکھا۔ اس کے معتبر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

فتاویٰ تمرتاشی: یہ فتاویٰ مفتی خوارزم مولانا شیخ امام ابو محمد ظہیر الدین احمد حنفی شارح جامع صغیر کی تصنیف سے ہے۔

جواہر الفتاویٰ: مصنف اس کے امام رکن الدین ابوبکر محمد بن عبدالرشید کرمانی حنفی ہیں۔ یہ فتاویٰ کتاب الطہارت سے کتاب الشرکت تک قلمی ۳۱۴ صفحوں پر لکھا ہوا کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے۔

جہد المقل: اس کتاب میں مسائل فقہ بطور سوال و جواب بلا ترتیب ابواب

marfat.com

فقہ مذکور ہیں۔ اس کتاب کو شیخ عبداللہ بن ملا محمد مکی مفتی مکہ مکرمہ نے ۱۰۸۵ ہجری میں تصنیف کیا ہے۔ یہ کتاب دو سو صفحے تک کتب خانہ رامپور میں ہے مگر آخر کے کچھ اوراق نہیں ہیں۔

خیرۃ الفتاویٰ: اس کتاب میں مفتی بہ اقوال اصح و اصوب جمع کیے گئے ہیں۔ غیر مفتی بہ اقوال مطلق اس میں نہیں ہیں۔ مصنف اس کے امام علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن نصیرالدین ملکان برتوانی حنفی ہیں۔

خیر المطلوب فی العلم المرغوب: یہ فتاویٰ علامہ کمال الدین محمود بن احمد حصیری بخاری متوفی ۶۳۶ ہجری نے بادشاہ ناصرالدین داؤد کے لیے تصنیف فرمایا۔

خلاصتہ الفتاویٰ: مصنفہ امام ظاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری سرخسی حنفی متوفی ۵۴۲ ہجری ہے۔ یہ معتبر فتاویٰ قلمی دو جلدوں میں ہے۔ اس کے مصنف نے خزانہ الواقعات اور کتاب نصاب کی تصنیف کرنے کے بعد لوگوں کے بہت اصرار سے اس کو بطریق خلاصہ کے لکھا ہے۔ اس میں فقہیہ روایات کو بحذف زوائد جمع کیا ہے۔ یہ کتاب مفتیوں کے بڑے کام کی اور انہیں کے واسطے گویا تصنیف کی گئی ہے۔ زیلعی محدث نے اس کی حدیثوں کی تخریج بھی کی ہے۔

خزانہ الفتاویٰ: اس کے مصنف بھی وہی صاحب خلاصہ الفتاویٰ ہیں۔ یہ کتاب معتبر قلیل الوجود ہے۔ ملا کاتب چلپی نے کشف الظنون میں اس کے بارے میں لکھا ہے' وهو كتاب معتبر قليل الوجود۔

ذخیرۃ الفتاویٰ: یہ کتاب ذخیرۂ برہانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ محیط برہانی کا مختصر ہے۔ اس کے مصنف امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ بخاری ہیں۔ اس کا شروع یوں ہے الحمد لله مستحق الحمد و

marfat.com

الثناء مصنف علام نے امام صدر شہید کے فتاویٰ اور اپنے عنفوان شباب کے لکھے ہوئے فتاویٰ اور اپنے سمرقند کے لکھے ہوئے فتاویٰ کو بحسن اسلوب مرتب کیا اور اکثر مسائل کی توضیح بہ دلائل کی اور فوائد کثیرہ بے شمار جمع کر کے اپنی اس تالیف کا نام ذخیرہ رکھا۔ چنانچہ خود مصنف نے اسی مضمون کو اس کتاب کے دیباچہ میں بیان بھی کیا ہے۔

فتاویٰ قاری الہدایہ: مصنف اس کے علامہ سراج الدین عمر بن اسحٰق غزنوی ہندی حنفی متوفی ۸۲۹ ہجری ہیں۔ حدائق میں تاریخ وفات خدیو دہر لکھی ہے۔ یہ قاری الہدایہ ابن الہمام کے استاد تھے۔ برتقدیر صحت تلمذیت وفات قاری الہدایہ کی ۷۷۳ ہجری میں ہو نہیں سکتی۔ جیسا کہ کشف الظنون میں لکھا ہے کیونکہ ابن الہمام ۷۸۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علامہ مولانا محمد عبدالحیٔ لکھنوی نے تعلیقات سنیہ میں ۷۷۳ ہجری کو زلت قلم بتلایا ہے اور قاری الہدایہ کا نام عمر بن علی لکھا اور ۸۲۹ ہجری کو وفات کا سنہ صحیح بتلایا ہے۔

فتاویٰ قاضی خان: اسی کو خانیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ نہایت معتبر اور مقبول اور متداول اور حکام اور مفتیوں کے پیش نظر رہنے کی چیز ہے۔ علماء فقہاء کے نزدیک اس مسائل کا بڑا اعتبار ہے۔ اس میں کثیر الوقوع مسائل بہت ہیں۔ جن کی بسا اوقات بہت حاجت پڑتی ہے اور ترتیب بھی اس کی بہت ہی عمدہ رکھی ہے۔ اور جس مسالے میں متاخرین کے بہت سے اقوال ہوتے ہیں وہاں ایک یا دو قول جو مفتی بہ ہوتے ہیں اسی کو یہ لکھتے ہیں جیسا کیہ قاضی خان نے خود ہی اس کے دیباچہ میں بیان کر دیا ہے۔ قاضی خان مجتہد فی المسائل تھے۔ ان کی تصحیح دوسروں کی تصحیح پر مقدم ہے کیونکہ وہ فقیہ النفس تھے۔ مقدمے میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

فتاویٰ قاسمیہ: مصنف اس کے علامہ محدث فقیہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی تلمیذ ابن الہمام ہیں۔ علامہ مذکور نے ابن حجر عسقلانی اور قاری الہدایہ سے حدیث

marfat.com

پڑھی۔ یہ ۸۰۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۸۷۹ ہجری میں انہوں نے انتقال کیا ہے۔

فتاویٰ ولوالجیہ : مصنف نے اس کتاب میں مہتم بالشان مسائل صدر شہید کی کتاب الجامع لنوازل الاحکام کے مسائل کی تفصیل کر کے بہت سے واقعات مہمہ بھی شامل کیے اور امام محمد صاحب کی کتابوں سے بھی بہت سے مسائل اور فوائد قواعد اس میں بڑھائے تاکہ یہ کتاب مسائل و قواعد فقہیہ کے لیے جامع کتاب ہو جائے۔ اس کا شروع یوں ہے الحمدللہ الذی جعل العلم حجہ الاسلام اس کے مصنف کا نام کشف الظنون میں اس طرح لکھا ہے۔ مصنف اس کے علامہ ظہیرالدین ابوالمکارم اسحٰق بن ابوبکر حنفی متوفی ۷۱۰ ہجری ہیں۔ واللہ اعلم۔ مقدمے میں ولوالجی کی پیدائش ۴۶۷ ہجری میں اور وفات ۵۴۰ ہجری میں لکھی گئی ہے۔

فتاویٰ خیریہ : مصنف اس کے علامہ خیرالدین بن احمد بن علی رملی حنفی متوفی ۱۰۸۱ ہجری ہیں۔ یہ فتاویٰ بہت معروف و مشہور ہے۔ راقم الحروف کے پاس فتاویٰ خیریہ موجود ہے۔ فی الواقع یہ فتاویٰ حاوی مسائل کثیرۂ مفیدہ ہے۔ مقدمے میں رملی کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔

فتاویٰ الطرسوسی : مصنف اس کے علامہ نجم الدین ابراہیم بن علی حنفی متوفی ۷۵۸ ہجری ہیں۔

فتاویٰ رستغفنی : مصنف اس کے امام ابوالحسن علی بن سعید رستغفنی حنفی متوفی ۳۴۳ ہجری ہیں۔ یہ شمس الائمہ حلوانی سے پہلے گزرے ہیں۔ یہ امام ابو منصور ماتریدی کے اصحاب سے تھے۔

فتاویٰ الوبری : مصنف اس کے ابوعبداللہ الوبری حنفی متوفی ۶۰۸ ہجری ہیں۔ کذا فی کشف الظنون۔

marfat.com

فتاویٰ عتابیہ: مصنفہ امام احمد بن محمد ابو نصر عتابی تلمیذ شمس الائمہ کردری متوفی ۵۸۶ ہجری ہے۔ عتابی کا ذکر مقدمے میں ہو چکا ہے۔ یہ فتاویٰ بڑی چار جلدوں میں ہے۔

فتاویٰ سراجیہ: مصنف اس کے علامہ مولانا سراج الدین اوشی ہیں۔ یہ بہت معتمد فتاویٰ ہے۔ اس کی تصنیف سے شہر اوش میں بروز دو شنبہ بماہ محرم الحرام ۵۶۹ ہجری میں مصنف کو فراغت ملی۔ اس میں ایسے ایسے نوادر واقعات ہیں جو اور کتابوں میں نہیں ملتے۔ مولانا جوے زادہ نے کہا ہے کہ فتاویٰ مذکور کے آخر میں میں نے یہ عبارت خود دیکھی ہے: قال المصنف وقع الفراغ یوم الاثنین من محرم تسع وستین و خمسمائه باوش علی ید علی بن عثمان بن محمد التیمی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سراج الدین مصنف کا لقب اور علی نام تھا۔ منیۃ المصلی کے ماخذوں سے یہ بھی ایک ماخذ ہے۔

فتاویٰ ظہیریہ: مصنف اس کے علامہ ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد قاضی محتسب بخارا حنفی بخاری متوفی ۶۱۹ ہجری ہیں۔ شروع اس کا یوں ہے: الحمد لله المتفرد بالعلاء المتوحد بالبقاء۔ مصنف نے اس کے دیباچے میں یہ ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کے سوا میں نے اور بھی ایک کتاب واقعات نوازل کی تصنیف کی ہے اور اس میں ایسے ایسے مسائل ہیں کہ جن کی بہت زیادہ حاجت لوگوں کو ہوتی ہے اور علاوہ ان کے بہت سے فوائد بھی اس میں بڑھائے گئے ہیں اور علامہ بدر الدین ابو محمد محمود احمد عینی حنفی نے اس فتاویٰ ظہیریہ کو منتخب کیا ہے اور جو مسائل کہ بہت ضروری تھے' ان سب کو چھانٹ کر الگ ایک مستقل کتاب بنالی اور اس منتخب کا نام المسائل البدریه المنتخبه من الفتاوی

marfat.com

الظہیریہ رکھا۔ علامہ عینی نے اپنے اس منتخب کی تعریف میں یہ کہا ہے "یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں متقدمین کی کتابوں کے ایسے ایسے مسائل ہیں جن سے علمائے متاخرین کو استغنا نہیں ہے۔ بہرحال فتاویٰ ظہیریہ ایک مستند کتاب ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ عینی جیسا علامہ فقیہ اس کو منتخب کرتا ہے۔

فتاویٰ حامدیہ : یہ فتاویٰ چار جلدوں میں واقعات مسائل کا مجموعہ ہے۔ مصنف اس کے مولانا حامد بن محمد قونوی مفتی روم متوفی ۹۸۵ ہجری ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی نے اسی کی تنقیح کی ہے جو راقم الحروف کے پاس چھپی ہوئی موجود ہے۔

فتاویٰ الحنفیہ : اس میں حنفیوں کے وہ فتاویٰ ہیں جن کو ہرات میں علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ ہجری نے بذات خود لکھے تھے۔ گو علامہ شافعی المذہب تھے۔ مگر مذہب حنفی کے بھی عالم اور فقیہ اور جامع العلوم کثیر التصانیف محقق تھے۔

فتاویٰ الکبریٰ: اس کے مصنف امام صدر شہید حسام الدین عمر بن عبدالعزیز شہید ۵۳۶ ہجری ہیں۔ یہ فتاویٰ قلمی ۴۴۶ صفحوں پر لکھا ہوا کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے۔ اسی کی تبویب علامہ نجم الدین یوسف بن احمد خاص نے کی ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ صدر شہید کے فتاویٰ صغریٰ کی تبویب علامہ مذکور نے کی ہے۔

فتاویٰ الصغریٰ : اس کے مصنف بھی صدر شہید ہیں اور علامہ نجم الدین یوسف مذکور نے اس کی بھی تبویب کی ہے۔ جیسے کہ فتاویٰ کبریٰ کی کی ہے۔ الحاصل علامہ مذکور نے دونوں کی تبویب کی ہے۔

فتاویٰ الخاصی : اس کا نام فتاویٰ کبریٰ ہے۔ مولف اس کے علامہ قاضی نجم الدین یوسف بن احمد خاص خوارزمی ہیں جو فطیس کے نام سے مشہور تھے۔ حقیقت

marfat.com

میں یہ صدر شہید کے فتاویٰ تھے۔ قاضی صاحب نے ان کی تبویب کی ہے۔ اس میں صدر شہید کے متفرقات فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں۔

فتاویٰ شہابیہ : مصنف اس کے امام شہاب الدین حنفی متوفی ۵۳۶ ہجری ہیں۔ کذا فی کشف الظنون۔

عمدۃ الفتاویٰ : مصنفہ امام صدر شہید نے اس میں کثیر الوقوع مسائل کو بیان کیا ہے۔ گو یہ ایک مختصر مجلد ہے مگر بہت مفید کتاب ہے۔ علامہ ابن نجیم مصری نے اس کا ذکر اپنی کتاب بحر رائق میں کیا ہے۔

فتاویٰ شمس الائمہ : مصنف اس کے شمس الائمہ ابو محمد عبدالعزیز بن احمد بن نصر حلوانی حنفی ہیں۔ مقدمے میں شمس الائمہ حلوانی کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔

فتاویٰ زینیہ : مصنف اس کے علامہ زین الدین بن ابراہیم بن نجیم مصری حنفی اور جامع اس کے مصنف کے فرزند مولانا احمد ہیں۔ اس فتاویٰ میں چار سو سوال و جواب ہیں اور مصنف کے بہت سے فتاویٰ ابن مصنف جمع نہیں کر سکے۔ اصلی مصنف کا انتقال اور اس کی تالیف ۹۶۵ ہجری میں ہوئی۔

فتاویٰ الصغریٰ : مصنف اس کے امام فقیہ ابوالحسن عطا بن حمزہ سغدی سمرقندی حنفی ہیں۔ یہ پانچویں صدی کے فقہاء سے تھے۔

فتاویٰ الجخندی : یہ فتاویٰ ایک مجلد ضخیم میں ہے۔ اس میں مولف نے اپنے والد عمر بن محمد ترجمانی اور اپنے زمانے کے اکابر فقہاء کے فتاویٰ جمع کیے ہیں۔ (جیسے علی بن احمد کرباسی اور ابو حامد فضل بن محمد بن علی فقہی اور علی بن سلیمان نجندی اور عمر بن علی ادیبی اور عبدالرحیم حلبی اور ابو عبداللہ وبری معروف بہ حمیری اور یوسف بن محمد ترجمانی اور ابوالفضل کرمانی اور برہان الائمہ عمر بن عبدالعزیز اور حسن بن

marfat.com

علی مرغینانی اور عمر نسفی اور محمد بن یوسف علی اور ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم دبری اور ابوذر خطی اور عبدالسید خطی اور یوسف بن محمد بلالی اور احمد الحجر اور عبدالعزیز بن احمد حلوانی اور علی سغدی رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں) مگر کشف الظنون میں فتاویٰ الجندی کے مولف کے نام کی تصریح نہیں کی ہے۔

فتاویٰ حمادیہ : مصنف اس کے مولانا ابوالفتح رکن بن حسام مفتی ناگوری ہیں۔ یہ فتاویٰ دو جلدوں میں ۱۲۴۱ ہجری میں کلکتے میں چھپا ہے۔ مصنف نے دیباچہ فتاویٰ میں اس کا ماخذ دو سو پانچ کتابوں کو بتلایا ہے اور سب کا نام تفصیل کے ساتھ گنا دیا ہے۔

فتاویٰ عزیزیہ : مصنف اس کے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز عمری حنفی دہلوی متوفی ۱۲۳۹ ہجری ہیں۔ یہ فتاویٰ دو جلدوں میں کئی سال ہوئے طبع ہوا ہے۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ علوم حدیث و فقہ حنفی کی خدمت جیسی آپ کی ذات سے ہوئی' ایسی کسی اور سے ہندوستان میں نہیں ہوئی۔

فتاویٰ ارشادیہ : مصنف اس کے حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین صاحب رامپوری ہیں۔ یہ فتاویٰ ہنوز چھپا نہیں۔ کئی جلدوں میں ہے مگر راقم الحروف نے اس کی ایک جلد کلاں بخدمت محب الفقراء والمساکین الداعی الی سبیل مولاہ مولانا محمد سلامت اللہ صاحب اعظم گڑھی متوطن رامپوری دیکھی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری : یہ فتاویٰ کلاں چھ جلدوں میں مطبوع ہے۔ یہ کتاب مستطاب بڑی مقبول و متداول ہے۔ علمائے ہند و عرب و فقہائے روم و شام اکثر اسی سے فتاویٰ لکھتے ہیں۔ بحکم سلطان الہند ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ اکابر علمائے ہند نے بڑی بڑی کتابوں سے (جو سلطان مشار الیہ کے کتب خانے میں تھیں) ضروری مسائل منتخب کر کے اس فتاویٰ کو جمع کیا اور رئیس الجامعین مولانا شیخ

marfat.com

نظام رحمہ اللہ تھے۔ عالمگیر کی ہمت اسی طرح منعطف تھی کہ اس میں مفتی بہ اقوال جمع کیے جائیں۔ مگر یہ امر نہایت دشوار تھا۔ بالآخر اس میں تو ہر درجہ کی کتابوں سے مسائل لیے گئے ہیں۔ تاہم اس خوش اسلوبی کے ساتھ (کہ جو مسالہ جس کتاب سے لکھا گیا اسی جگہ بالتصریح اس کا نام بھی ساتھ ساتھ بتلایا گیا) دوسری کوئی کتاب فتاویٰ کی ایسی جامع و حاوی نہیں۔ اس فتاویٰ کی تالیف سے عالمگیر بہت محظوظ و خوش ہوا اور اس کے مولفوں کو دو لاکھ روپے عطا فرمائے۔ یہ فتاویٰ دربار مصر میں اور ایک بار کلکتے میں بہت ہی صحیح چھپ گیا ہے۔ اور مطبع منشی نو لکشور میں بھی دو بار چھپا ہے۔ شروع اس فتاویٰ کا یوں ہے: الحمد لله المنفرد بوضع الشرايع والاحكام الخ اس میں باستقرائے راقم الحروف مسائل منقولہ مندرجہ ذیل کتابوں سے لیے گئے ہیں:

(۱) شرح وقایہ (۲) قدوری (۳) کافی (۴) ہدایہ (۵) منیتہ المصلی (۶) شرح الطحاوی (۷) فتح القدیر (۸) محیط برہانی (۹) محیط سرخسی (۱۰) جامع صغیر (۱۱) مبسوط (۱۲) شرح جمع کبیر حصیری (۱۳) منتقی (۱۴) ظہیریہ (۱۵) خلاصہ (۱۶) مضمرات (۱۷) فتاویٰ قاضی خان (۱۸) بحر الرائق (۱۹) ذخیرہ (۲۰) تاتار خانیہ (۲۱) تبیین الحقائق (۲۲) مختارات النوازل (۲۳) تمرتاشی (۲۴) معراج الدرایہ (۲۵) السراج الوہاج (۲۶) برجندی (۲۷) شرح النقایہ لابی المکارم (۲۸) فتاویٰ برہانیہ (۲۹) جوہرہ نیرہ (۳۰) نہایہ (۳۱) کفایہ (۳۲) بدائع (۳۳) غایہ السروجی (۳۴) اختیار (۳۵) شرح مختار (۳۶) فصول عمادیہ (۳۷) تہذیب (۳۸) وجیز کردری بزازیہ (۳۹) جواہر الاخلاطی (۴۰) غایہ البیان (۴۱) حاوی القدسی (۴۲) فتاویٰ الصغریٰ (۴۳) فتاویٰ الکبریٰ (۴۴) خزانہ الفتاویٰ (۴۵) مختار الفتاویٰ (۴۶) فتاویٰ سراجیہ (۴۷) التجنیس والمزید (۴۸) فتاویٰ غیاثیہ (۴۹) فتاویٰ عتابیہ (۵۰) خزاین المفتین (۵۱) نہرالفائق (۵۲) کنزالدقائق (۵۳) عینی شرح کنز (۵۴) قنیہ (۵۵) شرح جامع

marfat.com

صغیر قاضی خان (۵۶) ینابیع (۵۷) نقایہ (۵۸) عنایہ (۵۹) ایضاح (۶۰) شرح مجمع البحرین (۶۱) تنویر شرح جامع کبیر (۶۲) فتاویٰ نسفیہ (۶۳) خزانہ الفقہ (۶۴) ملتقط (۶۵) شرح منیہ حلبی (۶۶) الزاد (۶۷) شمنی (۶۸) شرح مبسوط سرخسی (۶۹) شرح منیہ ابن امیر حاج (۷۰) فتاویٰ آہو وغیرہا۔

فائدہ : فتاویٰ عالمگیری کے مولفوں سے چھ شخصوں کے نام بہت تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوئے۔ سب سے زیادہ اس کے مشکلات کے حل کرنے والے ایک مولانا سید نظام الدین ٹھٹھوی تھے جو بڑے افقہ اور جملہ علوم کے اعلم تھے اور دوسرے ملا حامد جونپوری معلم شہزادۂ محمد اکبر تھے اور تیسرے قاضی مولانا محمد حسین جونپوری تھے۔ انہوں نے اس کی تالیف میں بڑی کوشش کی ہے۔ یہ شاہجہان کے وقت میں جونپور کے قاضی اور عالمگیر کے وقت میں الہ آباد کے قاضی تھے اور چوتھے مولانا محمد ابوالخیر ٹھٹھوی تھے۔ جنھوں نے اس فتاویٰ کے جمع کرنے میں بڑی مشقت کی۔ اور پانچویں ملا محمد جمیل صدیقی جونپوری تھے۔ آپ کو عالمگیر بادشاہ نے جونپور سے خاص کر اسی کام کے لیے بلوایا تھا۔ اور چھٹے مولانا جلال الدین محمد مچھلی شہری جونپوری تھے۔ حصہ اول فتاویٰ عالمگیری آپ ہی کا تالیف ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی علماء تھے جن کے نام اس وقت تک راقم الحروف کو نہیں ملے۔ ٹھٹہ ایک شہر کا نام ہے جو سندھ کے ملک میں ہے۔

الفتاویٰ النسفیہ : مصنف اس کے علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی صاحب المنظومہ متوفی ۵۳۷ ہجری ہیں۔ یہ مصنف نجم الدین علامہ سمرقند کے نام سے مشہور ہے۔

خزانہ الفتاویٰ : اس میں غریب مسائل بہت ہیں اور کتب فتاویٰ سے اس کو منتخب کیا ہے۔ یہ ایک جلد میں ہے۔ مصنف اس کے صاحب مجمع الفتاویٰ علامہ احمد بن

marfat.com

محمد بن ابوبکر حنفی ہیں۔

کنز الفتاویٰ: یہ بھی صاحب خزانہ الفتاویٰ کی تصنیف سے ہے۔

مجمع الفتاویٰ: مصنف اس کے علامہ احمد بن محمد بن ابوبکر حنفی ہیں۔ مصنف نے اسی کا مختصر کر کے خزانہ الفتاویٰ نام رکھا۔ اس کا ماخذ کتب علمائے متقدمین و متاخرین ہے۔ جیسے فتاویٰ کبریٰ و صغریٰ صدر شہید و فتاوائے ابوبکر محمد بن فضل بخاری و فتاوائے شیخ محمد بن ولید سمرقندی و فتاوائے ابوالحسن رستغفنی و فتاوائے عطاء بن حمزہ ناطفی و غریب الروایات و منتقی و شرح منتسب جصاص و ملتقط ابوالقاسم و تحفہ الفقہاء و بدیع العین و جامع ظہیرالدین و فتاویٰ مولانا ابوالسعود حنفی مفتی روم و فتاوائے ابن کمال باشا' و فتاوائے علامہ جوی زادہ و مولانا سعدی آفندی وغیرہا مما یطول ذکرہ۔ یہ بہ ترتیب ابواب فقہ مرتب ہوئی۔

الوجیز فی الفتاویٰ: مصنف اس کے امام برہان الدین محمود بن احمد صاحب محیط برہانی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس کے مصنف محیط رضوی والے ہیں۔ اس کی ترتیب ہدایہ کی سی ہے۔

فتاویٰ نقشبندیہ: مولفہ حضرت خواجہ معین الدین محمد بن خواجہ خاوند محمود نقشبندی ہے۔ سلطان عالمگیر کے عہد میں اس کی تصنیف ہوئی ہے۔ ۱۰۷۳ ہجری کی لکھی ہوئی ۴۴۶ صفحوں پر کتب خانہ سرکار ریاست رامپور میں موجود ہے۔

فتاوائے شرفیہ: مولفہ مولانا شرف الدین رامپور ہے۔ کتاب الطہارت سے کتاب الوصایا تک ہے۔ خطبہ فتاوائے مذکور علامہ مفتی سعد اللہ رحمہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ فتاویٰ چھاپا نہیں گیا۔ اس کا ایک نسخہ قلمی کتب خانہ سرکار ریاست رامپور میں (۳۴۴) صفحوں پر لکھا ہوا موجود ہے۔

marfat.com

یتیمہ الدہر فی فتاویٰ العصر: مصنف اس کے حضرت امام ترجمانی علاء الدین حنفی متوفی ۶۴۵ ہجری ہیں۔

مجموعہ الفتاویٰ: یہ مولانا محمد عبدالحیٔ لکھنوی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو ان کے انتقال کے بعد تین جلدوں میں چھپا ہے۔ اس کی تیسری جلد تو خاص مولانا مرحوم نے اس طور پر لکھی ہے کہ خود ہی سوال قائم فرما کر جواب دیا ہے اور اول و دوم جلد میں اکثر فتاویٰ علمائے ہند کے ہیں جن پر مولانا کی صرف تصویب ہے اور بعض فتوے ایسے بھی ہیں کہ جن میں مولانا کی تصویب تو ہے مگر اصل مفتی کا نام مذکور نہیں۔ چنانچہ جلد دوم کا وہ فتویٰ جو قرات ضاد و ظا کے متعلق ہے' اس کی یہی حالت ہے۔ اور اس مجموعہ فتاویٰ میں بہت ایسے فتوے بھی ہیں جن کو اس زمانے کے علماء پسند نہیں کرتے۔ اور اس میں قیام میلاد کے بارے میں دو فتوے متعارض بھی ہیں۔ افسوس کہ مولانا نے اس پر نظر ثانی نہ کی اور آپ کے انتقال کے بعد نفع خاص و رفاہ عام کے لیے چھاپ دیا گیا۔

غنیتہ الفتاویٰ: یہ کتاب مولانا محمود بن احمد قونوی متوفی ۷۷۰ ہجری کی تصانیف سے متداول و مقبول ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے۔ فتاویٰ افطس اور فتاوائے خواہر زادہ اس کا ماخذ ہے۔ اس کی شرح اوزاعی نے پانچ جلدوں میں کی ہے۔

الفتاویٰ الصوفیہ: فی طریق البہائیہ۔ اس کے مصنف علامہ فضل اللہ محمد بن ایوب ہیں۔ مولانا برکلی نے کہا ہے کہ یہ کتب معتبرہ سے نہیں ہے۔ اس کے کل مضمون پر عمل کرنا جائز نہیں جب تک کہ اصول کے موافق اس کے مسائل نہ ہوں۔ اس مصنف کی تصانیف سے عمدۃ الابرار اور عمدۃ الاخیار بھی ہے۔

فتاوائے عونیہ: اس کا نام النفحات الازہریہ فی الفتاویٰ العونیہ ہے۔ مصنف اس کے شمس الدین بن محمد بن علی بن طولون حنفی متوفی ۹۵۳ ہجری ہیں۔ انہوں نے

marfat.com

اس کو اپنے استاد برہان شاغوری کے فتاویٰ سے چن کر جمع کیا ہے۔ کئی جزوں میں یہ فتاویٰ ہے۔

فتاوائے جلالیہ: یہ فتاویٰ علامہ جلال الدین بن احمد بن یوسف حنفی کی تصنیف سے ہے اور کہتے ہیں کہ ان کا نام رسولا ترکمانی حنفی متوفی ۷۹۳ ہجری ہے۔ یہ فتاویٰ نظم میں چار جلدوں میں ہے۔

فتاوائے ودودیہ: یہ فتاویٰ جو ایک مجلد ہیں ہے اور کلکتہ میں چھپ گیا ہے اس میں مفید مفید فتوے ہیں۔ مصنف اس کے علامہ ادیب فقیہ مولوی عبدالودود صاحب عم فیضہ ہیں جو سابق میں مدرسہ چاٹگام کے مدرس اول تھے۔ اور اب کلکتہ میں مسکن گزیں ہیں۔

marfat.com

خاتمہ الکتب

حنفیوں کی چند تفسیروں کے نام

نمبر/نام تفسیر	نام مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ	سن وفات
۱۔ تفسیر وکیع	امام وکیع بن جراح کوفی شاگرد امام اعظم حنفی	۱۹۷ہجری
۲۔ تفسیر النسفی	قاضی امام حافظ الدین حنفی حنفی	۲۹۵
۳۔ تفسیر الماتریدی	امام محمد بن محمد امام المتکلمین حنفی	۳۳۳ہجری
۴۔ تفسیر ابو اللیث	نصر بن محمد فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی	۳۷۳ہجری
۵۔ تفسیر کشاف ۲ مجلد	علامہ ابو القاسم محمد بن محمود زمخشری حنفی	۵۳۸ہجری
۶۔ تفسیر الغزنوی	ابو الحسن علی بن عراق غزنوی حنفی	۵۰۳ہجری
۷۔ تفسیر الحنفی مجلد ۲۰	علامہ محمد بن عبدالرحمن بخاری زاہد حنفی	۵۴۶ہجری
۸۔ تفسیر العتابی	امام ابو نصر احمد صاحب فتاوائے عتابیہ حنفی	[illegible]
۹۔ التفسیر الکبیر ۳۰ مجلد	شمس الدین ابو المظفر یوسف سبط ابن جوزی حنفی	۶۵۴ہجری
۱۰۔ تفسیر ابو المعالی ۷ مجلد	برہان الدین احمد بن محمد حنفی حنفی	[illegible]
۱۱۔ تفسیر السدیدی	سدید الدین عبدالعزیز بن احمد حنفی	۶۴۳ہجری
۱۲۔ مدارک التنزیل ۲ مجلد	حافظ الدین نسفی صاحب کنز الدقائق حنفی	۷۱۰ہجری

marfat.com

۱۳- تفسیر سراج الدین	علامہ ابو حفص عمر بن اسحٰق محدث ہندی متوفی	۷۷۳ ہجری
۱۴- تفسیر البابرتی	علامہ اکمل الدین محمد صاحب عنایہ متوفی	۷۸۶ ہجری
۱۵- کشف التنزیل ۲ مجلد	ابو بکر بن علی مصری حدادی فقیہ متوفی	۸۰۰ ہجری
۱۶- تفسیر الزہراوین(۱)	علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی	۸۱۶ ہجری
۱۷- تبصیر الرحمٰن ۲ مجلد مشہور بہ رحمانی	علی بن احمد صائی گجراتی متوفی	۸۳۵ ہجری
۱۸- تفسیر بحر مواج	ملک العلماء قاضی شہاب الدین جونپوری متوفی	۸۴۸ ہجری
۱۹- تفسیر ابن الضیاء	علامہ شیخ محمد بن احمد مکی متوفی	۸۵۴ ہجری
۲۰- ذخیرۃ الفقرنی تفسیر سورۃ العصر	شمس الدین محمد حلبی ابن امیر حاج شارح منیہ متوفی	۸۷۶ ہجری
۲۱- تفسیر الجامی	نور الدین عبد الرحمٰن مصنف شرح جامی متوفی	۸۹۸ ہجری
۲۲- تفسیر الفاتحہ	معین الدین فراہی مصنف معارج النبوت متوفی	۹۰۷ ہجری
۲۳- المواہب العلیہ مشہور بہ تفسیر حسینی	حسین بن علی واعظ کاشفی متوفی	۹۱۰ ہجری
۲۴- جواہر التفسیر	تفسیر فارسی بقرہ و آل عمران۔ از مصنف مذکور	

(۱) زہراوین بقرہ و آل عمران کو کہتے ہیں۔

marfat.com

۲۵- تفسیر ابن کمال باشا	علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان رومی متوفی	۹۴۰ ہجری
۲۶- ارشاد(۱) العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم	شیخ الاسلام مفتی ابو السعود عمادی متوفی	۹۸۲ ہجری
۲۷- سواطع الالہام تفسیر غیر منقوط	شیخ فیض اللہ فیضی شاعر دربار اکبر بادشاہ، متوفی	۱۰۰۰ ہجری
۲۸- تفسیر القرآن	جامی ثانی علامہ یعقوب صرفی متوفی	۱۰۰۳ ہجری
۲۹- عقد الجوہر تفسیر سورۃ الکوثر	شیخ عمر بن نجیم صاحب نہر فائق فقیہ متوفی	۱۰۰۵ ہجری
۳۰- تفسیر القاری	ملا علی قاری- علی بن سلطان محمد ہروی مکی متوفی	۱۰۱۴ ہجری
۳۱- روح البیان ۶ مجلد	علامہ شیخ اسمٰعیل حقی افندی تاریخ تصنیف	۱۱۱۷ ہجری
۳۲- تفسیر احمدی (۲)	ملا جیون استاد عالمگیر بادشاہ متوفی	۱۱۳۰
۳۳- تفسیر کلام اللہ	نور الدین بن محمد احمد آبادی متوفی	۱۱۵۵ ہجری
۳۴- فتح الرحمٰن	مولانا شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی متوی	۱۱۷۶ ہجری
۳۵- جامع الصغیر	مولانا رستم علی قنوجی شارح منار متوفی	۱۱۷۸ ہجری
۳۶- تفسیر مظہری	بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، متوفی	۱۲۲۵ ہجری
۳۷- فتح العزیز ۲ مجلد	مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی	۱۲۳۹ ہجری
۳۸- موضح القرآن	مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی متوفی	۱۲۴۲ ہجری

(۱) فخر رازی کی تفسیر کبیر کے حاشیہ پر تفسیر امام ابو السعود کی مصر میں طبع ہو گئی ہے۔
(۲) اکیس سال کی عمر میں ملا جیون نے یہ تفسیر لکھی ہے۔

marfat.com

۳۹-	نظم الجواہر	محمد ولی اللہ بن مفتی احمد علی فرخ آبادی متوفی	۱۲۴۹ ہجری
۴۰-	تفسیر رؤفی اردو	شاہ رؤف احمد شاگرد شاہ عبد العزیز متوفی	۱۲۵۳ ہجری
۴۱-	زاد الآخرۃ منظوم اردو، ۴ مجلد	قاضی عبد السلام بدایونی، اس میں دو لاکھ اشعار ہیں۔ متوفی	۱۲۵۷ ہجری
۴۲-	جامع التفاسیر ا مجلد اردو	مولانا نواب محمد قطب الدین خان محدث دہلوی متوفی	۱۲۸۹ ہجری
۴۳-	تفسیر اکسیر اعظم اردو	مولوی احتشام الدین مراد آبادی متوفی	۱۳۰۰ ہجری
۴۴-	تفسیر حقانی اردو	مولانا ابو محمد عبد الحق دہلوی، سلمہ اللہ تعالیٰ	
۴۵-	خلاصہ التفاسیر اردو	ملا فتح محمد تائب لکھنوی سلمہ اللہ تعالیٰ	

واضح رہے کہ ان تفسیروں کے علاوہ اور بھی حنفیوں کی لکھی ہوئی بہت سی تفسیریں ہیں۔ زیادہ تفحص کر کے لکھنے کی حاجت نہیں۔ حنفیوں کی مسرت کے واسطے اسی قدر کفایت ہے۔

یا اللہ العالمین اس کتاب سے ہمارے حنفی بھائیوں کو تو نفع پہنچا اور مجتہد معظم حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے طفیل سے میرا انجام بخیر کر۔ آمین ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک روف رحیم اللھم صل وسلم علی قائد الغر المحجلین محمد والہ وصحبہ واتباعہ وعلینا معھم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین والحمدللہ رب العالمین۔

marfat.com

ضمیمہ

تذکرہ علماء

مفید المفتی ایک صدی قبل شائع ہوئی تھی جس کے بعد یہ کتاب نایاب ہو گئی۔ اس مفید عام کتاب کو شائع کرنے کا پروگرام بنا تو مناسب سمجھا گیا کہ اس میں ان علماء کے حالات کا اضافہ کر دیا جائے جنہوں نے چودھویں صدی ہجری میں علمی خدمات انجام دیں اور کتاب کی اولین اشاعت کے بعد علم و عرفان کے افق پر طلوع ہوئے۔ ہم صرف برصغیر پاک و ہند کے علماء کو اس فہرست میں شامل کر سکے ہیں اور اس میں بھی اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

سید ارشاد احمد عارف

(مدیر خصوصی)

marfat.com

امام احمد رضا خان بریلویؒ

مولانا نقی علی خان کے ہاں بریلی میں ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق جون ۱۸۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ تیرہ برس دس ماہ کی مختصر سی عمر میں درسیات کی تکمیل کی اور چودھویں برس میں فتاویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ پھر یہ سلسلہ عمر بھر جاری رہا۔ اپنے والد کے علاوہ جناب مرزا غلام قادر بیگ اور علامہ عبدالعلی رام پوری سے علمی اور حضرت سید آل رسول مارہروی سے روحانی استفادہ کیا۔ پیر و مرشد کی طرف سے اجازت و خلافت بھی عطا ہوئی۔ ۱۲۹۵ھ میں پہلی بار حج کی سعادت حاصل ہوئی تو شیخ عبدالرحمٰن سراج مفتی احناف مکہ نے فقہ' علامہ احمد زینی دحلان مکی نے حدیث اور شیخ حسین بن صالح جمیل اللیل شافعی نے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت کے علاوہ حدیث کی سند سے نوازا۔ دوسری بار ۱۳۲۳ھ میں حرمین شریفین کی حاضری ہوئی تو علماء حرمین نے نہ صرف آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور سندیں لیں' بلکہ آپ کے تبحر علمی کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔

پچاس سے زیادہ علوم میں مہارت کا ثبوت ہزاروں صفحات پر پھیلی آپ کی وہ کتابیں ہیں جن کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ ان میں تفسیر القرآن' حدیث' فقہ' تصوف و اخلاق' تاریخ و سیر' ادب' نحو' لغت' زیجات' جبر و مقابلہ' ارثماطیقی' لوگارثم' ریاضی' جفر و تکسیر' فلسفہ و منطق شامل ہیں۔ آپ کا ترجمہ قرآن مجید اردو' زبان و ادب کا شہ پارہ اور پہلا بامحاورہ ترجمہ ہے جو سلاست اور شگفتگی میں اپنی مثال آپ

marfat.com

ہے۔ اس ترجمے میں علم القرآن کی نزاکتوں کو ملحوظ رکھ کر امام احمد رضا خاں نے وہ کارنامہ سرانجام دیا ہے جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

فتاویٰ رضویہ' فقہ اور قانون کے میدان میں آپ کی ژرف نگاہی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ ۱۲ جلدوں پر مشتمل یہ فتاویٰ زندگی کے اہم مسائل میں رہنمائی اور روزمرہ کی قانونی اور معاشرتی الجھنوں کا اسلامی حل پیش کرتا ہے۔ اس میں انفرادی (پرسنل) اور اجتماعی (پبلک) معاملات زیر بحث آئے ہیں اور فاضل مصنف نے اپنی خداداد فقہی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔

آپ نے تصنیف' تدریس اور فتویٰ نویسی کے میدان میں یادگار علمی ورثہ چھوڑا اور ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بہ مطابق ۱۹۲۱ء کو بریلی میں انتقال فرمایا۔

شاگردوں میں حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں' مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی' مولانا ظفرالدین بہاری' مولانا امجد علی اعظمی (بہار شریعت) مولانا سید دیدار علی شاہ الوری' وہ یگانہ روزگار شخصیات ہیں جنہوں نے برصغیرپاک و ہند میں علم کی ہزاروں شمعیں روشن کیں۔

آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" سینکڑوں کتابوں پر بھاری ہے اور لازوال علمی کارنامہ جس سے تشنگان علوم صدیوں تک اپنی پیاس بجھاتے رہیں گے۔

مولانا احمد حسن کانپوری

مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے یہ ہونہار شاگرد درس و تدریس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ کاشغر' شام' موصل' حلب' بخارا' افغانستان اور برعظیم پاک و ہند کے علماء کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔ ندوۃ العلماء کے تاسیسی اجلاس کی صدارت آپ نے کی مگر بعد میں مسلکی اختلافات کی بنیاد پر علیحدگی اختیار کر لی۔ تنزیہ الرحمٰن عن شائبتہ الکذب و النقصان' حاشیہ مثنوی معنوی' تفسیر قرآن مجید' حاشیہ

marfat.com

حمہ اللہ ' افادات احمدیہ اور شرح ترمذی یادگار تصانیف ہیں۔ ۴ صفر المظفر ۱۳۲۲ھ کو یہ آفتاب عالم ڈوبا۔ ساٹھ کتابوں کے متن زبانی یاد تھے۔ اس لیے آپ کو ملا ستون بھی کہا جاتا ہے۔

شاہ احمد سعید مجددی

۱۲۱۷ھ ------ ۱۲۷۷ھ

شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ' مولانا فضل امام خیر آبادی ' شاہ رفیع الدین ' شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہم کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے دینی علوم کی تکمیل کی اور شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ حدیث ' تفسیر ' فقہ کی تدریس کے علاوہ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے اور طالبان حق کی روحانی تشنگی بھی دور فرماتے۔ الحق المبین فی الرد علی الوہابیین مشہور کتاب ہے۔ آخری عمر میں مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ وہیں وفات پائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بھی آپ کے شاگرد تھے۔

ابو البرکات سید احمد شاہ

۱۳۱۶ھ ------ ۱۳۹۹ھ

استاذ العلماء ' مفتی اعظم ' شیخ الحدیث اور استاذ العلماء مولانا دیدار علی شاہ صاحب کے ہاں الور میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور امام احمد رضا خاں بریلوی سے علمی استفادہ کر کے سند حاصل کی اور شاہ علی حسین اشرفی سے بیعت ہوئے۔

آگرہ سے تدریس کا آغاز کیا اور والد ماجد کی وفات پر دار العلوم حزب الاحناف

marfat.com

لاہور کے رئیس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور عمر بھر حدیث کی تدریس کے علاوہ فقہ و کلام کی گتھیاں سلجھاتے رہے۔

مولانا نور اللہ نعیمی، سلطان الواعظین ابوالنور محمد بشیر، مولانا سید محمود احمد رضوی اور مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی آپ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔

مولانا ارشاد حسین رام پوری

۱۲۴۸ھ ------ ۱۳۱۱ھ

۱۴ صفر ۱۲۴۸ھ کو پیدا ہوئے۔ علمائے رام پور اور لکھنؤ سے علمی استفادہ کیا اور مولانا شاہ احمد سعید مجددی سے بیعت ہوئے۔ شاگردوں میں علامہ شبلی نعمانی، مولانا سید دیدار علی الوری، شاہ سلامت اللہ رام پوری ایسے بلند پایہ علماء شامل ہیں۔ انتصار الحق اور انوار ساطعہ فی جواز مولود و فاتحہ مشہور کتابیں ہیں۔ پندرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔

علامہ اصغر علی روحی

۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء ---- ۱۹۵۴ء / ۱۳۷۳ھ

دریائے چناب کے کنارے واقع قصبہ کٹھالہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں اپنے دور کے ممتاز علماء فیض الحسن سہارنپوری، مفتی عبداللہ ٹونکی، مولوی عبدالحکیم کلانوری اور مولوی قاضی ظفرالدین سے استفادہ کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ او۔ ایل کیا۔ اورینٹل کالج اور اسلامیہ کالج سے عربی کی تدریس کی۔ عربی اور فارسی پر کامل عبور کے باوصف علامہ اقبال جیسے فضلاء آپ سے استفادہ کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے۔ دبیر عجم، العروض والقوافی، ترجمہ نصیحۃ التلمیذ، ترجمہ قصیدہ بردہ، امیر

marfat.com

الکلام من کلام الامام' سطیرۃ الاسلام علی النصاریٰ' اللئام اور مانی الاسلام مشہور تصانیف ہیں۔

لاہور میں انتقال فرمایا اور یہیں دفن ہوئے۔ عربی ادب کے مشہور سکالر صوفی ضیاء الحق آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

مفتی اعجاز ولی خاں رحمتہ اللہ علیہ

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء --- ۲۴ شوال ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء

مولانا سردار ولی خاں (بریلی) کے ہاں پیدا ہوئے۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے قرآن مجید شروع کرایا۔ مولانا تقدس علی خاں' مولانا مختار احمد سلطان پوری' مولانا حسنین رضا خاں' مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان' مولانا سردار علی خان ایسے باکمال اساتذہ سے علمی استفادہ کیا اور حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی اور مولانا امجد علی (مصنف بہار شریعت) سے حدیث کی سند لی۔ تدریس کا آغاز این بی ہائی سکول بریلی سے کیا۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں بھی پڑھاتے رہے۔ تقسیم برصغیر کے بعد جامعہ محمدی شریف (جھنگ) دارالعلوم (جہلم)' جامعہ نعیمیہ (لاہور) اور جامعہ نعمانیہ (لاہور) میں بطور شیخ الحدیث کام کیا اور سینکڑوں طلبہ آپ سے مستفیض ہوئے۔ جامعہ گنج بخش (لاہور) اور دارالعلوم حامدیہ رضویہ کے نام سے دو علمی ادارے بھی قائم کیے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے لیکن صرف دو دن گزرے تھے کہ مرض الموت نے آلیا اور مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ تصانیف یہ ہیں:

(۱) قانون میراث (۲) تسہیل الواضح (۳) تنویر القرآن (۴) ترجمہ مکتوبات شیخ عبدالحق دہلوی (۵) ترجمہ کشف الاسرار (۶) مجموعہ فتاویٰ

marfat.com

مولانا امجد علی (صدر الشریعہ)

یگانہ عصر فقیہ، مفسر، محدث اور صاحب ارشاد بزرگ، محلہ کریم الدین گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ دیگر اساتذہ کے علاوہ حضرت مولانا ہدایت اللہ خان اور مولانا وصی احمد محدث سورتی سے علمی استفادہ کیا۔

منظر اسلام بریلی اور جامعہ معینیہ اجمیر میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی نے ایک موقع پر آپ کے تبحر علمی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا "مولانا امجد علی پورے ملک کے ان چار پانچ علماء میں سے ہیں جو منتخب روزگار ہیں"۔

"بہار شریعت" اردو میں فقہ حنفی کی مستند کتاب اور آپ کی شاہکار تصنیف ہے۔ شرح معانی الاثار کا حاشیہ اور مجموعہ فتاویٰ(۱) ہنوز تشنہ طباعت ہیں۔ ۸ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ کو بمبئی میں انتقال فرمایا۔

مولانا سردار احمد (شیخ الحدیث) مفتی رفاقت حسین کانپوری، مولانا حافظ عبد العزیز (حافظ ملت) مولانا حبیب الرحمٰن اور مولانا عبد المصطفیٰ ازہری (فرزند) مشہور تلامذہ ہیں۔

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی

آبائی وطن میر نگر ضلع پٹنہ (بہار) والد گرامی حکیم دائم علی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید و خلیفہ تھے۔ ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا لطف علی، مولوی احمد حسن ٹونکی، مولانا قاضی محمد ایوب پھلتی، مولانا عبد الحق خیر آبادی اور مولانا ہدایت اللہ رام پوری سے علمی فیض حاصل کیا۔ مدرسہ خیر آباد کے پرنسپل رہے پھر ریاست ٹونک کے طبیب خاص مقرر ہوئے۔ یہاں آپ کو بے پناہ شہرت ملی۔ بو علی کی شفا، میر باقر کی افق المبین، محاکمات کی تدریس، صرف آپ کی درسگاہ میں ہوتی تھی۔ اس لیے دنیا کے

(۱) فتاویٰ امجدیہ کی پہلی جلد مکتبہ رضویہ کراچی سے چھپ گئی ہے۔

marfat.com

گوشے گوشے سے طالبان علوم اس درسگاہ کا رخ کرتے۔

مشہور تصانیف میں شرح ترمذی' ترجمہ شرح منار (عربی) رسالہ وجود رابطی' صدقہ جاریہ فی رد آریہ' اتفاق العرفان فی ماہیہ الزمان' الصمصام القاضب لراس المفتری علی اللہ الکذب یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو واصل بحق ہوئے اور ٹونک میں دفن کیے گئے۔

سید دیدار علی الوری رحمتہ اللہ علیہ

۱۲۷۰ھ ------ ۱۳۵۴ھ

الور کے محلہ نواب پورہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید نجف علی شاہ تھا۔ آپ کے بزرگ مشہد سے ترک وطن کر کے الور آ بسے تھے۔ اپنے چچا سید نثار علی شاہ کے علاوہ مولانا کرامت اللہ دہلوی' مولانا ارشاد حسین رام پوری اور مولانا احمد علی سہانپوری سے اکتساب علم کیا اور سلسلہ نقشبندیہ میں مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے بیعت اور مجاز ہوئے۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اور سلسلہ قادریہ میں امام احمد رضا بریلوی سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ رام پور' بمبئی' الور' آگرہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد جامعہ نعمانیہ لاہور میں تشریف لائے۔ تدریس کے علاوہ خطابت اور فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۳۴۴ھ میں جامعہ نعمانیہ سے مستعفی ہو کر آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد ڈالی اور اپنی وفات (۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ) تک اس دارالعلوم میں اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت اور مسجد وزیر خاں میں خطابت کا فرض سرانجام دیتے رہے۔ مفتی ابوالبرکات سید احمد اور علامہ ابوالحسنات آپ کے جانشین تھے۔

marfat.com

مولانا سردار احمد صاحب (محدث)

۱۹۰۳ء ------ ۱۳۸۲ھ

قصبہ دیال گھ ضلع گورداس پور کے چودھری میراں بخش کے ہاں ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ دیال سنگھ کالج لاہور میں دوسرے سال کے طالب علم تھے جب دار العلوم حزب الاحناف کے جلسہ فیصلہ کن مناظرہ میں مولانا شاہ حامد رضا خان بریلوی کا خطاب سنا۔ ذہن بدلا اور دینی تعلیم کا شوق لے کر بریلی کے دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لے لیا۔ دارالعلوم معینیہ اجمیر میں بھی پڑھتے رہے۔ صدر الشریعہ امجد علی اعظمی سے علمی استفادہ کیا اور ۱۳۵۶ میں مدرسہ مظہر اسلام کے مدرس بنائے گئے۔

قیام پاکستان کے بعد لائل پور (فیصل آباد) میں جامعہ مظہر اسلام کی تاسیس کی اور عمر بھر حدیث رسول کا درس دیا۔ ۱۳۲۲ھ یکم شعبان کو کراچی میں انتقال فرمایا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ سنی رضوی جامع مسجد کے احاطہ میں محو استراحت ہیں۔

سراج الفقہاء سراج احمد مکھن بیلوی

۱۴ ذی الحجہ ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء --- ۵ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء

مکھن بیلہ (خان پور) ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی مولانا احمد یار علاقے کے ممتاز اہل علم میں سے تھے۔ مولانا تاج محمود، مولانا غلام رسول، مولانا امام بخش اور دیگر اساتذہ سے اکتساب علم کیا اور جامعہ فریدیہ چاچڑاں دربار قادریہ بھرچونڈی شریف، مدرسہ انوار العلوم ملتان اور مدرسہ سراج العلوم خان پور سے بحیثیت مدرس اور مفتی وابستہ رہے۔

آپ نے ستر سال تک دینی علوم کی تدریس اور منصب افتاء کی ذمہ داریوں سے

marfat.com

عمدہ برآ ہو کر روشن مثال قائم کی۔ فقہ اور میراث میں آپ کی علمی ثقاہت کا مظہر "سراج الفقہا" کا وہ لقب ہے جو آپ کی زندگی ہی میں زبان زد عام و خاص ہو گیا تھا۔

راقم الحروف کو آپ کی علمی مجلسوں میں بیٹھنے کا فخر حاصل ہے جہاں افتاء و قضا کی گتھیاں پلک جھپکتے میں سلجھائی جاتی تھیں۔ الزبدۃ السراجیہ فی علم المیقات والمیراث والوصیہ (مطبوعہ) اور سراج الفتاویٰ (غیر مطبوعہ) آپ کی بلند پایہ تصانیف ہیں۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ ملک بھر میں پھیلا ہوا ہے۔

مولانا ظہور حسین رام پوری

۱۸۵۷ء ۱۳۴۲ھ

رام پور میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی مولانا نیاز اللہ سے فارسی، مولانا امداد حسین سے نحو، مولانا عبدالحق خیر آبادی سے کتب معقولات، مولانا ارشاد حسین رام پوری سے دینیات اور شاہ فضل الرحمٰن سے حدیث کا درس لیا۔ آپ کی ذہنی صلاحیتوں اور علمی قابلیت کا اعتراف مولانا عبدالحق خیر آبادی کو بھی تھا۔ تصانیف شرح قاضی مبارک، شرح میر زاہد اور حاشیہ افق المبین سے آپ کی قابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔

۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۲ھ میں وفات پائی۔

مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی

[illegible]۹ھ ...... [illegible]۸۵ھ

بہترین مدرس اور ذہین عالم۔ ریاست باندہ کے مدرسہ کے علاوہ مدرسہ حنفیہ، مدرسہ نظامیہ حیدر آباد کے مدرس رہے۔ بعد میں حیدر آباد کی عدلیہ سے منسلک

marfat.com

ہو گئے۔ قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار، التحقیقات المرضیہ حاشیہ میر زاہد رسالہ قطبیہ، حاشیہ ملا حسن، نور الایمان فی آثار حبیب الرحمٰن، شرح الموجز للنفیسی وغیرہ تصانیف علمی ذخیرہ یادگار ہیں۔ مشہور عالم علامہ عبدالحئ لکھنوی آپ کے فرزند اور تربیت یافتہ ہیں۔

پوری زندگی درس و تدریس میں گزاری۔ ۲۱ شعبان ۱۲۸۵ھ کو حیدر آباد میں وفات پائی۔

مولانا عبدالحق الہ آبادی

شیخ الدلائل اور ممتاز مدرس، پنوان ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ ممتاز اساتذہ سے درسیات کی تکمیل کے بعد مکہ معظمہ حاضری دی اور وہیں کے ہو رہے۔ پچاس برس تک تشنگان علوم کی علمی پیاس بجھاتے رہے۔ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ میں فوت ہو کر جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ الاکلیل (تفسیر قرآن) اور التعلیقات علی الدر المختار (فقہ) مشہور تصانیف ہیں۔

مولانا عبدالحق خیر آبادی

۱۲۴۴ھ ------ ۱۳۱۶ھ

دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی مولانا محمد فضل حق خیر آبادی سے اکتساب علم کیا۔ حکمت و فلسفہ کا ذوق والد سے حاصل کیا۔ ریاست ٹونک سے وابستہ اور مدرسہ عالیہ کلکتہ اور مدرسہ عالیہ رام پور کے پرنسپل رہے۔ شرح مسلم الثبوت، حاشیہ قاضی مبارک، شرح کافیہ ہدایۃ الحکمہ، حاشیہ حمداللہ، شرح مسلم العلوم مشہور تصانیف ہیں۔ مولانا برکات احمد ٹونکی جیسے فاضل علماء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

marfat.com

۲۳ شوال المکرم ۱۳۱۶ھ کو خیر آباد میں انتقال فرمایا۔

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی

۱۲۶۴ھ ------ ۱۳۰۴ھ

باندہ میں ولادت ہوئی۔ علوم متداولہ کی تکمیل والد گرامی مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی سے کی۔ زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل ہوا تو شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی سے سند حدیث لی۔ ایک عالم آپ کے فیضان علم سے مستفیض ہوا۔ علم الصرف، نحو، منطق، فلسفہ، انساب و اخبار، فقہ اور حدیث میں درجنوں تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ اصول و فروع میں کامل دسترس اور تبحر علمی کے باعث برعظیم ہندوستان کے علماء میں آپ کا خاص مقام ہے۔

۱۹ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

مولانا عبدالعزیز محدث مراد آبادی

بھارت میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور ایک ایسا دینی ادارہ ہے جس کی علمی اور دینی خدمات کا اعتراف سرکاری سطح پر قائم اعلیٰ تعلیمی ادارے، یونیورسٹیاں اور اکادمیاں بھی کرتی ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کو یہ مقام مولانا حافظ عبدالعزیز محدث کی شبانہ روز کوششوں سے حاصل ہوا۔

آپ حافظ عبدالمجید صاحب کے ہاں قصبہ بھوج پور ضلع مراد آباد ۱۳۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن کے بعد جامعہ نعیمیہ مراد آباد اور دارالعلوم اجمیر میں تعلیم پائی۔ اجمیر سے اپنے استاد مولانا امجد علی کے ہمراہ بریلی آئے اور دارالعلوم منظر اسلام میں دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ جامعہ اشرفیہ ہی میں تدریس کا آغاز کیا اور صدر مدرس کے

marfat.com

علاوہ شیخ الحدیث کا منصب سنبھالا۔ درمیانی عرصے میں دو سال کے لیے جامعہ عربیہ ناگپور میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ بہترین مدرس، اعلیٰ منتظم اور صاحب بصیرت عالم دین تھے۔ سینکڑوں نامور علماء کو آپ سے نسبت تلمذ حاصل ہے۔ چند برس قبل ہی انتقال ہوا ہے۔

مولانا عبدالقادر بدایونی

۱۲۵۳ھ ------ ۱۳۱۹ھ

مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کے ہاں پیدا ہوئے۔ الور اور دہلی میں علامہ فضل حق خیر آبادی سے علوم عقلیہ کی تکمیل اور والد ماجد سے سند حدیث حاصل کی۔

مولانا فضل حق خیر آبادی فرمایا کرتے "عبدالقادر کی ذہنی جودت و ندرت ابوالفضل اور فیضی کی یاد تازہ کرتی ہے" ۱۳۱۱ھ میں مجلس ندوۃ العلماء منعقد ہوئی تو آپ اس میں شریک تھے مگر بعد میں دینی اختلافات کی بنا پر علیحدگی اختیار کر لی۔

شاگردوں میں سے مولانا محب احمد بدایونی، مولانا فضل احمد بدایونی، مولانا عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند اور تصانیف میں سے حقیقتہ الشفاعۃ، شفاء السائل بہ تحقیق المسائل سیف الاسلام، اشباع الکلام، عقائد الاسلام (عربی) تاریخ بدایوں مشہور ہیں۔ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۹ھ میں وفات پائی۔

مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی

ریاست ٹونک کے شیخ صابر علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ مولانا لطف اللہ علی گڑھی مولوی احمد علی سہارنپوری اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری سے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ اورینٹل کالج لاہور اور مدرسہ عالیہ کلکتہ میں تدریس کی۔ اپنے استاد مولانا فیض

marfat.com

الحسن سہارنپوری کی طرح عربی ادب آپ کا خاص موضوع تھا۔

عجالتہ الراکب فی امتناع کذب الواجب' حاشیہ حمداللہ' تعلیقات المفتی' عقد الدرر' الکلام الرشیق ایسی بلند پایہ کتب تصنیف کیں اور ۷ نومبر ۱۹۳۰ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا فیض محمد شاہ جمالی

قصبہ شاہ جمال (ڈیرہ غازی خاں) میں مولانا نور الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد کے علاوہ اپنے نانا مولانا امام بخش جام پوری سے اکتساب علم کیا۔ مولانا امام بخش جام پوری فرید عصر خواجہ غلام فرید کے ہم سبق اور صرف و نحو کے بہترین مدرس تھے۔

مولانا فیض محمد' مولانا عبدالرحمٰن ملتانی سے بیعت ہوئے۔ جب قصبہ شاہ جمال دریا برد ہوا تو سندیلہ ضلع ڈیرہ غازی خاں آئے۔ اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ عمر بھر درس و تدریس اور وعظ تذکیر کا شغل جاری رہا۔ صرف طالبان علوم کو ہی مستفید نہیں کیا' طالبان حق کو مقامات سلوک بھی طے کراتے رہے۔ سینکڑوں غیر مسلم' مسلمان ہوئے اور ہزاروں مسلمانوں نے برائی سے توبہ کر کے نیکی کی راہ اختیار کی۔ جہاں آپ نے اپنے علم سے لوگوں کو متاثر کیا' وہاں آپ کی زندگی بھی لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنی۔ سندیلہ ڈیرہ غازی خاں میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوری

۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۶ء --- ۱۸۸۷ء / ۱۳۰۴ھ

محلہ شاہ ولایت سہارنپور (بھارت) میں خلیفہ علی بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں گھر پر پڑھیں اور پھر مفتی صدر الدین آزردہ' شاہ احمد سعید

marfat.com

دہلوی اور خاتم الحکماء مولانا فضل حق خیر آبادی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ حدیث، تفسیر اور منطق و فلسفہ کے علاوہ فقہ کی تکمیل بھی کی۔ لیکن ذہن ادب کی طرف مائل تھا اس لیے اسی کے ہو کر رہ گئے۔ عربی ادب کی تدریس میں آپ نے اہم تبدیلیاں کیں اور ہندوستان کی درسگاہیں متاخرین کی کتابوں کے بجائے متقدمین شعراء اور آئمہ ادب کے سرچشموں سے سیراب ہونے لگیں۔ سرسید احمد خاں نے سبعہ ملقہ اور مقامات حریری کے چند اسباق اس وقت آپ سے پڑھے جب آپ کی عمر صرف تیس سال تھی اور سرسید احمد خان دہلی میں صدر امین تھے۔

سہارنپور میں طب اور علی گڑھ میں تدریس کی مگر دل نہ لگا اور نہ شایان شان قدردانی ہوئی۔ لاہور میں اورینٹل کالج کا قیام عمل میں آیا تو آپ کو تدریس کی پیشکش ہوئی اور کچھ شرائط منوانے کے بعد آپ نے بطور استاد عربی ادب کام کرنا قبول کیا۔ یہاں آکر آپ کے علمی جوہر کھلے اور آپ دنیائے علم و ادب میں گوہر شب چراغ بن کر ابھرے۔ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا عبداللہ ٹونکی بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔

آپ نے تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا مفید استعمال کیا اور یہ کتابیں یادگار چھوڑیں:

(۱) شرح سبعہ معلقہ (عربی، اردو، فارسی) (۲) شرح حماسہ (۳) رشیدیہ (۴) فیضیہ (علم مناظرہ اردو) (۵) دیوان حسان کی ترتیب (۶) التعلیقات علی الجلالین (۷) تحفہ صدیقیہ (۸) عروض المفتاح (۹) ریاض الفیض (۱۰) دیوان الفیض (۱۱) حل ابیات بیضاوی (۱۲) شرح مشکوۃ

مولانا گل محمد شاہ جمالی

مولانا نور الدین کے ہاں قصبہ شاہ جمال (ڈیرہ غازی خاں) میں پیدا ہوئے۔ والد

marfat.com

کے علاوہ پیر صوفی مولانا عبدالرحمٰن ملتانی اور دیگر اساتذہ سے تعلیم پائی۔ اپنے بڑے بھائی مولانا فیض محمد شاہجمالی سے بیعت ہوئے۔ پوری زندگی درس و تدریس میں گزاری۔ فقر غیور کا مفہوم آپ کو دیکھ کر سمجھ میں آتا تھا۔ صاحب حال بزرگ تھے جن کی ذات میں علم اور عرفان جمع ہوگئے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں انتقال فرمایا اور بستی بڈھن (ضلع ڈیرہ غازی خاں) میں دفن ہوئے۔ مجموعہ قوانین صرف اور گلزار قوانین (فارسی) قابل قدر تصانیف ہیں۔

مفتی غلام جہانیاں معینی

ڈیرہ غازی خاں کے مفتی، بہترین استاد اور پیر طریقت، جو تقریباً چالیس سال تک تدریس و افتاء کی مسند پر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

جامعہ معینیہ کے نام سے دارالعلوم قائم کیا جس سے بیسیوں علماء فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں پاک سنی تنظیم کے نام سے تبلیغی تنظیم قائم کی جس نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ہفت اقطاب کے نام سے زندہ تصنیف اور کئی کتابوں کے تراجم یادگار ہیں۔

مولانا غلام قادر بھیروی

علامہ غلام قادر ابن غلام حیدر (بھیرہ، پنجاب) نے علامہ غلام محی الدین، حافظ احمد الدین بگوی اور مفتی صدر الدین آزردہ سے کسب فیض کیا۔ فارغ التحصیل ہوکر لاہور آئے اور بھاٹی دروازہ کی اونچی مسجد میں تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ بعد میں بیگم شاہی مسجد میں منتقل ہوئے اور امامت و خطابت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ دارالعلوم نعمانیہ اور اورینٹل کالج میں بھی پڑھاتے رہے۔ پنجاب کے ممتاز علما سید

marfat.com

جماعت علی شاہ محدث علی پوری' علامہ غلام محمد گھوٹوی' علامہ غلام احمد حافظ آبادی' علامہ محمد عالم آسی اور علامہ نبی بخش حلوائی آپ کے مشہور شاگرد تھے۔ ۸۰ برس کی عمر میں ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو انتقال فرمایا۔

مولانا غلام دستگیر قصوری

لاہور کے موچی دروازہ میں واقع محلہ بیساں میں پیدا ہوئے۔ اپنے ماموں مولانا محی الدین قصوری کے زیر سایہ تعلیم و تربیت کے مراحل طے کیے۔ تفسیر' حدیث' فقہ اور تصوف سے خاص شغف تھا اور ان تمام علوم پر ماہرانہ دسترس رکھتے تھے۔ ۱۳۱۰ھ میں واصل بحق ہو کر قصور میں دفن ہوئے۔ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل' تحریف القرآن' مخرج عقائد نوری' رجم الشیاطین (رد قادیانیت) آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی

بہاولپور کے جامعہ عباسیہ (اب جامعہ اسلامیہ) کے شیخ الجامعہ (وائس چانسلر) بیس برس تک اس منصب پر فائز رہے اور جامعہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیے۔

جنوری ۱۸۸۶ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ موضع گمرالی (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد چراغ' حافظ محمد جمال گھوٹوی' مولانا سید غلام حسین' مولانا محمد زمان' علامہ حافظ غلام احمد حافظ آبادی' مولانا احمد حسن کانپوری اور مولانا فضل حق رام پوری ایسے یگانہ روزگار اساتذہ سے مقامات علم طے کیے۔ شیخ العصر پیر سید مہر علی گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد مدرسہ عالیہ رام پور میں پڑھانے لگے۔ پھر گھوٹہ ضلع ملتان کو مستقر بنالیا اور طالبان علوم کی رہنمائی کی۔

marfat.com

نواب صاحب بہاول پور جناب صادق محمد خان عباسی مرحوم کی استدعا پر جامعہ عباسیہ میں تشریف لائے اور زندگی کے آخری ایام تک یہیں رہے۔ قادیانیوں کے خلاف بہاولپور کی عدالت میں مقدمہ چلا تو آپ نے اس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ فیصلہ مقدمہ بہاولپور میں اس کا ذکر موجود ہے۔

شاگردوں کی کثیر تعداد چھوڑی جن میں سے مولانا محمد ذاکر (بانی جامعہ محمدی شریف) مرحوم مولانا عبدالحیٔ چشتی (خلف الرشید) اور علامہ رحمت اللہ ارشد مشہور ہیں۔

۲۷ جمادی الاولی ۱۳۶۷ھ بروز پیر آپ کا انتقال ہوا۔ قبرستان ملوک شاہ نزد نور محل بہاولپور میں دفن ہوئے۔

مولانا لطف اللہ علی گڑھی

۱۲۴۴ھ میں ولادت ہوئی۔ مختلف اساتذہ سے تکمیل علوم کی اور جامعہ علی گڑھ میں بطور مدرس اول تقرر ہوا جہاں مولانا احمد حسن کانپوری ایسے فضلاء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

والی حیدر آباد کی خواہش پر پہلے صدر المدرسین اور پھر مفتی عدالت مقرر ہوئے۔ نویں ذوالحجہ ۱۳۳۴ھ کو انتقال فرمایا۔ سید مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ "استاذ العلما" کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

سید محمد سلیمان اشرف قدس سرہ

محلہ میرداد قصبہ بہار ضلع پٹنہ میں ولادت ہوئی۔ فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم

marfat.com

اسی قصبہ میں حاصل کی۔ جون پور کے مدرسہ حنفیہ میں علامہ ہدایت اللہ رام پوری سے اکتساب علم کیا۔

مختلف اداروں سے وابستہ رہنے کے بعد ۱۹۰۲ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات سے وابستہ ہوئے اور اس کے چیئرمین بنے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی ایسے اعاظم آپ کے علم و فضل اور طلاقت لسانی کا اعتراف کرتے تھے۔ مشہور ادیب جرجی زیدان نے عربی زبان پر کچھ اعتراضات کیے تو آپ نے عربی زبان کی فضیلت و برتری پر "المبین" نامی کتاب لکھی جسے مشہور مستشرق "پروفیسر براؤن" نے یہ کہہ کر خراج تحسین پیش کیا:

"مولانا نے یہ کتاب اردو میں لکھ کر ستم کیا۔ اگر عربی یا انگریزی میں لکھتے تو عالمی ادب کا شہ پارہ ہوتی" علامہ اقبال نے بھی اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا۔ "الانہار' الجح' النور' سبیل الارشاد" ایسی تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ میں وفات پائی۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی اور سید سلیمان ندوی کے تعزیتی مضامین سے آپ کی بلند شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے جو "ندیم" اور "معارف" میں شائع ہوئے۔

مولانا محمد شریف کوٹلوی

ضرورت فقہ' کتاب التراویح' صداقت الاحناف' اباحۃ البنا' کشف الغطا' نماز حنفی مدلل ایسی علمی کتابوں کے مصنف مولانا محمد شریف' کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد مولانا عبدالرحمٰن متبحر عالم اور متورع بزرگ تھے۔ آپ کی علمی خدمات میں سے امرتسر کے ہفتہ وار اخبار الفقیہ کا اجرا ہے جس کی ثقافت کا اعتراف پاک و ہند کے علمی حلقوں میں کیا گیا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی نے آپ کو فقیہ اعظم کا خطاب دیا۔ نوے برس کی عمر پاکر ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔ ابوالنور مولانا محمد بشیر

marfat.com

ایسا فاضل فرزند یادگار چھوڑا ہے۔

مولانا محمد ظفرالدین بہاری

۱۳۰۳ھ ------ ۱۳۸۲ھ

میجرہ ضلع عظیم آباد (پٹنہ) میں جناب عبدالرزاق کے ہاں ۱۴ محرم ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کے علاوہ مولانا معین الدین اشرف، مولانا بدر الدین اور مولانا معین الدین ازہر، مولانا وصی احمد سورتی محدث، مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا عبیداللہ، مولانا قاضی عبدالرزاق کانپوری، مولانا ارشاد حسین رام پوری اور امام احمد رضا بریلوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

بریلی کا دارالعلوم منظر اسلام آپ کی کوششوں سے قائم ہوا اور آپ نے اسی دارالعلوم سے تدریس کی ابتدا کی۔ پھر مدرسہ حنفیہ اور جامعہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں پڑھاتے رہے اور ۱۳۶۵ھ میں جامعہ کے پرنسپل بنے۔

درجنوں کتابیں تصنیف کیں جن میں سے جامع الرضوی المعروف صحیح البہاری چھ جلدوں میں اور حیات اعلیٰ حضرت چار جلدوں میں ہے۔ بہترین مدرس اور علم توقیت کے ماہر تھے۔ امام احمد رضا بریلوی نے "ملک العلی" کا خطاب دیا۔

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ کو ظفر منزل پٹنہ میں وفات پائی۔ جناب پروفیسر مختار الدین آرزو (ادب عربی کے معروف سکالر) آپ کے فرزند ہیں۔

مفتی مظہراللہ دہلوی

والد کا نام مولانا محمد سعید، پیدائش ۱۰ رجب المرجب ۱۳۰۳ھ بمقام دہلی۔ دینی علوم کے علاوہ طب میں بھی کمال حاصل کیا۔ شاہی مسجد فتح پوری کی خطابت کے علاوہ

marfat.com

درس و تدریس اور افتانویسی کا فریضہ عمر بھر انجام دیا۔ ذوق سخن بھی تھا۔ پروفیسر محمد مسعود احمد (پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ) آپ کے لائق فرزند ہیں جو آپ کے حسن تربیت کا شاہکار اور آپ کی علمی مسند کے صحیح وارث ہیں۔

سید مغفور القادری

ریاست بہاولپور کے مردم خیز قصبہ گڑھی اختیار خاں میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی سید سردار احمد شاہ متعدد علوم پر دسترس رکھنے والے مرجع خلائق بزرگ تھے۔ سید مغفور القادری کی پیدائش ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۶ء میں ہوئی۔ مولانا عبدالکریم ہزاروی' علامہ سراج احمد مکھی بیلوی (سراج الفقہا) اور مولانا مفتی محمد حیات سے درسیات کی تکمیل کی۔ قطب وقت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کے جانشین حافظ محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور زندگی بھر دین حق کی تبلیغ و ترویج میں مصروف رہے۔

آپ کی قائم کردہ جماعت "احیاء اسلام" نے دینی اور سیاسی سطح پر قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ماہ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ میں وفات پائی۔ عباد الرحمٰن مطبوعہ تصنیف ہے اور سید محمد فاروق القادری (ایم۔ اے) آپ کے قابل فخر جانشین ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

۱۲۷۵ھ ------ ۱۳۵۶ھ

پنجاب کے علماء و مشائخ میں سے جن لوگوں کو علمی حلقوں میں شہرت دوام حاصل ہوئی' ان میں سید مہر علی شاہ گولڑوی کا نام نمایاں ہے۔ آپ پنجاب کی واحد دینی شخصیت ہیں جن سے علامہ اقبال ایسے نابغہ روزگار نے تصوف و سلوک کے بعض مسائل کے سلسلے میں رہنمائی حاصل کی۔ ۱۲۷۵ھ میں سید نذر دین شاہ کے ہاں پیدا

marfat.com

ہوئے۔ دیگر اساتذہ کے علاوہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور مولانا احمد علی سہارنپوری سے استفادہ کیا۔

کچھ عرصہ بادہ پیمائی کے بعد مقامات سلوک طے ہوگئے تو وطن واپس آئے اور مثنوی مولانا روم' فصول الحکم اور فتوحات مکیہ کا درس دینا شروع کیا۔ حج پر تشریف لے گئے تو مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ایسے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ پنجاب کی جھوٹی نبوت (قادیانیت) کا رد بلیغ آپ کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا جو علمی تعاقب آپ نے کیا' اس کی نظیر نہیں لائی جا سکتی۔ شمس الہدایہ' سیف چشتیائی آپ کی وہ تصانیف ہیں جو علمی دنیا سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اس کے علاوہ مکتوبات' ملفوظات' تحقیق الحق فی کلمۃ الحق' اعلاء کلمۃ اللہ آپ کی بلند پایہ تصانیف ہیں۔ ۸۱ برس کی عمر میں ۱۳۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ گولڑہ شریف راولپنڈی میں آپ کی لحد مبارک زیارت گہہ خلائق ہے۔

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

۱۳۰۰ھ ------ ۱۳۶۷ھ

مولانا معین الدین نزہت کے فرزند ارجمند' آٹھ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے۔ اردو' فارسی والد بزرگوار سے پڑھی۔ مولانا شاہ فضل احمد اور سید شاہ محمد گل سے درسیات کی تکمیل کی۔ امام احمد رضا بریلوی نے آپ کو صدر الافاضل کا خطاب دیا۔ ابلاغ اور الھلال میں آپ کے علمی مضامین شائع ہوتے رہے۔ صائب الرائے' مفکر اور عملی سیاست کے آدمی تھے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس (بنارس) کا انعقاد آپ کا کارنامہ تھا جس نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ میں وفات پائی۔

marfat.com

مولانا نقی علی خان بریلوی

۱۲۴۶ھ ------ ۱۲۹۷ھ

نقی علی خاں یکم رجب ۱۲۴۶ھ میں محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور پھر تدریس و تصنیف کا میدان سنبھالا۔ ۱۲۵۵ھ میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے سند خلافت اور حضرت سید احمد دحلان ایسے جید علماء کرام سے سند حدیث حاصل کی۔ ۱۲۹۷ھ بروز پنج شنبہ اکاون برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

امام احمد رضا خان بریلوی آپ کے خلف الرشید تھے۔(۱)

شاہ وصی احمد سورتی (محدث)

۱۸۳۶ء ------ ۱۹۱۶ء

راندمیر (سورت) آپ کی جائے ولادت ہے۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی اور پھر مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا احمد علی سہارنپوری اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی سے اکتساب علم کیا۔ موخر الذکر سے بیعت ہوئے اور خلافت بھی پائی۔ ۱۸۶۷ء میں پیلی بھیت میں مدرسۃ الحدیث قائم فرمایا اور دیگر علوم و فنون کے علاوہ چالیس برس تک حدیث شریف کا درس دیا۔ انتہائی سادہ، نیک، وضع دار اور بااخلاق انسان تھے۔ ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ تلامذہ میں سے مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، مفتی عبدالقادر لاہور، پیر جماعت علی شاہ علی پوری، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی۔ تصانیف میں سے حاشیہ سنن نسائی،

(۱) تذکرہ علماء اہل سنت، محمود احمد قادری۔

marfat.com

حاشیہ طحاوی، التعلیق المجلی حاشیہ منیتہ المصلی نے شہرت حاصل کی۔

مولانا حکیم وکیل احمد سکندرپوری

۱۲۵۸ھ ------ ۱۳۲۲ھ

سکندر پور ضلع بلیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد شہرت سن کر مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے ہاں حاضر ہوئے اور اخذ فیض کیا۔ مولانا فرنگی محلی نے آپ ہی کے لیے نورالانوار کا حاشیہ قمرالاقمار لکھا۔ اپنے زمانہ کے صاحب تصنیف اور اکابر علماء میں سے تھے۔ حیدر آباد میں انتقال فرمایا۔

مولانا ہدایت اللہ خاں رام پوری

رام پور میں پیدا ہوئے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی ایسے قابل ترین اساتذہ سے تحصیل علم کیا۔ آپ ان علماء میں سے تھے جنہیں قدرت فیاضانہ نوازتی ہے۔ وسیع الاخلاق، خندہ رو، دوست آشنا اور شاگردوں پر نہایت شفیق تھے۔ ۱۳۲۶ھ میں انتقال فرمایا۔ مولانا امجد علی اعظمی مولانا سید برکات احمد ٹونکی، مولانا سید سلیمان اشرف بہاری اور مولانا عبدالسلام نیازی ایسے علماء آپ کے شاگرد تھے۔

مولانا یار محمد بندیالوی

۱۲۹۷ھ میں بندیال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ پنجاب کے علماء سے استفادہ کرنے کے بعد امام احمد رضا خاں بریلوی کے ہاں حاضر ہوئے اور ان کے مشورے پر مولانا ہدایت اللہ سے کسب فیض کیا۔ الہ آباد، بھوپال، ٹونک میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ شاہ محمد حسین الہ آبادی سے بیعت ہوئے۔ ۱۳۶۷ھ میں انتقال فرمایا۔ علامہ

marfat.com

عبدالغفور ہزاروی اور استاد العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ مولانا محمد عبدالحق بندیالوی اور مولانا فضل حق بندیالوی آپ کے صاحبزادگان ہیں۔ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال (سرگودھا) آپ کی یادگار ہے۔

علامہ محمد عالم آسی رحمتہ اللہ علیہ

والد کا نام حکیم مفتی حمید الدین المعروف عبدالحمید چشتی' مقام پیدائش موضع کولوتارڑ (حافظ آباد) اور تاریخ ولادت ۱۲ رمضان المبارک ۱۲۹۸ھ ہے۔

ابتدائی تعلیم گھر میں والد اور نانا کے پاس اور تکمیل جامعہ نعمانیہ سے کی۔ اس کے علاوہ عالم عربی' فاضل عربی' فاضل فارسی' ادیب فارسی' مختار عدالت' حکیم حاذق اور زبدۃ الحکماء کے امتحانات پاس کیے۔ فاضل عربی اور زبدۃ الحکماء کے امتحانات میں پنجاب بھر میں اول آئے۔ انگریزی اور ہندی زبانوں پر بھی عبور حاصل کیا۔

تحصیل علم کے بعد جامعہ نعیمیہ' جامعہ رحیمیہ اور اورنٹیل کالج لاہور سے وابستہ رہے۔ کچھ عرصہ بعد امرتسر چلے گئے اور ایم۔ اے۔ او ہائی سکول میں عربی کے استاد مقرر ہوئے۔ سکول کو کالج کا درجہ ملنے کے بعد بھی آپ کا تعلق قائم رہا اور یہیں سے آپ ریٹائر ہوئے۔

علامہ نے امرتسر میں قیام کے دوران کالج کی مصروفیات کے علاوہ تفسیر' حدیث' فقہ' منطق اور فلسفہ کی تدریس کی اور سینکڑوں طالب علم آپ سے مستفید ہوئے۔ لیکن آپ کی شہرت عربی ادب پر ماہرانہ دسترس کے حوالے سے ہے۔

آپ نہ صرف حضرت شیخ ابوالخیر عبداللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے' بلکہ آپ کو خلافت بھی عطا ہوئی تھی۔ علامہ کے فاضل تلامذہ کی کثرت اور مختلف النوع تصانیف سے آپ کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

marfat.com

مشہور تلامذہ: جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، حکیم غلام قادر چشتی (ملتان) پیر حبیب اللہ (گجرات)، ڈاکٹر پیر محمد حسن (راولپنڈی)، آغا خلش کاشمیری، پیر عبدالسلام ہمدانی مرحوم (لاہور) مفتی محمد حسن (بانی جامعہ اشرفیہ) علامہ حکیم محمد حسین امرتسری، حکیم فیروز الدین فیروز طغرائی (امرتسر) ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ (لاہور) ڈاکٹر خواجہ سخاء اللہ (لاہور) خواجہ عبدالرحیم آئی سی ایس، پیر احسن الدین آئی سی ایس، سید عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ۔

یہ مختصر سی فہرست ہے برصغیر پاک و ہند کے ان علماء اسلام کی جن سے پندرہویں صدی ہجری کو بھی فیض یاب ہونے کا موقع ملا ہے اور جن کے علوم و معارف کا فیضان جاری ہے۔

احمد سعید کاظمی سید، علامہ --- محدث، معقولی، ادیب، خطیب، مصنف، مفسر مناظر، شیخ طریقت۔

احمد نورانی شاہ علامہ --- عالم، خطیب، مبلغ، حافظ، قاری، مفکر

احمد شاہ گیلانی سید --- عالم، حافظ، خطیب

احسان الحق مولانا --- مدرس، مبلغ، مصنف

ارشد القادری علامہ (بھارت) --- مصنف، ادیب، خطیب، مدرس، مناظر

افضل حسین مولانا سید --- مفتی، مدرس، مصنف، محدث، معقولی

الٰہی بخش مولانا --- عالم، خطیب

بدرالدین احمد القادری مولانا (بھارت) --- مفتی، مدرس، مصنف، ادیب

پیر محمد چشتی مولانا --- مدرس، معقولی، محدث

تقدس علی خان مولانا --- مدرس، مفتی، عالم، محدث، شیخ طریقت

جعفر شاہ مولانا سید (بٹ گرام) --- مدرس، خطیب، مصنف

جلال الدین، احمد امجدی مولانا (بھارت) --- مفتی، مدرس، مصنف، خطیب

marfat.com

جلال الدین مولانا سید --- مدرس، مبلغ، مفتی، محدث، شیخ طریقت
جمیل احمد نعیمی مولانا --- مصنف، مدرس، خطیب
حسن الدین ہاشمی مولانا --- مدرس، مصنف، محقق
حسین الدین شاہ سید --- مدرس، خطیب، مصنف، مناظر
خدا بخش اظہر مولانا --- مبلغ، عالم
خلیل خاں محمد مولانا (حیدر آباد) --- مدرس، مفتی، مصنف، محدث
خورشید احمد گیلانی صاحبزادہ --- عالم، مصنف، خطیب، مترجم
خورشید احمد فیضی مولانا --- عالم، مبلغ
رشید محمد نقشبندی مولانا --- مدرس، مصنف، مبلغ، معقولی
رفاقت حسین مولانا (بھارت) --- مفتی، مدرس، محدث، مفسر، شیخ طریقت۔
رمضان محمد مولانا --- مبلغ
زبیر شاہ سید مولانا --- مدرس، مبلغ، مناظر
سیف الرحمٰن مولانا --- مفتی، مدرس۔
شائستہ گل مولانا --- مدرس، مبلغ، مصنف، محدث، مفسر، شیخ
شجاعت علی قادری مولانا --- مدرس، مفتی، محدث، مصنف
شریف الحق محمد مولانا (بھارت) --- مدرس، مفتی، محدث، مصنف
شریف احمد شرافت مولانا --- عالم، مصنف، صوفی
شمس الزمان قادری مولانا --- مدرس، خطیب، مبلغ
ضیاء الدین مدنی، مولانا --- شیخ طریقت، قطب مدینہ، رہبر شریعت
طاہر القادری محمد مولانا پروفیسر --- عالم، مصنف، مفسر، محقق
عبدالحق غور غشتی --- مدرس، محدث، مفتی
عبدالحق مولانا صاحبزادہ --- مدرس، مفتی، قاضی، شیخ طریقت

marfat.com

عبدالحکیم شرف قادری محمد مولانا --- مدرس، مصنف، مترجم، محقق، محدث
عبدالحئ چشتی محمد مولانا --- حافظ، مدرس، محدث، مصنف
عبدالرحیم سکندری مولانا --- مفتی، مدرس، مبلغ
عبدالرشید جھنگوی مولانا --- مدرس، عالم، مناظر، مبلغ، مصنف
عبدالستار خان نیازی مولانا --- عالم، خطیب، مصنف، مجاہد
عبدالستار قادری مولانا --- حافظ، مدرس، مصنف، محقق
عبدالقیوم ہزاروی مولانا --- مدرس، مفتی، مصنف، محدث، محقق
عبداللہ نعیمی محمد مولانا --- مدرس، مصنف، محدث، مفتی
عبداللہ محمد قصوری مولانا --- مدرس، مصنف، محدث، مفتی
عبداللہ شاہ، مولانا سید --- مدرس، معقولی
عبدالمالک مولانا --- مدرس، مبلغ، مناظر
عبدالمصطفیٰ الازہری مولانا --- مدرس، محدث، محقق، خطیب، ادیب
عبدالمنان اعظمی مولانا (بھارت) --- مدرس، خطیب، محقق، محدث
عبدالواحد مولانا --- مفتی، مدرس، مصنف
عزیز احمد قادری مولانا --- مفتی، مدرس، محدث، مفسر، شیخ طریقت
عطامحمد بندیالوی مولانا --- مدرس، معقولی، عالم، مفتی، حافظ، محدث، استاذالاساتذہ
علی احمد مولانا --- مدرس، مصنف، محقق
عنایت اللہ مولانا --- عالم، خطیب، مبلغ، مناظر، مدرس
غلام رسول رضوی مولانا --- مدرس، محدث، مصنف، استاذ الاساتذہ
غلام رسول سعیدی مولانا --- مدرس، محدث، مصنف، محقق، مناظر، خطیب
غلام سرور قادری مولانا --- مدرس، مفتی، مصنف، مبلغ
غلام علی اوکاڑوی مولانا --- مدرس، محدث، مفسر، محقق

marfat.com

غلام مہر علی مولانا --- مدرس، مصنف، مبلغ، مناظر

فاروق القادری محمد سید --- مصنف، ادیب، عالم، محقق

فیض احمد اویسی مولانا --- مدرس، مصنف، حافظ، مبلغ، محدث، مفسر

فتح محمد مولانا --- مدرس، مبلغ

قمرالدین خواجہ مولانا --- مدرس، پیر طریقت، حافظ، شیخ الاسلام

کرم شاہ محمد پیر --- مدرس، مصنف، ادیب، مفسر، محقق

محمد اشرف سیالوی مولانا --- مدرس، مصنف، محدث، مناظر، مبلغ

محمد اکرم شاہ جمالی مولانا --- مدرس، مصنف، مبلغ

محمد امین مولانا --- مدرس، مفتی، صوفی، مصنف

محمد باقر مولانا --- مدرس، مصنف، محدث

محمد حسین نعیمی --- مدرس، مفتی، محدث، مفسر، مجاہد، استاذ العلماء

محمد حسین رضوی قادری مولانا --- مدرس، محدث، مفتی، مبلغ

محمد شریف رضوی مولانا --- مدرس، مبلغ، محدث، مناظر

محمد شریف ہزاروی --- مدرس، مبلغ، مناظر

محمد صادق ابوداؤد مولانا --- مدرس، مصنف، مفتی، مجاہد، شیخ طریقت

محمد صدیق ہزاروی مولانا --- مدرس، مصنف، محقق

محمد صالح مولانا --- مدرس، مفتی، صوفی

محمد عالم مولانا --- عالم، مدرس، مبلغ، استاذ العلماء

محمد فرید ہزاروی مولانا --- مدرس، مبلغ، محقق، مصنف

محمد مسعود احمد پروفیسر --- مصنف، استاد، ادیب، محقق

محمد محمود احمد الوری مولانا --- مدرس، مفتی، مصنف، پیر طریقت

محمد منشا تابش قصوری --- عالم، مصنف، ادیب، مبلغ

marfat.com

محمد موسیٰ امرتسری حضرت حکیم --- عالم، مصنف، ادیب، حکیم الملت

محمد نور اللہ نعیمی مولانا --- مدرس، مفتی، مصنف، محدث

محمود احمد رضوی مولانا --- مدرس، مصنف، شارح بخاری

مشتاق احمد نظامی مولانا (بھارت) --- مصنف، ادیب، خطیب، مناظر

محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی --- مفتی اعظم ہند، شیخ طریقت، مرجع العلماء

مشتاق احمد چشتی مولانا --- محدث، مدرس، مصنف

منظور احمد ہاشمی مولانا --- مدرس، خطیب، مصنف

نواب الدین مولانا --- مدرس، مفتی

وقار الدین مولانا --- مدرس، معقولی، محدث، اصولی

ہدایت اللہ پسروری مولانا --- مدرس، خطیب

ہدایت الحق حضروی مولانا --- مدرس، مبلغ، شیخ

marfat.com

تاریخ جماعتِ رضائے مصطفیٰ

نعیم عبد

اس جماعت کے سُنہرے کارناموں کی تاریخ جس نے متحدہ ہندوستان کے مُسلمانوں کے دین و ایمان کا تحفظ کیا اور شدھی تحریک کے آگے سدِ سکندری ثابت ہوئی اور مُسلمانوں کے خلاف اُٹھنے والی ہر تحریک کا ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔

تالیف

مولانا محمد شہاب الدین رضوی

(بریلی شریف)

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار لاہور

marfat.com

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا فاطر ۲۸

اللہ سے اسکے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنز الایمان)

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر

(الحدیث)

حیاتِ صدر الافاضل

تعبدہ

صدر الافاضل حضرت مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے حالات زندگی مسلمانوں کی دینی وسیاسی راہنمائی اور علمائے اہل سنت کے عظیم مجاہدانہ کارنامے

تحریر

حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

marfat.com

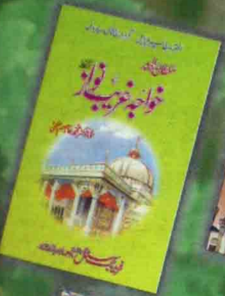

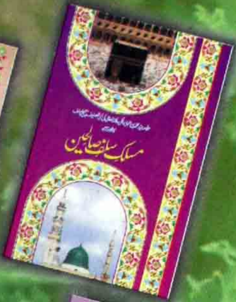

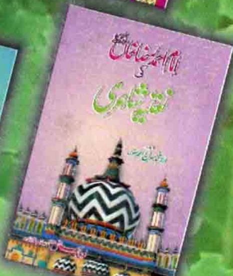

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Email: faridbooks@hotmail.com

JN Graphics 12/2K